پہلی بادشاہی کی جنم ساکھی بلاہ ۱۸۲

یعنی

گرو نانک دیو جی مہاراج کی سوانح عمری

جس میں

گرو صاحب ممدوح کے تفصیلی حالات اُن کی تعلیم اور توحید و معرفت الٰہی کے دلچسپ مضامین درج ہیں

اور جسے

لالہ رام مل و مولوی علی محمد صاحب تاجران کتب لاہور کے لئے

لالہ دیا رام صاحب "عاکف" ساکن کوٹ پنڈیداس ضلع لاہور نے تالیف کیا

اور ۱۹۰۴ء میں

رام مل و مولوی علی محمد تاجران کتب لاہور نے

قیمت ... ٹو ... گلیسن پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپایا

دکان رامدتہ مل علی محمد تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

گرو صاحبان کی سوانح عمریاں

سکھوں کے دسوں گرو صاحبان یعنی گرو نانک دیو جی۔ گرو انگد صاحب گرو امرداس جی۔ گرو رامداس جی۔ گرو ارجن صاحب۔ گرو ہرگوبند جی۔ گرو ہررائے صاحب۔ گرو ہرکشن صاحب۔ گرو تیغ بہادر جی اور گرو گوبند سنگھ صاحب کی سوانح عمریاں بڑی محنت و کوشش اور تحقیق کے ساتھ تیار کرائی گئی ہیں۔ مفصل فہرست طلب کرنے پر قیمت معلوم ہو سکتی ہے +

ان کے علاوہ

بہت سے ہندو مسلمان اور سکھ ناموروں کی سوانح عمریاں بھی تالیف ہو رہی ہیں

یہ سب کتابیں

قومی ترقی کے دلدادہ نیک مردوں کے پڑھنے قابل ہیں

دکان رامدتہ مل علی محمد تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

ایک اونکار ست گور پرشاد

حمد و مناجات بدرگاہ قاضی حاجات

اے خدائے بے نیاز و لاشریک — بے مثل ہے تو نہیں تیرا شریک
تو ہی ہے اوّل و ہے آخر بھی ہے — تو ہی ہے باطن و ہے ظاہر بھی ہے
خود تو بے صورت ہے بے نام و نشاں — صورت و نام و نشاں تجھ سے عیاں
تو ہی مالک اور کل مختار ہے — آدمی تجھ سے ہی برخوردار ہے
عقل کل تو ہے ہمارا پیشوا — مرحبا اے ہادئ راہ ہدیٰ
تیری رحمت و فیض کا در عام ہے — جس سے خاص و عام کو انعام ہے
بندۂ صادق جو پائے اخلاص ہے — اس پہ رحمت اور رافت خاص ہے
کر سکے کیا حمد تیری سی بہ جاں — فی المثل گر پائے گز بھر کی زباں
منہ ہے چھوٹا اور بڑی یہ بات ہے — حمد حق میں سب کی بازی مات ہے
اس بھنور میں گم ہوئی کشتی ہزار — پر نہ دیکھا اک بھی تختہ برکنار
حمد حق ہے موت سے پہلے مریں — دور دل سے سب خودی خوشی کریں
باغ عالم جس سے پر گلزار ہے — لائق یاری وہی اک یار ہے
خود بخود ہے بس نہیں کچھ تو نہیں — کیا بہر سو اور بے سو ہو نہیں
دیدہ وحدت کشا اے غیر بیں — اندریں گلزار معنے سیر بیں
روز و شب حمد اسی کی کر ادا — ہے بقا اپنی خودی سے ہو فنا
اے خدائے بے نیاز و بے عدیل — عشق پاکت ادعا کف را دلیل
از من ایں حرص و ہوا را دور دار — تا صدائے بر زنم منصور وار

تا یدم اندر نظر بے تو کسے ÷ آتش افزوز آن کہ سوزد ہر خسے
بے تو شد این زیستم مثل ممات در دلم جا کن کہ من یابم حیات

التماس عجز اساس بحضور ناظرین کتاب

اے وفاداران صادق نیک نام وے ہواخواہان ہر یک خاص و عام
ناظرین نیک سیرت باکمال مہرباں عالی ہمم نیکو خصال
عرض خدمت ہے ہمارا رام رام یا نمستے یا علیکم السلام ÷
واہ گرو جی کی فتح لے بھائیو وہ واست گو رہے ہر گن گائیو
یا کہ گڈ نائٹ بوقت نیم شب عقل کل سے ہے کلام بے ادب
بندگی آداب تسلیمات ہے غور کے قابل ہماری بات ہے
ہے پکار اپنی با آواز بلند جاگو جاگو خواب غفلت تا بچند
چور رہے گھر میں نہیں سونا روا ایسے سونے پر ہے بس رونا روا
مال زر سب چور جب لے جائیگا ہائے کیا سونے سے تم کو آئے گا
کب ملک اس خواب کو تیاگو گے تم چور بھاگیگا اگر جاگو گے تم ÷
لوٹتے ہیں چور سوتوں کو یہاں جاگنے والے بچے ہیں بیگماں
نفس سرکش چور ہے اے نیکذات لوٹتا ہے دم بدم نقد حیات
پر نہیں ہے غافلوں کو کچھ خبر لوٹتا ہے گھر کو دزد بے ہنر
زندگی توحید کا سرمایہ ہے آفتاب نور حق بے سایہ ہے
نفس امارہ ہے وہ دزد لعیں لوٹتا ہے تیری دولت اے امیں
ہے تیری دولت امانت شاہ کی شاہ بے پرواہ عالی جاہ کی
کھوئی غفلت سے جو دولت رائیگاں بے خبر سویا تو در خواب گراں
شاہ کو آخر میں دیگا کیا جواب کوڑی کوڑی کا وہ پوچھیگا حساب
کھوئی غفلت میں اگر سب زندگی کچھ نہیں حاصل بجز شرمندگی
چشم دل کھولو ذرا بیدار ہو زندگی اپنی سے برخوردار ہو
چھوڑ دو جذبات نفسانی تمام کیونکہ یہ لذات ہیں فانی تمام
لذت باقی ہے پر توحید میں عالم تجرید اور تفرید میں

قتل کر یہ نفس سرکش اے عزیز
جان کا دشمن ہے یار بے تمیز
قبل ایذا قتل موذی ہے روا
نفس سے بڑھکر نہیں موذی ہوا
نفس امارہ ہے مار آستیں
ہے یہی گمراہ شیطان لعیں
زہر ہے لذات فانی کی ہوس
رہزن راہ خدا ہے ہر نفس
جس طرح سے سانپ دشمن جان ہے
رہزن ایمان ہے جو شیطان ہے
مار ڈال اس مار کو شیطان ہے
یہ سراسر زہر ہی کی کان ہے
سانپ اور شیطان سے کچھ ڈر نہیں
کوئی دشمن نفس سے بدتر نہیں
مثنوی میں مولوی معنوی
ہیں یہ کہتے در زبان پہلوی
نفس و شیطاں ہر دو یک تن بودہ اند
در دو صورت خویش را بنمودہ اند
پس خبردار اے بزرگان جہاں
نفس دشمن گھات میں ہے ہر زماں
سب سے پہلے خواب سے بیدار ہو
نام حق کی ہاتھ میں تلوار ہو
یک قلم دشمن کا سر کر دو قلم
پھر سرور جاوداں ہے دمبدم
ہو بہادر تم کو کس کا باک ہے
جب کہ ہر دم ورد نام پاک ہے
جس نے مارا نفس امارہ کو ہے
ہے شجاع وقت وہ فرخندہ پے
جس نے من جیتا وہی جگت جیت ہے
جو بہادر ہو یہ اس کی ریت ہے
نفس کو لذات فانی سے ہٹاؤ
جاگو جاگو اپنا دل حق سے لگاؤ

تمہید

مہابھارت کے جنگ عظیم نے اہل ہند کی روحانی اور جسمانی صحت کو سخت صدمہ پہنچایا نفاق، خود غرضی اور بزدلی نے دن بدن اپنا تسلط جمایا۔ خدا پرستی، حق شناسی، حسن خلق اور اتفاق و ہمدردی۔ بہادری اور علم و عقل نے اپنا بوریا بندھنا اٹھایا۔ بت پرستی۔ عناصر پرستی۔ کواکب پرستی۔ حیوانات کی قربانی اور نوع بنوع کی بدعتوں اور توہمات باطلہ کا دور دورہ ہوا۔ چکرورتی راج طوائف

الملوکی کی صورت میں نظر آیا۔ ذات پات کی پابندی اور بیہودہ چھوت چھات کے ناپاک مسئلے نے جہاز پر سوار اور دریائے اٹک سے پار ہونے کو منع کیا۔ حرفت وصنعت اور تجارت و زراعت کی گرم بازاری نہ رہی۔ ہر طرف سے زوال نے منہ دکھلایا اور اسی حالت میں ایک عرصۂ دراز گذر گیا +

راجہ بکرماجیت پردکھ بھنجن ہار کی تخت نشینی سے تقریباً پانسو برس پیشتر سورج بنسی کھشتریوں کے خاندان میں سے ہندوستان کے افتخار شہزادۂ والا تبار شاکی منی گوتم نے بدھ مذہب جاری کیا جس کی وجہ سے قیودِ ذات نے شکست پائی۔ توہمات باطلہ۔ شرک و بدعت اور بد اخلاقی دور ہوئی۔ ہندوستان کے باہر دیگر ممالک میں اشاعتِ دھرم کے لئے واعظین روانہ کئے گئے۔ صداقت وہمدردی کی تعلیم وتلقین کا نقارہ جملہ نوع انسان کی بہبودی وترقی کے لئے بجایا گیا۔ معاشرت اور تمدن انسانی نے رونق پائی خلق اللہ کو منافع عظیم اور فوایدکثیر حاصل ہوئے مگر چونکہ اس مذہب کی وجہ سے برہمنوں کی پیدائشی فضیلت قابل تعظیم وتکریم خیال نہیں کی جاتی تھی اور ان لوگوں کو مفت کا مال ہاتھ آنا سخت مشکل ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ ہر وقت موقع کے منتظر تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے اس مذہب کے مجتہدوں اور راجوں مہاراجوں کو غافل دیکھا۔ شنکر اچارج اور اپنے معتقد راجپوتوں کی مدد سے بدھ دھرم کے پیرؤں کو قتل وغارت کیا اور ان کے مندر اور بہارہ مسمار کر ڈالے کتب خانے جلائے اور بہائے بدھ مندروں میں اپنے بتوں کو ستھاپن کیا جیسا کہ مسلمان بادشاہوں نے بعد ازاں برہمنوں کے بت خانوں کو مسجدوں کی صورتمیں بدل دیا۔[۵]

آنچہ تو کردی بجائے دیگراں + دیگراں کردند جا ئے توہماں

غرض مسلمانوں نے ہندوستان کے بت پرستوں اور دولتمندوں اور عیاش راجوں راجوں کو شکستیں دے کر فتوحات نمایاں حاصل کیں۔ جن میں بیشمار ہندو قتل کئے گئے۔ لاکھوں لونڈی غلام بنائے گئے۔ کئی بتخانے توڑے گئے۔ بت پھوڑے گئے۔ برہمن دیوتا اور گئو ماتا کی سخت بے ادبی کی گئی۔ جو سلوک برہمنوں نے بدھ مذہب والوں سے کیا تھا اُس سے بڑھ کر مسلمان بادشاہوں نے برہمنوں کے ساتھ کیا + اسلامی سلطنت میں تقریباً آٹھ سو برس تک ہمارے برہمن دیوتا اپنے یجمانوں کے ساتھ ان مصائب میں مبتلا رہے جو کسی غیر قوم کی حکومت کا لازمی نتیجہ ہیں۔

اس عرصے میں وہ دبی زبان سے کہتے رہتے کہ کلجگ ہے۔ ملیچھوں کا راج ہے۔ دھرم کا ناش ہو رہا ہے لیکن مخالفوں کو معقول طور پر تحریری یا تقریری جواب دینے پر کبھی قادر نہیں ہوئے ✦

سولھویں صدی بکرامیتی میں گرو نانک دیوجی پنجاب میں پرگھٹ ہوئے۔ تو انہوں نے راستبازی و صداقت۔ ہمدردی و محبت اور خداپرستی و صلح کل کی تعلیم سے مردہ قوم میں از سر نو جان ڈالی۔ تمام ہندوستان بلکہ لنکا و تبت۔ روم و ایران اور عربستان تک سفر کیا ہر مذہب کے مجتہدوں پر مباحثے میں فتح پائی بیشمار ہندو اور مسلمان ان کے مرید ہو گئے۔ ذات بابرکات کے وجود مسعود سے مذہبی دنیا میں اہل ہنود کو سربلندی اور عزت حاصل ہوئی۔ بت پرستی کا ناپاک دھبا انکی پیشانی سے اٹھ گیا۔ گرو صاحب نے خالص توجہ الی اللہ۔ نیک افعالی۔ پاکیزہ خیالی اور عشق الٰہی کو عملی عبادت قرار دیا۔ بے عیب زندگی بسر کرنے کی ہدایت فرمائی۔ عارفان حق اندیش اور عابدان صداقت کیش کی صحبت فیض درجت سے مستفید ہو سکا ارشاد کیا غرض انکی تعلیم نے بت پرست اور گمراہ ہندؤں کے ایک معقول گروہ کو حق شناس راستباز خدا پرست بنایا عام مسلمانون کے دل سے وہ نفرت دور کی جو ہندوؤں کو بت پرست سمجھ کر کیا کرتے تھے صلح کل ہدایات کی وجہ سے ہر مذہب کے پیرؤں نے گرو مہاراج کو تعظیم و ادب کی نگاہ سے دیکھا اور گدی مبارک کے مقدس جانشینوں نے خداپرستی۔ نفس کشی اور صداقت۔ سچے دھرم کی حمایت اور حفاظت میں عملی طور پر ہمت مردانہ کے بے نظیر جوہر دکھلائے جن کے تسلیم کرنے میں کسی عقلمند اہل بصیرت کو انکار نہیں ہو سکتا ✦

جو عارف بیخود محبت الٰہی کے دریائے ناپیدا کنار میں اپنی ہستی کو غرق اور گم کر دیتا ہے اور مخلوقات میں خالق کا جلوہ دیکھتا ہے سب کے ساتھ ہمدردی و محبت سے پیش آتا ہے۔ اُس کا کوئی مخالف نہیں ہو سکتا اگر کوئی خیانت بازی سے ہو بھی تو مقابلہ نہیں کر سکتا مقابلہ کرے تو فتح نہیں پا سکتا۔ جو بے خواہش محض خلق اللہ کی بہبودی و ہدایت کے لئے زندگی بسر کرتا ہے وہ روشنضمیر حق پرست سب کے دل کی بات جانتا ہے۔ اور ایزد مقلب القلوب ہر حالت میں اس کا نگہبان

اور محافظ ہوتا ہے +

جس طرح ایک بادشاہ بیگم کو رعایا کے کاروبار میں کچھ دخل نہیں ہوتا لیکن وہ دل سے سب کو اپنا مطیع جانتی ہے اسی نظر سے عارف کامل جملہ مخلوقات کو دیکھتا ہے اور بے تعلق رہتا ہے۔ جو کچھ عالم اجسام اور عالم امر کے اندر ہے داصلان الٰہی کے فرمان سے کبھی باہر نہیں ہو سکتا +

گرو نانک مہاراج اور ان کے جانشینوں نے جس بیخودی۔ محبت الٰہی اور ترک دنیا کے ساتھ زندگی بسر کی اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوں اور ان کے فیض ہدایت سے لابھ اٹھائیں۔ چنانچہ لاکھوں بندگان خدا نے ان کے کلام ہدایت التیام سے فیض اٹھا کر توحید خدا کا امرت چکھا اور اپنے عمدہ چلن سے ہوتے ہوتے وہ رتبہ پایا جو صوبہ پنجاب ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کو بھول نہیں سکتا۔ چونکہ ساری ترقی اور خوش اقبالی گرو نانک دیو جی مہاراج کی پاک تعلیم کا نتیجہ تھی اس لئے ہم ذیل میں اس مقدس ذات پاک کی سوانح عمری سے لوگوں کو مستفیض کیا چاہتے ہیں +

۱۔ ابتدائی حالات

دریائے سخاوت بحر کرم ہیں بابا نانک شاہ گرو
کرار واس جھکاؤ سر دم دم پہ بولو واہگرو +

خاندان

مہتہ کالو رائے جی قوم کھتری گوت ویدی جس کا سلسلۂ نسب سورج بنسی خاندان میں سری رام چندر جی تک پہنچتا ہے ملک پنجاب ضلع لاہور کے موضع رائے بھوئی بھٹی کی تلونڈی علاقہ تحصیل شرقپور ضلع لاہور میں سکونت پذیر تھے۔ اس وقت سلطان بہلول لودھی کا راج تھا اور مہتہ جی عمدہ پٹواری پہ خدمات دیہی سر انجام دیا کرتے تھے +

پیدائش

صاف اور نرمل، شانتی اور سرور بخش آنند انگ کاتک سدی پورنماشی سمت ۱۵۲۶ بکرم مطابق سنہ ۱۴۶۹ء یا سنہ ۱۸۷۵ء کو آدھی رات کے اوپر ایک گھڑی گذری تھی کہ مہتہ کالو رائے کے تلونڈی محلے میں ماتا ترپتا جی کے بطن سے ایک فرزند ارجمند پیدا

ہوا۔ اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی مہتہ صاحب نے بہت کچھ خیرات اور پن دان کیا اور اپنے پروہت ہردیال مصر کو زائچہ نویسی کے لئے بلایا۔ اس نے پیدائیش کے لگن ونکھشتر کو دیکھا اور یوں زبان پر لایا کہ یہ لڑکا صاحب جاہ وجلال ہوگا۔ بڑا اہل کمال ہوگا۔ دولت دینی ودنیاوی سے مالامال ہوگا۔ روے زمین کے بادشاہ عالم پناہ اس کے حضور میں سر جھکائینگے اور خاص وعام کلام معجز نظام سے فیض روحانی پائینگے۔ مسماۃ دولتاں دایہ نے بھی بیان کیا کہ میرے ہاتھوں میں کئی بچے پیدا ہوئے لیکن ایسا سرور پرنور اور دھوم دھام کا غیبی ظہور میں نے کبھی نہ دیکھا تھا یہ لڑکا پیدا ہوتے ہی مثل گل خنداں ہوا اور مجھ کو راحت وسرور صد چنداں ہوا+

نام رکھنا — پانچویں دن پروہت ہردیال نے اس مولود مسعود کے لئے نانک نرنکاری نام تجویز کیا مہتہ کالو رائے جی نے جواب دیا کہ یہ نام آدھا مسلمانوں کی طرح ہے اور آدھا ہندوؤں کا سا ہے آپ کوئی ایسا نام تجویز کریں جو صرف ہندوؤں سے مخصوص ہو۔ پروہت نے کہا۔ مہتہ جی اس عالیجاہ بچے بادشاہ کے لئے یہی نام موزوں ہے کیونکہ ہندو اور مسلمان دونو کو تعصب اور خودغرضی سے پاک اعلےٰ درجہ کی روحانی صلح کل خداپرستی اور ہمدردی مخلوقات کی تعلیم دینا اس ہادی برحق کا مبارک مشن ہوگا لہذا اشترکہ نام تجویز کیا گیا ہے۔ بکثرت لوگ راہ حق پر آئینگے اور یہ نجات ابدی پائینگے۔ بدعت، جہالت اور کفروضلالت کو چھوڑکر صداقت۔ ایمانداری حق پرستی اور محبت الٰہی کی طرف رجوع لائینگے۔ یہ لڑکا اللہ کا ولی اور پرمیشور کا پیارا ہے اس کے ہاتھ میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونو کا نستارا ہے۔ یہ سنکر مہتہ جی نے سر تسلیم خم کیا اور پروہت جی کو بہت کچھ دان دیا+

جنم استھان — جس مکان میں ان گرو مہاراج نے جنم لیا تھا وہاں اب ایک عالی شان گوردوارہ بنا ہوا ہے جس کے نام پر کچھ جاگیر بھی ہے اور ننکانہ صاحب کے نام سے موسوم ہے وہاں ہرسال کتک پورنماشی کو جنم کے دن بڑا بھاری میلہ لگتا ہے اور ہزاروں سکھ سیوک وہاں جمع ہوتے ہیں+

طفولیت — جب گرو نانک صاحب چلنے پھرنے لگے تو اپنے ہمعمر بچوں کے ساتھ ذکراذکار الٰہی اور حکایات دلچسپ نصیحت خیز اکثر کرتے رہتے اور جو کچھ پاتے فقیروں

محتاجوں کو دستے آتے والدین کو یہ بات ناگوار معلوم ہوتی۔ ایک دن آپ کی خالہ بی بی لکھو نے کہا کہ یہ لڑکا سودائی سا معلوم ہوتا ہے۔ گھر سے نقد و جنس لیجا کر غریبوں کو بانٹ دیتا ہے۔ آپ نے بیساختہ جواب دیا کہ خالہ جان! تمہارا لڑکا مجھ سے بھی زیادہ پاگل اور سودائی ہوگا۔ چنانچہ بابا رام تھمن جی جن کی سمادھ قصبہ قصور ضلع لاہور کے متصل ہے اور ہر سال بیساکھی کے دن وہاں ایک بھاری میلہ لگتا ہے۔ ایک مست اور بے پرواہ بیراگی فقیر ہوئے ہیں جو گرو صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے +

ہندی تعلیم

سات برس کی عمر میں گوپال پنڈت کی پاٹ شالہ میں تعلیم ہندی کے لئے گرو صاحب کو داخل کیا گیا جب پنڈت جی نے ہندی حروف اور ہندسے حفظ کرنے کی تاکید کی تو آپ نے فرمایا کہ علوم دنیوی روحانی گمراہی کا موجب ہیں البتہ علم حقیقی کے حاصل کرنے میں جہد و کوشش ضروری ہے۔ سری راگ محلا پہلا ۵

جال موہ گھس مس کر مت کاگد کر سار بھاؤ قلم کر چت لکھاری گور پچھ لکھ بیچار

لکھ نام صالاح لکھ لکھ انت نہ پاراوار

بابا ایہ لیکھا لکھ جان جتھے لیکھا منگئے تتھے ہوئے نشان

مطلب موہ کے معنے ہیں فانی اور باطل اشیاء کو جاودانی اور حق سمجھ کر اُن سے محبت کرنا۔ پس دنیائے فانی کی بے بنیاد خواہشوں کو جلاؤ اور گھس کر سیاہی بناؤ اور عقل حقیقت اندیش کے کاغذ پر محبت الٰہی کی قلم سے دل صفا منزل کو لکھنے پر مامور کرو مرشد صادق سے حقیقت عرفان دریافت کر کے غور و فکر کامل سے لکھو۔ نام حق کی عظمت اور اس کی محمدت لکھو وہ غیر محدود اور لاتعین ہے کوئی اس کے آغاز و انجام سے خبردار نہیں۔ اے بابا (پاندھا جی) یہ الٰہی حساب اور خدائی علم لکھنا اور جاننا لازم ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدائے پاک کی سچی عدالت میں جب اعمالنامہ پیش ہوگا اور نیک و بد کاموں کا حساب طلب ہوگا اس وقت یہ روحانی تحریر سچے سرٹیفکیٹ کا کام دیگی اور نجات ابدی دلوائے گی +

سنسکرت

عرصہ دو سال میں ہندی تعلیم سے فراغت پائی تو حصول سنسکرت کے لئے پنڈت برج ناتھ کے سپرد کئے گئے جس طرح اہل اسلام کے ہاں

ہر کتاب کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا جاتا ہے بلکہ پکے مسلمان ہر کام اور ہر بات کے پہلے یہی الفاظ زبان پر لاتے ہیں ویسے ہی سنسکرت کی کتابوں کے شروع میں اوم شبد کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معمول کے موافق پنڈت جی نے ان کو اوم کی صورت لکھ کر پڑھنے کی ہدایت فرمائی گرو صاحب نے پوچھا۔ مہاراج! اوم کے معنے کیا ہیں۔ پنڈت جی بغلیں جھانکنے لگے آخر سنجیدگی سے جواب دیا کہ ابتدا میں لڑکوں کو معنے نہیں بتلائے جاتے۔ اگر تم کو معلوم ہوں تو بتاؤ۔ آپ نے نہایت موثر عارفانہ اور صوفیانہ پیرائے میں اوم کی تشریح اور معنے بیان کئے جس سے پنڈت جی حیران رہ گئے اور منزل عرفان پر فائز ہوئے۔ اس مقدس کلام سے کچھ حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے ؎

اونکار برہما اتپت + اونکار کیا جن چت +
اونکار سیل جگ بھئے اونکار وید نرمئے ۔
اونکار کا سنو بچار + اونمو اکھر ترہوں سار +
سن پانڈے کیا لکھو جنجالا لکھ رام نام گورکھ تو پالا +

مطلب۔ برہما کے معنے ہیں آفریدگار اور اتپت کے معنے آفرینش۔ پس اونکار وہ ذاتِ لاتعین ہے کہ خود ہی خالق ہے اور خود ہی مخلوق کی صورت میں جلوہ گر ہے جیسا کہ ایک صوفی صافی کا قول ہے ؎

یار ما با کمال رعنائی + خود تماشا و خود تماشائی

آدمی کا دل کہ لطیفہ ربانی اور مخزن روح حیوانی اور موجودات ظاہری و باطنی کا خلاصہ اور عرش الہی ہے اونکار سے ظہور پذیر ہوا ہے وقت کا اندازہ اور زمانہ کی گردش جو کہ تینوں اور جگوں کی بنیاد ہے یہ بھی اونکار سے ہے اور وید کہ مراد علم مطلق سے ہے جو آدم خاکی کو پیدائش کے ساتھ ہی لطف کیا گیا اس کا سرچشمہ بھی اونکار ہے۔ اونکار کی حقیقت پر غور کیا جاوے تو ہر سہ عالم یعنی کرۂ ارض۔ عالم فضا اور عالم افلاک کا خلاصہ اونکار ہی ہے۔ پنڈت جی! قیود محسوسات میں مبتلا ہو کر روحانی آزادی سے دور ہو جانے کی ہدایت آپ کیوں تحریر کرتے ہیں۔ صرف ذات حق کا نام لکھنا ہی کافی ہے کیونکہ وہی تمام

عالم میں محیط ہے اور اسی کا پاک کلام دل کی تاریکی کو دور اور نور معرفت کا ظہور کرتا ہے۔ وہی جملہ مخلوقات کا پروردگار ہے +

اسی ایام کا ذکر ہے کہ ایک دن گرو صاحب آبادی سے باہر جنگل کے سبزہ زار کے پر لطف اور راحت بخش وجد میں لانے والے نظارہ میں مصروف تھے صانع لایزال کی عجیب وغریب صنعتوں دلکش حکمتوں اور کاریگریوں پر غور کرنے میں مالوف تھے کہ دفعتہً مستی کی حالت میں با دل بیدار ایک درخت کے نیچے بظاہر سو گئے لیکن باطن میں استغراق کا عالم تھا اور جسم وجان کی قیود سے باہر اور بیخبر سو گئے تھے۔ اس وقت رائے بلار قوم بھٹی راجپوت مسلمان رئیس تلونڈی جو گرد آوری جا نات کے بعد گاؤں کی طرف آرہا تھا اس نے دور سے دیکھا کہ کسی لڑکے کے سر پر ایک اژدہا خونخوار نے اپنا پھن پھیلایا ہوا ہے خیال آیا کہ یہ لڑکا ضرور ولی اللہ اور خدا کا دوست ہے اور اگر ایسا نہیں تو نہنگ اجل کا لقمہ ہو جانے میں کوئی شک نہیں کیونکہ بالکل بیحس وحرکت پڑا ہے۔ یہی خیال اپنے ہمراہیوں سے ظاہر کرتا ہوا نزدیک آیا۔ سواری سے پیادہ ہوا۔ سانپ کو ہٹایا اور عالم حیرت میں استادہ ہوا کہ ہیں یہ تو مہتہ کالو رائے کا لخت جگر ہے۔ خواب سے جگایا اور مبارک قدموں پر سر جھکایا پھر نہایت ادب ومحبت سے گھوڑے پر سوار کرا کر اپنے ساتھ گاؤں میں لایا۔ مہتہ صاحب کو بلوایا اور مژدہ سنایا کہ تیرا فرزند ارجمند مقبول بارگاہ الہی اور محبوب رب العالمین ہے اور ہر طرح سے تعظیم وتکریم کے قابل ہے۔ رائے بلار پہلا شخص ہے جو گرو جی مہاراج کے مریدان با اخلاص میں داخل ہوا اور آپ پر ایمان لایا +

اسی طرح ایک دفعہ اسی درخت کے نیچے رائے بلار نے گرو صاحب کو حالت خواب میں دیکھا کہ درخت کا سایہ چہرہ مبارک پر بدستور بجائے خود قائم تھا لیکن آفتاب درخت کے مقابل سے گذر چکا تھا اعتقاد اور بھی زیادہ پختہ ہو گیا کہ اس زمانہ میں یہ لڑکا بالتحقیق برگزیدہ کائنات اور خلاصہ موجودات اشرف الانسان ہے کہ حیوانات ونباتات تک ہر مخلوق بحکم الہی اس کی نگہبان اور زیر فرمان ہے +

رائے بلار کے مشورہ سے مہتہ کالو رائے جی نے اپنے نور چشم کو قاضی قطب الدین

گئے مدرسہ میں حصول علم فارسی کے لئے داخل کیا۔ وہاں بھی آپ نے حروف
تہجی الف باتا کے معنی قاضی صاحب سے پوچھے۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں بتلاؤنگا
لیکن اگر تم کو معلوم ہیں تو سناؤ گرو صاحب نے ایک سی حرفی کی طرز میں درافشانی زبانی
نمونہ درج ذیل ہے

الف اللہ نوں یاد کر غفلت منوں ساٹ	سانس بلیٹے نام بن ڈھرگ جیون سنسار
ب بدعت نوں دور کر قدم طریقت رکھ	سبھناں لگے نیویں چل منہ اکسے آکھ
ت توبہ کر عاجزی سائیں بے پرواہ	ساتھ نہ چلسے قطب دین دولت مال متاع
ث ثنا کر ربدی خالق نوں کر یاد	یاد نہ کیتا قطب دین جنم گوایو باد

مطلب الف کے معنے ہیں اللہ کو یاد کرو غفلت کو چھوڑ دو یاد الہی کے بغیر جو دم گذرتا ہے
وہ لعنت اور نفرین کے لائق ہے +

ب سے یہ مراد ہے کہ بدعتوں کو دور کرو اور راہ خدا پر چلو یعنی حق پرستی اور راستبازی
کو اپنا شعار بناؤ۔ ہر شخص کے ساتھ عجز و انکسار اور فروتنی سے زندگی بسر کرو۔ کسی
کی مذمت اور برائی زبان پر نہ لاؤ کیونکہ جو مخلوق کو ناسزا کہتا ہے خالق برحق
کی بے ادبی کرتا ہے +

ت سے توبہ استغفار۔ عجز و تواضع اختیار کرنے کا اشارہ ملتا ہے۔ چونکہ خدا بے نیاز
اور بے پرواہ ہے آدمی کے لئے عجز و نیاز ہی بھلا ہے۔ اے قطب الدین! دولت اور
مال متاع ساتھ نہ جائیگا۔ پھر کبر و غرور سزاوار نہیں +

ث ثنا اور حمد الہی۔ خدا کی یاد ہر وقت ضرور ہے ورنہ اے قطب الدین! زندگی
رائیگان ہے +

اس قسم کی موحدانہ و عارفانہ کلام سے مولوی صاحب کا دل انوار ربانی سے
روشن ہو گیا اگرچہ گرو صاحب بظاہر تعلیم پاتے رہے مگر ان کی تیز فہمی اور ذہن
کی رسائی کا یہ عالم تھا کہ استاد بحر حیرت میں غوطے کھاتا تھا اور دل و جان سے
قربان ہو ہو جاتا تھا +

گیارہ سال کی عمر ہوئی تو رسم زنار بندی کے لئے ہردوت ہردیال کو طلب
کیا گیا۔ گرو صاحب کو اشنان کرا کر جنیو پہنانے لگے تو آپ نے فرمایا

زنار بندی

اس تاگہ سے مجھ کو کیا فائدہ ہو گا؟ پروہت نے جواب دیا دھرم شاستر کی آگیا ہے جو کھشتری جنیؤ نہیں پہنتا وہ ناپاک شمار کیا جاتا ہے گرو صاحب نے کہا ؎

تگ کیا ہوں کیتے برہمن وٹے آئے
کوہ بکرا رہنہ کھائیا سب کو آکھے پائے

مطلب روئی کو کات کر تاگہ بنایا جاتا ہے پھر اس کو بٹ دیکر برہمن جنیو بنا تا ہے اور سب کو گلے میں پہننے کی ہدایت کرتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ بکرے کی گردن کاٹنا اور اس کا گوشت پکاکر کھا جانا نہایت سنگدلی اور بے رحمی کا کام ہے اور دیا دھرم کا مول ہے جب دیا اور رحم ہی نہیں تو زنار پہن کر آدمی دھرماتما اور پاک کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اخلاق حسنہ اوصاف حمیدہ اور چال چلن پسندیدہ سے زندگی کرنا اصلی دھرم ہے جو زنار بندی سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا البتہ ایک روحانی زنار ہے جس کے ساتھ نفس امارہ کے گلے کو خوب مضبوطی سے باندھ سکتے ہیں۔ اور دھرم کی زندگی اور پوترتائی طہارت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں +

پروہت نے پوچھا وہ جنیو کون سا ہے مجھ کو بھی بتلائیے۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ ؎

دیا کپاہ سنتوکھ سوت جت گنڈھیں ست وٹ
ایہ جنیو جیو کا ہئی تاں پانڈے گھت +
ناں ایہ تُٹے ناں مل لگے ناں ایہ جلے نہ جائے
دھن سو مانس نانکا جو گل چلے پائے +

مطلب۔ انسان اور حیوان کے ساتھ ہمدردی اور رحمدلی بمنزلہ کپاس ہے اور صبر و قناعت سے زندگی بسر کرنا سوت ہے۔ شہوت اور غضب کو ناجائز طریقوں سے روک کر عفت شجاعت سے اعتدال کی حفاظت کرنا بمنزلہ گانٹھ ہے حق پرستی و راستبازی کا بٹ دینا چاہئیے۔ اے پنڈت! اگر تیرے پاس یہ روحانی زنار ہے تو بیشک مجھ کو پہننا منظور ہے کیونکہ یہ کبھی بوسیدہ ہو کر ٹوٹنے والا نہیں! وہ نہ میلا ہو سکتا ہے نہ جل سکتا ہے نہ اس کے بدلنے کی ضرورت ہے۔ حق تو یہ ہے۔ کہ جس کے گلے میں ایسا مبارک زنار ہے وہی اشرف الانسان دنیا و عقبےٰ میں تحسین و

آزین کے سزاوار ہے +

برہمن دیوتا سے کوئی جواب نہ بن آیا بت کی طرح حیران رہ گیا۔ تقریب زناربندی
جس قدر رشتہ دار اور مہمان آئے ہوئے تھے نوع بنوع کی گفتگو کرنے لگے۔ آخر
کار والد بزرگوار نے محبت و ملائمت سے کہا کہ برخوردار تمہارے انکار سے سب
حاضرین رشتہ دار یار اغیار افسردہ خاطر اور بیزار ہو رہے ہیں۔ جینو پہن لو تو
سب خوش و خورم ہو جائینگے۔ گرو جی نے منظور کیا اور یہ رسم دھوم دھام
سے انجام ہوئی +

مال مویشی چرانے کی خدمت

بارہ برس کی عمر ہو گئی تو گرو صاحب ہر وقت یاد الٰہی میں محو رہتے تھے
نہ کسی کی سنتے نہ کچھ اپنی کہتے تھے اکثر دن بھر جنگل میں چلے جاتے رات
کو گھر آتے اور سو رہتے۔ ایک دن باپ نے کہا اے فرزند بیکاری
اچھی نہیں بقول شخصے

آدمی زادہ چوں شد بیکار   یا شود دزد یا شود بیمار

اگر تم سے اور کوئی کام نہیں ہو سکتا اور جنگل ہی میں رہنا پسند کرتے ہو تو
مال مویشی ہی چرایا کرو اس میں تمہاری دل لگی بھی ہوگی اور مویشیوں کی حفاظت
ونگرانی بھی بخوبی ہوگی ہم خرما و ہم ثواب۔ آپ نے کہا بہت اچھا۔ بسر و چشم تعمیل
ارشاد کے لئے حاضر ہوں چنانچہ دوسرے دن ابھی کچھ رات باقی تھی کہ گائے بھینسوں
کو لے کر جنگل کی طرف چل دیئے۔ چراگاہ میں جاکر مویشی تو چرنے لگے اور آپ
غسل فرماکر یاد الٰہی کرنے لگے ایسے جذب اور محو ہو گئے کہ مویشیوں کی کوئی خبر
نہ رہی اور وہ ایک کھیت کو صبح تک چرتے رہے۔ مالک نے آکر دیکھا کہ کھیت
برباد ہو رہا ہے۔ مویشیوں کو باہر نکالا اور غصے کے جوش میں واہی تباہی بکنے
لگا۔ گرو صاحب نے سمادھی سے آنکھ کھولی اور کھیت والے کو نہایت عجز و انکسار
سے کہا کہ چودھری جی! جو نقصان ہونا تھا ہو چکا۔ معاف فرمائیے۔ پرمیشور اس
کھیت کو سرسبز اور بارور کردیگا۔ لیکن وہ کب مانتا تھا رائے بلار کے حضور داد خواہ
ہوا۔ اس نے چند معتبر اشخاص کو واسطے تصدیق بیان مدعی کے موقعہ پر روانہ کیا۔
ان کو کھیت سرسبز لہلہاتا نظر آیا۔ کہیں سے ایک تنکا بھی ٹوٹا ہوا نہ پایا۔ واپس

جا کر جو دیکھا تھا بیان کیا۔ مالک کھیت کو ندامت ہوئی رائے بلار کا عقیدہ بھی گرو صاحب اور بھی مضبوط اور واضح ہو گیا۔

ایک دن گرو صاحب جنگل سے واپس گھر کی طرف آ رہے تھے کہ ایک فقیر نے سامنے آتے ہی صدا کی بابا اگر کچھ پاس ہے تو براہ مولیٰ دیدے اس وقت آپ کے پاس ایک لوٹا برنجی اور ایک انگشتری طلائی انگلی میں تھی دونو چیزیں فقیر کو دیدیں۔ وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ مہتہ کالو جی تک یہ خبر پہنچی تو اس کی آتش غضب شعلہ زن ہوئی گرو جی اپنے باپ کے خوف سے ایک گنجان درخت میں چھپ رہے۔ رائے بلار کو اطلاع ہوئی اس نے جا بجا تلاش کی اور ڈھونڈ نکالا۔ قدمبوسی کی اور بہت ادب سے اپنے ہمراہ لایا۔ مہتہ جی کو زجر و توبیخ سے منع کیا۔

کاشتکاری

جب مویشی کی حفاظت کے کام کرانے میں مہتہ جی کو ناکامی سی ہوئی تو ان کے فرمان کے بموجب گرو صاحب کاشتکاری کا کام کرنے لگے۔ نہایت محنت و جانفشانی سے قلبہ رانی کی اور بیج ڈالا۔ کھیت سرسبز ہو گئے مہتہ کالو رائے دیکھ کر باغ باغ ہوا۔ گرو جی سے کہا کہ تمہاری محنت اور عرق ریزی سے میں بہت خوش ہوں۔ اگر تم اسی طرح دل لگا کر کام کرتے رہو گے تو ایک دن میرا الامرا ہو جاؤ گے۔

گرو جی اپنی عادت کے موافق غور و فکر اور یاد الٰہی میں وقت بسر کرتے کھیتی کی حفاظت پر توجہ نہ فرماتے۔ لوگوں کے مویشی چر جاتے۔ مہتہ جی نے خفا ہو کر کہا کہ تمہاری غفلت سے تمام کھیت برباد ہو گیا ہے۔ گرو جی نے جواب دیا کہ مجھ کو اپنی خاص زراعت کی نگرانی سے مطلق فرصت نہیں ہوتی۔ اس کھیت کی حفاظت کیونکر کر سکتا ہوں۔ باپ حیران ہو گیا اور پوچھا تمہاری زراعت کہاں ہے؟ گرو صاحب نے ایک شبد فرمایا جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جسم میرا کھیت ہے اور نیک افعال کے بیلوں سے دل ہل چلانے والا ہے۔ صبر و قناعت کا سہاگہ اور نام حق کی تخم ریزی۔ شرم و حیا کا پانی سینچا جاتا ہے۔ عجز و فروتنی اور ہمدردی مخلوقات اس کھیت کی حفاظت ہے اور راحت لازوال پھل ہے۔ وہ گھر خوش نصیب ہے جس میں ایسے کھیت کی پیداوار آتی ہے۔ یہی سچی زراعت ہے ورنہ

جھوٹی زراعت سے یاد الٰہی میں غفلت ہو جاتی ہے اور جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ بھی فانی اور زوال پذیر ہے۔ عقبےٰ میں ساتھ نہیں جاتا۔ یہ کلام سن کر باپ نے کہا کہ اگر زراعت کا کام نہیں ہو سکتا تو دکان کھول لو یا نوکری کرو اور سفر و سیر حت کا شوق ہے تو تجارت اسپان کے لئے انتظام ہو سکتا ہے

اس کے جواب میں ایک اور شبد سنایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی میری دکان ہے۔ اعمال حسنہ میرے برتن ہیں اور ان میں نام حق کا سودا سلف ڈالا جاتا ہے عارفان الٰہی کی صحبت سے سرور جاودانی کا منافع ملتا ہے اسی طرح میں نے صداقت اور راستبازی کے گھوڑے اپنی خودی و خویشی کو دے کر خرید کئے ہیں اور نیک اعمال کا زاد راہ ساتھ لیا ہے۔ موت ہر وقت یاد ہے۔ کل کا بھروسا نہیں اسی میں دین و دنیا کے فوائد میرے لئے ہیں اور مجھ کو پروردگار عالم کی نوکری بدل و جان منظور ہے۔ جس سے ہر دو جہان میں عزت متصور ہے۔ خالق حقیقی کی نظر عنایت ہو تو اس کے عشق و محبت کے رنگ سے دل رنگین ہو جاتا ہے ہر طرف سے نفع ہی نفع ہوتا ہے اور دل ہر حالت اور ہر وقت میں مسرور نا محصور پاتا ہے +

ان باتوں کا باپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن دل میں نہایت رنج و ملال ہوا۔ گرو صاحب تصور الٰہی میں پہلے سے بھی زیادہ مصروف رہتے۔ کسی سے بات چیت کرنا تو درکنار کھانے پینے کا بھی چنداں خیال نہ کرتے۔ خلوت پسند تھے۔ گوشۂ تنہائی میں طبع مبارک خورسند تھی +

چند روز میں ریاضت فقیرانہ کی وجہ سے جسم مبارک نہایت دُبلا ہو گیا۔ چہرہ کا رنگ زرد۔ دل میں محبت کا درد۔ لبوں پر آہ سرد۔ چشم تر۔ ہر وقت انتظاری اور بے قراری۔ تمام شب بیداری اور اختر شماری کھانا پینا برائے نام۔ اور علاوہ ازیں ترک کلام اور ورد ہمہ کلمات عشق خود از خویش۔ تو ماں نے بیمار سمجھ کر مہتہ کالو رائے سے کہا کہ اپنے فرزند کا علاج کیوں نہیں کرتے۔ وہ تو دن بدن بیماری کے باعث لاغر اور کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور تم کو کچھ فکر نہیں۔ مہتہ جی نے بھی ہر داس وید کو بلایا وہ نبض دیکھنے لگا۔ گرو صاحب نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا۔ میں وید ہوں۔ تمہارا علاج کرونگا۔ پھر تم تندرست

ہوجاؤگے۔ گروصاحب نے ایک شبد فرمایا ؎

ویدبلایا ویدگی پکڑ ڈھنڈولے باہنہ — بھولا وید نہ جانئے کرک کلیجے مانہہ

جاویدا گھر اپنے میری آہ نہ لیہو — ہم رتے شوہ اپنے توکس دارو دیہو

مطلب والد بزرگوار نے میرے علاج کے لئے طبیب کو بلایا ہے اور وہ نبض دیکھ کر مرض کی تشخیص کرنا چاہتا ہے۔ لیکن رموز عشق الٰہی سے ناواقف طبیب کو معلوم نہیں کہ دردِ محبت سے دل وجگر بیتاب ہیں۔ اے طبیب۔ میری آہ جانسوز سے بچو اور اپنے گھر کی راہ لو۔ میں اپنے معبود حقیقی کے عشق صادق میں مبتلا ہوں۔ توکس کو دوا دیگا بقول عاکف ؎

میں مریض عشق ہوں میرے لئے — ہے دوائے چارہ گر بے فائدہ

مولف خودی اور گناہوں کی بیماری کو دفع کرنے کے لئے عشق الٰہی بمنزلہ اکسیر اعظم ہے۔ شہوت حیوانی کے غلبہ سے جو عشق باطل پیدا ہوتا ہے وہ انسان کو فسق وفجور میں مبتلا کرتا ہے ؎

عشق نبود ایں کہ در مردم بود — ایں فساد از خوردن گندم بود

البتہ عشق حقیقی دافع الامراض روحانی ہے۔ جس پر عنایت الٰہی ہو وہ اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہوتا ہے ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علتہائے ما ✦

اے دوائے نخوت وناموس ما — اے تو افلاطون وجالینوس ما ✦

عاشق صنع خدا بافر بود — عاشق مصنوع او کافر بود

الغرض حکیم ہرداس نے مہتہ کالو رائے کو کہا کہ تمہارا لڑکا بیمار نہیں بلکہ تمام اہل عالم بیمار ہیں اور یہ روحانی مریضوں کو صحت بخشنے والا طبیب حاذق اور رہبر کامل ہے ✦

(۱۰) ایک دن گروصاحب اپنے غور وفکر میں محو تھے کہ والد بزرگوار کو یہ حالت دیکھ کر نہایت رنج وملال ہوا۔ ملائمت سے کہا۔ اے فرزند! تمہارا خیال مجھ کو بہت رہتا ہے کیا کروں تو کچھ نہیں سمجھتا۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ جو ارشاد فرمادیں بادل شاد تعمیل کرونگا۔ باپ نے کہا کہ بیج وبیوپار کیا کرو

گرو صاحب نے رضامندی ظاہر کی تو مہتہ جی بہت خوش ہُوا اور مبلغ بیس روپے
دے کر کوئی کھرا سودا خرید لاؤ۔ اگر منافع ہُوا تو تم کو پھر زیادہ روپیہ تجارت کے لئے دونگا
بھائی بالا جاٹ کو خدمت کے لئے ساتھ کر دیا۔ چنانچہ تلونڈی سے روانہ ہو کر بارہ کوس
کے فاصلے پر ایک پُر فضا جنگل میں وارد ہوئے تو ایک جماعت فقرا سے
ملاقات ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں معلوم ہُوا کہ چند روز سے فقیروں کو کھانا نصیب
نہیں ہُوا۔ گروجی نے بھائی بالا سے بطور مشورہ فرمایا کہ والد بزرگوار کا حکم کھرا سودا
کرنے کا ہے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ پُر سود بیوپار اور کوئی نہیں کہ ان فقیروں
کو روپیہ دے دیا جاوے۔ اس نے کہا آپ مالک ہیں بندہ تابعدار ہے
یہ ضرور سوچ لینا چاہیئے کہ آپ کے والدین تو ناراض نہ ہونگے۔ گرو صاحب نے
کہا کہ نقد را بنسیہ گذاشتن کار خردمنداں نیست۔ فقیران متوکل کی شکم پُری نقد
ثواب ہے دنیوی سودوں کی خرید فروخت اور حفاظت وبال جان اور عذاب
ہے ممکن ہے کہ اُس میں بجائے نفع کے نقصان ہی ہو۔ پس روپے سنت رین
مہنت کے آگے رکھ دیئے۔ اس نے کہا کہ روپیہ ہمارے کار آمد نہیں بھوجن کی البتہ
ضرورت ہے۔ گرو صاحب بھائی بالا کو ساتھ لے کر ایک گاؤں سے آٹا۔ دال۔ گھی
مرچ مصالحہ وغیرہ خرید لائے اور مہنتوں کی جماعت کے حوالے کیا۔ اس کے بعد
خود گھر کی طرف واپس ہوئے اور آبادی سے باہر باپ کے خوف سے ایک درخت
کے نیچے بیٹھ گئے بھائی بالا کو گھوڑی دے کر گھر بھیج دیا۔ مہتہ کالو رائے کو جب خبر
ہوئی تو اس کے غضب کی کوئی حد نہ رہی۔ لال بھبوکا ہو گیا۔ گاؤں سے باہر
آیا۔ گرو صاحب کو پکڑا اور پوچھا کہ روپے کہاں ہیں۔ جب کوئی جواب نہ پایا تو
اور بھی برافروختہ ہُوا بے تحاشہ یہاں تک مار پیٹ کی کہ بدن مبارک پر نشان پڑ
گئے۔ یہ سُن کر بُلار رائے نے مہتہ جی کو بُلایا۔ جب باپ بیٹا دونو رائے بلار کے پاس
گئے تو اُس نے گرو صاحب کو ادب سے اپنے پاس بٹھلایا اور سر پر پیار دیا۔
پھر مہتہ جی کو دھمکایا کہ کیوں بے رحمی سے اس قدر مارا ہے۔ نانک تو خدا کا پیارا
ہے اُس نے عرض کی کہ آپ کی خفگی بجا ہے لیکن غور کے قابل یہ امر ہے کہ اور بھی
کسی کا لڑکا اس کی طرح گھر کا نقصان کرتا ہے۔ گرو صاحب نے سرنگون ہو کر

جواب دیا کہ آپ کا ارشاد کھرا سودا خرید کرنے کا تھا اور اس سے بڑھ کر پر سود سودا اور
کوئی نہیں کہ بھوکے فقیروں کو بھوجن دیا گیا۔ جب رائے بلار کو تمام کیفیت واضح ہوئی
تو اُس نے اپنے خدمتگار مسمی امیدا کو حکم دیا کہ ہمارے گھر سے مبلغ بیس روپیہ
لاکر کالو جی کو دے دو۔ لیکن مہتہ جی نے عذر کیا کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے سب
آپ ہی کا ہے اور میں نے نانک کو روپیہ کے لئے سزا نہیں دی بلکہ اس لئے کہ عقل
سیکھے اور آئندہ اس نقصان رسانی سے باز آئے۔ رائے نے کہا کہ آپ کو انکار
مناسب نہیں۔ روپیہ لے لو اور آئندہ اُن کا خرچ ہم دیا کرینگے۔ امیدا خدمتگار نے
بھی رائے صاحب کی تائید کی اور مہتہ کالو جی نے روپے لے لئے۔ جب یہ خبر
عام ہوئی تو اکثر لوگوں نے اعتراض کیا کہ کالو کو روپیہ لینا واجب نہ تھا۔ چنانچہ وہ
بیچارہ روپیہ واپس دینے کے لئے رائے بلار کی خدمت میں گیا اور کہا کہ ان روپوں
پر میرا کوئی حق نہیں آپ براہ مہربانی واپس قبول فرمائیے۔ رائے موصوف نے
جواب دیا کہ ہم نے روپے نانک جی کو دئے ہیں اور ہمارے پاس جو کچھ نقد وجنس
اور مال و اسباب خدا کی عنایت سے موجود ہے۔ یہ سب نانک جی کی دولت
ہے جس قدر ان کو ضرورت ہے یہاں سے لے جایا کریں۔ خبردار آئندہ کوئی تکلیف
ان کو نہیں ہونی چاہیئے۔ مجبوراً مہتہ کالو جی خاموش ہو گیا۔

پاک پٹن

ایک دفعہ گرو صاحب بھائی مردانہ کو ساتھ لے کر مقام پاک پٹن بموقعہ
میلہ جو ہر سال بابا فرید کے مقبرہ پر لگتا ہے تشریف لے گئے۔ مردانہ گرو
صاحب کے گھر کا خاص میراسی تھا اور آپ کے ساتھ اُس کو قدرتی محبت
تھی اکثر ہمراہ رہتا تھا۔

اُس میلہ میں ہر قسم کے فقیر جمع ہوتے ہیں اور جس زمانے کا یہ ذکر ہے اُس
وقت وہاں شیخ ابراہیم سجادہ نشین تھے اُن کے پاس گرو جی نے تصوف اور توحید
کے متعلق اپنے خیالات مبارک ظاہر فرمائے تو شیخ موصوف نے مشرف بہ اسلام
ہونے کے لئے آپ کو رغبت دلائی تو انہوں نے فرمایا ؎

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے
اوّل اوّل دین کر مٹھا مسکلاناں مال مساوے

ہووے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضا نے منے سر اوپر کرتا تنے آپ گنواوے
تو نانک سرب جیاں مہر مت ہوئت مسلمان کہاوے

مطلب مسلمان کہلانا مشکل کام ہے اگر کوئی فی الحقیقت مسلمان ہو تو بیشک ایسا ہی کہلائے۔ اول شرط یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے صلح کل طریقہ کو دل وجان سے پسند کرے۔ خود پسندی اور غرور کو چھوڑ دے حسب توفیق بلا توقع حصول معاوضۂ دنیا و عقبےٰ اخلوص دلی سے فی سبیل اللہ خیرات کرے راہ حق میں استقلال اور ثابت قدمی عمل میں لائے۔ زندگی کی خواہش اور موت کے خوف کو دل سے دور کرے یعنے توہمات باطلہ سے پاک ہو۔ رضائے الٰہی پر راضی رہے۔ خدا کو حاضر و ناظر جانے خودی و خود پرستی کو دور کرے۔ جملہ مخلوقات کو رحم و ہمدردی کی نظر سے دیکھے اور نیک سلوک کرے تو البتہ مسلمان کہلا سکتا ہے ✦

۲۔ ترک وطن ملازمت و شادی

روانگی سلطانپور

مہتہ کالو رائے اکثر اوقات گرو صاحب کو سخت و سست کہتا رہتا تھا اور رائے بلار کو یہ بات ناگوار تھی۔ ایک دفعہ مہتہ جی نے نہایت خفگی کی حالت میں جوش غضب سے گرو جی کو کہا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ رائے بلار نے یہ سُن کر نہایت رنج ظاہر کیا اور تجویز کی کہ گرو صاحب کو آپ کی ہمشیرہ معظمہ نانکی جی اور بہنوئی جیرام جی کے پاس بمقام سلطانپور علاقہ کپور تھلہ بھیج دیا جاوے تو اچھی بات ہے۔ لالہ جیرام دولت خاں لودھی نواب کپور تھلہ کا دیوان تھا چنانچہ رائے بلار نے ایک رقعہ اُس کی طرف بدیں مضمون لکھ دیا کہ گرو نانک جی کو آپ کے پاس روانہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں اس کا باپ سخت سُست کہتا ہے اور یہ باخدا متوکل حق پرست ہے۔ امید کہ آپ کے پاس خوش رہے گا اور آپ اس کی خوشنودی میں سعادت دارین تصوّر فرمائیں گے۔

پہنچنا سلطانپور

گرو صاحب ماگھ سمت ۱۵۴۲ بکرمی مطابق ۱۴۸۵ء کو اپنے مولد سے روانہ ہو کر جب بمقام سلطانپور اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے گھر میں داخل ہوئے تو بی بی نانکی

جی نے سر جھکا کر رام ست کہا اور گرو صاحب نے دست بستہ نہایت ادب سے عرض کی بی بی جی! آپ عمر میں بڑی ہیں اور میں چھوٹا ہوں آپ کا سر جھکانا جائز نہیں۔ اس نے کہا کہ میں آپ کو پرمیشور کا روپ جانتی ہوں۔ لالہ جے رام بھی سنتے ہی گھر آیا۔ گرو صاحب نے اپنے بہنوئی کو آتے دیکھا تو مودبانہ کھڑے ہو کر تعظیم بجالائے۔ پھر بغل گیر ہوئے۔ اُس نے گھر بار اور راستے بلالہ کی خیر و عافیت پوچھی گرو جی نے رقعہ حوالے کیا۔ لالہ جے رام نے کہا کہ آپ کوئی کام نہ کریں آنند سے بیٹھے ہوئے پرمیشور کے دھیان میں مگن رہیں۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ میں بیکاری کو پسند نہیں کرتا۔ قوت بازو سے معاش حاصل کرنا انسان پر فرض ہے اور اس میں فوائد کثیر ہیں جو آدمی کچھ کماتا نہیں وہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ کیا نیک سلوک کر سکتا ہے قصہ کوتاہ دوسرے روز لالہ جے رام گرو صاحب کو نواب دولت خان کے حضور لے گیا اور سفارش کی کہ اس کے ذمے خدمات مودی خانہ کا سرانجام کرنا لگایا جاوے تو کام بہت اچھا کریگا۔ نواب نے منظور کیا اور ایک ہزار روپیہ پیشگی اجرائے کار کے لئے عنایت کیا +

ملازمت مودی خانہ

۱۵۴۲ بکرمی مطابق ۱۴۸۵ء یا ۸۹۱ھ میں گرو صاحب نواب کے ملازم ہو کر کام میں مشغول ہوئے اور دل کھول کر سخاوت کرنے لگے۔ ہر قسم کے عاجزوں اپاہجوں مسافروں سادھوؤں فقیروں کو اپنے جود و سخا سے کامیاب کرتے۔ بعرصہ چند ماہ کے بعد کسی شخص نے لالہ جے رام سے کہا کہ نانک جی مودی خانہ کو بے طرح لٹا رہے ہیں۔ خدانخواستہ اگر نقصان ہو گیا تو آپ سے پوچھا جائیگا اور پھر کوئی جواب نہ بن آئیگا۔ ابھی وقت ہے لیکن پھر کچھ ہو نہ سکے گا اور یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ پٹھان لوگ کیسے سخت مزاج اور کسی کا لحاظ کرنے والے نہیں وہ بیچارہ نہایت حیران افسردہ خاطر ہو گیا۔ گرو جی سے تو کچھ نہ کہ سکا۔ گھر میں جا کر خاموش فکر و اندیشہ میں بیٹھ گیا جب بی بی نانکی جی نے خاموشی کا باعث دریافت کیا تو تمام ماجرا کہ سنایا۔ اُس نے تسلی دی اور کہا کہ میرا بھائی راستباز حق پسند ہے خائن اور طامع نہیں ہے۔ اور اُسی وقت اپنی کنیزک مسماۃ تلکاں کو بھیجا کہ گرو صاحب کو بلا لائے۔ گرو صاحب کچھ تشریف لے کر گھر آئے اور ہمشیرہ صاحبہ

کے چرنوں میں سر جھکا کر فرمایا کہ مجھ کو کس کام کے لئے آپ نے بلایا ہے۔ بی بی جی نے جواب دیا کہ آپ کے درشن کو عرصہ ہو گیا تھا ملنے کو جی چاہتا تھا۔ گرو صاحب نے کہا سچ فرمائیے۔ کیا کسی شخص نے مودی خانے کی بابت آپ کے پاس شکایت کی ہے۔ بی بی جی نے کہا کہ آپ سب کچھ جانتے ہیں میں کیوں کہوں۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ حساب کرنے میں کوئی شرم نہیں جو کچھ جمع خرچ ہے۔ اس کی پڑتال کر لیں +

حساب صحیح نکلنا

اس کے بعد حساب کیا گیا تو مبلغ ایک سو پینتیس ۱۳۵ روپے گرو صاحب کا تمام دولت خاں لودھی فاضلہ برآمد ہوا۔ گرو صاحب نے لالہ جے رام سے کہا کہ مودی خانے کا کام نہایت نازک ہے اب یہ کسی اور شخص کے سپرد کر دیں تو بہتر ہے کیونکہ اگر کوئی رقم برباد ہو جائیگی تو آپ کو تکلیف اٹھانی پڑیگی۔ لیکن بی بی نانکی نے دلاسا دیا کہ ہم کو آپ پر پورا بھروسہ ہے۔ کہیں جانے کا ہرگز خیال نہ کرو۔ ہمارے پاس رہ کر اسی کام کو سر انجام کرتے رہو۔ نواب صاحب نے ایک سو پینتیس ۱۳۵ روپیہ فاضلہ ڈنگی خود اور ایک ہزار سات سو روپیہ پیشگی عنایت کیا اور گرو صاحب بتقبل ت کے تر مودی خانہ میں رونق افروز ہوئے محتاجوں غریبوں کو خوشی ہوئی اور وہ لوگ مبارکباد اور دعائیں دینے لگے سچ ہے ؎

مخزن لطف وجود وسخا ہیں بابا نانک شاہ گرو

دم دم دائم صبح و مسا سکھ سنگت بولو واہگرو

منگنی

ماگھ بدی پنچمی سمت ۱۵۴۴ بکرمی مطابق ۱۲۸۷ھ یا ۱۴۹۳ء کو ۱۰ سال کی عمر میں گرو صاحب کی سگائی موضع پکھو کی ضلع گورداسپور میں بخانہ مولا لال کھتری عرف چونا قرار پائی اور اس مبارک تقریب پر مہتہ کالو رائے معہ قریبی رشتہ داروں کے سلطانپور میں آیا۔ گرو جی نے اپنے تمام بزرگوں کی قدمبوسی کی سب نے پیار کیا اور دعائیں دیں۔ بعد ادائے رسوم سب لوگ رخصت ہو گئے +

[illegible]

گرو صاحب نے اب پہلے سے بھی زیادہ فقیروں اور سنتوں کی خاطر و تواضع بھوکوں ننگوں محتاجوں کی پرورش

میں خرچ کرنا شروع کیا اور اپنی سخاوت و فیاضی سے حاتم اور بکرماجیت کے
نام کو لوگوں کے دل سے بھُلا دیا۔ یہ بات عام مشہور ہوگئی کہ نانک فقیر ہوا جاتا
ہے۔ مودی خانہ کا حساب کون بھگتائیگا۔ لالہ جے رام ایسی ایسی باتوں کو سن
کر نہایت متفکر ہوتا۔ لیکن گرو صاحب سے دریافت کرنے کا حوصلہ نہ پڑتا۔ ایک
دن گروجی نے خود ہی فرمایا کہ نواب صاحب کے ساتھ حساب کتاب ہو جائے
تو اچھا ہے۔ لالہ جے رام بہت خوش ہُوا اور نواب صاحب کو اطلاع دی۔ اس
نے منظور کیا۔ جب گرو صاحب بعد ادائے مراسم تعظیم و تکریم نواب کے حضور
میں بیٹھ گئے تو اس نے مخاطب ہو کر گروجی سے پوچھا کہ آپ کا نام نانک نرنکاری
کیوں ہے؟ عرض کی کہ نرنکار وہ خالق کائنات رب العالمین ہے جس کی صورت
اور نام و نشان نہیں وہ بے مثل اور بیچون و چرا ہے۔ اور یہ نسبتی ہے میں اس
کی عبادت اور محبت کرنے سے لوگوں میں اس کی ساتھ منسوب خیال کیا
گیا ہوں اور مجھ کو نانک نرنکاری کے نام سے پکارتے ہیں ورنہ ؎

کہاں بندہ کہاں خلاق عالم — کہاں ذرہ کہاں خورشید اعظم
کہاں میں اور کہاں وہ ایزد پاک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

نواب صاحب نے لالہ جے رام سے دریافت کیا کہ ابھی ان کی شادی ہوئی
ہے یا نہیں اُس نے کہا عنقریب ہونے والی ہے۔ نواب نے کہا جب
شادی ہوئی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا جورو کا جنجال گلے میں پڑیگا تو ذکر
و فکر الہی کی کتاب طاقچہ پر دھری رہے گی۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ نواب صاحب
! آپ کا ارشاد بجا ہے لیکن پختہ مغز ان جیسوں کے لئے تعلق دنیوی کب زنجیر پا
ہے۔ جن کے دل میں خوف خدا ہے اس ہستی بے ثبات اور اس کے تمام
تعلقات کو ہیچ و پوچ جانتے ہیں اور سوائے اپنے معبود برحق کے اور کسی لذت
کے خواستگار نہیں ہوتے اور نہ کسی کو مانتے ہیں ؎

دلآرامے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

اس بعد نواب صاحب نے منشی جادو رائے کو حکم دیا کہ مودی خانے کا حساب

کتاب کرے۔ چنانچہ پانچ روز تک حساب ہوتا رہا اور مبلغ تین سو اکیس ۳۲۱ روپیہ گرو صاحب کا نواب دولت خاں کے نام فاضلہ برآمد ہوا۔ اس نے جادو رائے سے پوچھا کہ تم اور نیز دیگر لوگ بھی مودی خانے کی شکایات کیا کرتے تھے۔ کہ نانک جی روپیہ برباد کر رہے ہیں۔ اب یہ فاضلہ روپیہ کیسے نکلتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ جناب عالی بحساب تو ایسا ہی ہے۔ نواب بہت خوش ہوا۔ مبلغ تین ہزار روپیہ پیشگی اور مبلغ تین سو اکیس ۳۲۱ روپیہ منافع مال معرفت بھگوان داس خزانچی کے گرو صاحب کو دلایا اور مودی خانے کا کاروبار بدستور چلنے لگا +

شادی

بھادوں شدی سپتمی سمت ۱۵۴۵ بکرم مطابق سنہ ۱۴۸۸ء یا سنہ ۸۹۴ھ کو سلطان بہلول کے سال وفات میں گرو صاحب کی شادی قرار پائی۔ اس مژدۂ جانفزا کو سن کر مہتہ کالو رائے نہایت خوش ہوا اور رائے بلار کی خدمت میں عرضی گذرانی کہ آپ کے غلام نانک کی شادی درپیش ہے۔ مجھ کو اس کار ضروری کے سرانجام کے لئے رخصت عطا فرمائی جاوے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ تمہاری رخصت منظور ہے لیکن خبردار آئندہ گرو نانک جی کو میرا غلام کبھی نہ کہنا وہ فخر موجودات ہیں۔ میں اُن کا غلام غلاماں ہوں۔ میری طرف سے دست بستہ اُن کی خدمت میں سلام دینا +

مہتہ کالو رائے اپنی برادری اور رشتہ داروں کو ساتھ لے کر سلطانپور میں آیا اور یہاں بڑی دھوم دھام سے برات تیار ہوئی اور تاریخ مقررہ پر بمقام لکھوکی گرو نانک جی اور شریمتی ماتا سولکھنی جی کی مبارک شادی عمل میں آئی۔ رسومات ادا ہو چکیں تو ڈولی لے کر سلطانپور میں واپس آئے اور سب لوگ اہل برادری رخصت ہو گئے +

تھوڑے عرصہ میں رسم مکلاوہ بھی ادا ہو گئی ماتا سولکھنی جی اور گرو صاحب بی بی نانکی جی کے گھر میں بود و باش کرنے لگے۔ لیکن چند روز میں ایک عمدہ گھر تجویز کیا گیا اور جملہ سامان خانگی مہیا کر دیا گیا۔ جس چیز کی گھر میں ضرورت ہوتی گرو جی لا دیتے۔ لیکن اہل خانہ کے ساتھ کچھ ایسی رغبت و دلی ظاہر نہ کرتے جب ماتا سولکھنی کو بی بی نانکی جی کے ساتھ میل ملاقات کا موقعہ ہوتا۔ تو بی بی جی

دل وجان سے خاطرداری کرتیں۔ لیکن ماتا جی کا غنچہ خاطر کبھی شگفتہ نہ پاتیں
اس کی مغموم صورت اور افسردہ دلی سے اپنے دل میں اکثر سوچتیں۔ کہ اس
کا کیا باعث ہے۔ آخرکار ایک دن دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ
گرو جی کے الگ رہنے اور محبت نہ کرنے کی وجہ سے ہروقت غمگین اور
متفکر رہتی ہیں ورنہ سامان دنیوی سے ہر طرح فارغ بال اور آسودہ حال
ہیں +

ایک دن موقع پاکر نہایت محبت اور شیریں زبانی سے بی بی جی نے گرو
صاحب سے فرمایا کہ اگر آپ منظور فرمائیں تو میں ایک بات کہتی ہوں۔ گرو جی
نے کہا میں آپ کا غلام ہوں۔ جو ارشاد ہوگا بہبودی کا باعث جان کر
بسر و چشم بجالاؤنگا۔ بی بی جی نے کہا کہ آپ میری بھاوج کو ہر طرح خوش وخرم
رکھیں اُس کو آزردہ خاطر اور رنجیدہ دل نہ ہونے دیں۔ وہ آپ کی عدم توجہی
اور بے پرواہی سے نہایت مغموم و ملول رہتی ہے۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ
آپ کی مراد حاصل ہوگی +

۳۔ در ہدایت کا کھولنا اور فقر اختیار کرنا

توحید خدا سکھلاتے ہیں برحق ہیں نانک شاہ گرو +
سب دل کی مرادیں پاتے ہیں کہتے ہیں جو دم دم واہگرو

گرو صاحب فرائض دنیاداری و اخلاقی کو ادا کرتے ہوئے یاد
الٰہی طالبان حق کی رہنمائی۔ جود و سخا سب کی بہتری اور بھلائی میں مصروف
رہتے۔ ہندو اور مسلمان کو یکساں جانتے۔ ہر ایک کو نیک اعمالی اور حق
پرستی کی ہدایت کرتے۔ انہی ایام میں ایک شخص مسمیٰ بھاگیرتھ ساکن موضع ملیاں
تحصیل قصور ضلع لاہور جو پہلے دیوی کا اوپاسک تھا۔ گرو جی کا مُرید ہوا اور اکال
پُورکھ کی پرستش کرنے لگا +

جب گرو صاحب بتیس ۳۲ برس کے ہوئے تو ۵ ساون سمت ۱۵۵۱
بکرمی۔ مطابق سنہ ۱۵۰۱ء کو بنسکو سے محلے میں فرزند ارجمند پیدا ہوا جس کا نام

مہری چند رکھا گیا۔ مہتہ کالو رائے یہ خبر سُن کر سلطانپور میں آیا۔ پوتے کو دیکھا اور نانک
جی کو مودی خانہ اور گھر کے کاروبار میں مصروف پاکر بہت خوش ہوا۔ پرمیشور کا شکر بجا
لایا اور واپس جاکر موضع تلونڈی میں سب حال سُنایا تو ماتا ترپتا جی بھی نہایت
خوش ہوئیں +

[illegible]

ایک دن ایک سنت مہاتما نے آکر گرو صاحب سے فرمایا کہ آپ
کس کام میں لگ رہے ہیں۔ مودی خانہ کو چھوڑ دو۔ اور دل کی باگ
پراوپکار اور رہنمائی خلق اللہ کی طرف موڑ دو۔ اتنا اشارہ کرکے وہ تو
چلا گیا گرو جی بھائی بالا کے ساتھ عیال و اطفال اور مودی خانہ کو چھوڑ دینے
کا ذکر کر رہے تھے کہ موضع تلونڈی سے مردانہ مراسی بھی خدمت میں حاضر آیا اور
وہاں کی خیر و عافیت کا پیغام سُنایا بعد ازاں عرض کی کہ میری دختر کی شادی
ہے اور خرچ کے لئے روپیہ درکار ہے۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ شادی پر کیا
خرچ ہوگا اُس نے کہا ایک سو پچیس روپیہ فرمایا۔ اس سے دو چند روپیہ لگا کر
بہت عمدہ طور پر شادی کرو اور مبلغ دو سو پچاس روپیہ لطف فرمائے پھر اپنے
مرید مسمی بھاگیرتھ کو حکم دیا کہ مردانہ کے ساتھ جاؤ لاہور سے زیور و پارچات اور ظروف
وغیرہ اسباب شادی خرید کر لاؤ چنانچہ لاہور میں آکر معرفت مُنسکھ ساہوکار کے سب
اسباب خرید کیا۔ مُنسکھ نے جب گرو صاحب کی تعریف و توصیف سُنی تو مشتاق دیدار
ہو کر مردانہ اور بھاگیرتھ کے ساتھ خدمت اقدس میں آیا۔ گرو صاحب نے
زبان مبارک سے فرمایا آؤ بھائی بھاگیرتھ اپنے ساتھ مُنسکھ بیوپاری کو بھی
لے آئے ہو یہ سُنتے ہی مُنسکھ نے قدموں پر سر جھکایا اور گرو جی نے اُس کو
عزت سے بٹھایا۔ مردانہ کو اسباب وغیرہ دے کر رخصت کیا وہ دعائیں دیتا ہُوا
چلا گیا۔ مُنسکھ خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ ایک دن موقعہ پاکر اُس نے دست
بستہ عرض کی کہ یہ عالم فانی رنج و مصائب کا گھر ہے۔ جہالت کی تاریکی سے
ضلالت اور ذلت میں ہر فرد بشر ہے۔ آپ نظر عنایت فرمائیں مجھ کو سعادت
اور سلامتی کا راہ دکھائیں۔ گرو صاحب نے ارشاد کیا۔ اے مُنسکھ غرور شیطانی
اور طمع نفسانی میں ہر شخص مبتلا ہے اور رنج و الم اٹھا رہا ہے۔ جب تک ہادی

برحق اور مرشد صادق سے فیض روحانی حاصل نہ ہو۔ نجات غیر ممکن اور محال ہے زندگی کی خواہش اور معرفت کا خوف سب کو لگا ہوا ہے اور یہ بڑی سخت مہلک مرض ہے کہ روح کو بالکل تباہ کر دیتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ آدمی خودی وخویشی کا خیال چھوڑ دے۔ صدق دل سے واہگورو جی کا ورد کرے اور اُس کی حقیقت کو پہنچے۔ سچی محبت سے تصور الہی میں مصروف رہے اُس کی رضا پر راضی ہو کر ہمیشہ صبر و قناعت کو اپنا شعار بنائے معبود برحق پر کبھی کوئی الزام نہ لگائے بلکہ ہر وقت یہ مناجات کرے +

سہ خداوندگارا نظر کن بجود ۞ کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
گناہم اگر نامدے در شمار ۞ ترا نام کے بودے آمرزگار
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام ۞ کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

سہ بادشاہا جرم ما را در گذار ۞ ماگنہگاریم و تو آمرزگار ۞

تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم ۞ جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

سہ مائیم پُر گناہ تو دریائے رحمتی ۞ جائیکہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

سہ وصل او بے فضل او ہر گز نمے آید بدست
لطف او مے باید و رنج و محن در کار نیست

ایسا کرنے سے تم راحت ابدی اور سرور سرمدی کو پاؤ گے۔ موت وحیات کے تعلقات سے چھوٹ جاؤ گے۔ اس ہدایت پر عمل کرنے سے مُنکھ اعلےٰ مدارج روحانی پر فائز ہُوا تھوڑے عرصے بعد حسب اجازت گرو صاحب واپس لاہور چلا گیا پھر بھاگیرتھ کو بھی ارشاد ہُوا کہ اپنے گھر جاؤ اور نیک افعال سے یاد الہی میں مصروف رہو +

[illegible]

ایک روز گرو صاحب اشنان کر رہے تھے کہ جذبۂ الہی سے بیخود اور مست ہو گئے۔ کپڑے وہیں پڑے رہے اور آپ مستی کے عالم میں کہیں دُور جا کر ایک پاک و صاف جگہ پر مراقبہ و استغراق میں محو ہو گئے اُس وقت دل عرش منزل کے کانوں میں غیب سے آواز آئی اے میرے پیارے بھگت۔ میں نے اپنے نام کا آب حیات تجھ کو پلایا ہے۔ طہارت کے

کرنا - اپنے آپ کو جملہ مخلوق سے حقیر و کہتر جانتا ہے اور سب کو معزز شریف اور بہتر خیال کرتا ہے وہی دیوانہ الہی ہے +

مُلّاں دل وجان سے قائل ہو گیا اور مبارک قدموں پر سر جھکایا پھر واپس آکر نواب صاحب کو تمام ماجرا سُنایا اور کہا کہ گرو نانک جی دیوانہ نہیں اور نہ اُن پر کسی بھوت پریت جن وغیرہ کا سایہ ہے وہ تو اپنے معبود کی محبت میں محو ہے +

گرو صاحب کا نواب کے ساتھ مسجد میں نماز کیلئے جانا

اُس وقت نواب صاحب نے جے رام کو کہا کہ نانک جی کے فاضلہ کے روپوں کا کیا انتظام کریں - مولا مل اُن کا سسر اپنی دختر و نواسوں کے لیئے مانگتا ہے - جے رام نے کہا کہ نانک جی کو بلا کر دریافت کر لینا چاہئیے جب گرو صاحب نواب کے سامنے آئے اُس نے کہا آپ کبھی دیدار نہیں دیتے - جواب دیا کہ اب میں خدا کی نوکری میں مصروف رہتا ہوں فرصت نہیں ملتی - نواب نے کہا کہ اگر آپ کو خدا کے ساتھ محبت ہے تو آج جمعہ کا مبارک روز ہے - میرے ساتھ چل کر خدا کی عبادت میں شامل ہو جیئے - گرو جی نے فرمایا کہ چہ مضائقہ ازیں چہ بہتر - نواب اور قاضی کے ہمراہ آپ مسجد میں داخل ہوئے - شہر میں شور و غل برپا ہو گیا کہ نانک جی مسلمان ہونے لگے ہیں نماز کے وقت گرو صاحب الگ کھڑے رہے - بعد فراغت کے نواب نے پوچھا کہ نانک جی آپ خدا کی نماز میں میرے کیوں شریک نہ ہوئے ؟ جواب دیا کہ آپ کا دل تو قندہار میں گھوڑوں کی خریداری کر رہا تھا نماز کس کے ساتھ پڑھتا - چونکہ نواب منصف آدمی تھا قائل ہو گیا اور قدموں پر سر جھکایا +

پھر قاضی نے بڑے فخر سے کہا کہ آپ میرے ساتھ نماز پڑھتے - گرو صاحب نے جواب دیا کہ آپ کا دل بھی تو زائیدہ بچھیرے میں تھا کہ کہیں صحن خانہ کے گڑھے میں نہ گر پڑا ہو - یہ سنتے ہی قاضی پر سینکڑوں گھڑے انفعال کے پڑ گئے اور صدق دل سے قدمبوس ہو کر طالب ارشاد ہوا - گرو جی نے فرمایا ؎

لا صلوٰۃ اِلّا بِحضورِ القلب - یعنی عبادت کے لئے حضور دل کی شرط ہے ورنہ بے فائدہ ہے

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اے بھائی! میں عابد اور نمازی آدمی ہوں لیکن جو نماز میں پڑھتا ہوں وہ عملی ہے تم کو بھی وہی پڑھنی چاہئے اور وہ یہ ہے ؎

پنج نمازاں وقت پنج پنجاں پنجے ناؤں — پہلا سچ حلال ودئے تیجی خیر خدا ؛
چوتھی نیت راس من پنجویں صفت ثنا — کرنی کلمہ آکھ کے تاں مسلمان سدا
نانک جیتے کوڑیار کوڑے کوڑی پا

مطلب جس طرح شریعت ظاہر میں فجر۔ ظہر۔ عصر۔ شام۔ عشا پانچ وقت اور پانچ ہی نمازیں ہیں اور پانچ ہی ان کے نام ہیں ویسے ہی طہارت باطنی اور تزکیۂ نفس وتصفیہ قلب کے لئے پانچ روحانی نمازیں ہیں **اول** راست بازی کہ دل اور زبان کو یکساں رکھے ؎

جس کا دل اور ہے زباں ہے اور — وہ منافق ہے بیگماں ہر طور

دوم کسب حلال۔ اپنے قوت بازو سے بلا آزار رسانی وحق تلفی انسان وحیوان کسب جائز کو ذریعہ معاش بنائے کہ الکاسب حبیب اللہ۔ سوم خیرات اور نیکی فی سبیل اللہ کرے پاداش عمل کا طمع خام دل میں نہ رکھے ؎

کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز

چہارم نیت کو درست اور صحیح رکھے نیک نیتی سے جملہ امورات متعلقہ کو سرانجام کرے کہ **الاعمال بالنیات** **پنجم** ایزد برحق کی محمدت اور ستائش کرتا رہے۔ حسن خلق اور اعمال صالح اور ہمدردی مخلوق سے خدا کی توحید کو دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے یہی کلمہ شہادت ہے جو اس عملی کلمہ کو پڑھے وہی مسلمان ہے ورنہ جھوٹا ہے۔ اسلام کے معنے ہیں۔ خدا کے حضور میں گردن جھکانا اور اس کے قدرتی احکام کو دل وجان سے ماننا اور قبول کرنا پس جو قانون قدرت کے مطابق اعتدال کی حفاظت کرتا ہے اور شہوت وغضب کو تابع تمیز رکھتا ہے اور بذریعہ جہاد اکبر نفس اَمّارہ کو خلق آزاری اور برائیوں سے روکتا ہے۔ ہمدردی اور بہبودی نوع انسان کو عبادت الٰہی مانتا ہے وہی مسلمان مقبول بارگاہ الٰہی ہے۔ اس پاکیزہ اور مفید ہدایت سے نواب اور قاضی ایسے متاثر ہوئے کہ صدق دل سے زمرۂ مریداں

میں داخل ہوگئے۔ نواب صاحب نے فاضل روپے کی بابت دریافت کیا کہ کس کو دیا جاوے اور یہ بھی جتلا دیا کہ آپ کا خسر آپ کے عیال واطفال کے لئے مانگتا ہے۔ فرمایا کہ جو کہ چکے ہیں اُس سے زیادہ اب ہم کچھ نہیں کہ سکتے۔ نواب نے نصف روپیہ غریبوں محتاجوں کو خیرات کر دیا اور نصف گرو صاحب کے عیال کو بھیج دیا۔

گرو صاحب اور ان کی ساس کی بحث

وہاں سے رخصت ہو کر گرو صاحب بی بی نانکی جی کے پاس بیٹھے ہوئے نواب و قاضی کی نماز خوانی کا ذکر کر رہے تھے کہ آپ کا خسر مولا اور خوشدامن چندو رانی بھی آ گئے۔ ماتا چندو رانی نے جب داماد کو کفنی پہنے ہوئے دیکھا۔ تن بدن میں آگ لگ اٹھی اور نہایت خفگی سے نصیحت کرنے لگی کہ عیال واطفال کو چھوڑ کر کیوں مصائب و تکالیف کے میدان میں قدم رکھتے ہو۔ گھر کی بادشاہی ترک کرنے سے تم کو کہیں آرام نہ ہوگا۔ عورت اور بال بچے الگ مصیبت اٹھائینگے۔ جس قدر روپیہ تم نے کمایا اگر جمع رکھتے اور فقیروں کو نہ لٹاتے تو گھر میں کام آتا۔ اب بھی جو تمہارا روپیہ نواب کے ذمے فاضل نکلا ہے وہی دلادو تو کسی قدر گھر کا گذارہ چل سکتا ہے۔ گرو جی صاحب نے فرمایا کہ پیدائش سے پہلے ہی رنج و راحت کا اندازہ قسمتِ انسانی میں لکھا جاتا ہے آدمی غفلت میں گرفتار رہتا ہے لذات محسوسات کی خواہش میں لیل و نہار رہتا ہے موت کا خیال کبھی دل میں نہیں لاتا۔ جب مالک کا حکم آتا ہے۔ سب کچھ چھوٹ جاتا ہے جو پیدا ہوا ایک دن مرے گا۔ گھر بار۔ مندر محل اسی جگہ رہ جائیں گے۔ اگر مرنے کے بعد دنیا میں واپس آنے کا کوئی قانون ہوتا تو دولت کا جمع کرنا درست تھا تاکہ پھر آتے تو کام میں لاتے۔ مگر جب یہ ہے نہیں تو جمع کرنا فضول ہے آدمی لذت ناپائدار کی خواہش میں گرفتار حق و ناحق کو نہیں جانتا اور مکر و فریب۔ ظلم و بے ایمانی سے خلق اللہ کی حق تلفی کرتا اور نوع بنوع کے آزار رسانی سے دل کا مقصد حاصل کرتا ہے۔ مگر محبت الٰہی اور ترک لذات فانی کے بغیر اطمینان و سرور اور نجات کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ گرو صاحب یہ ذکر فرما رہے تھے کہ نواب صاحب نے فاضل رقم کا نصف (مبلغ تین سو اسی روپیہ) گھر میں بھیج دیا اور یہ پیغام

بھی دیا کہ اگر آپ مودہی خانے کا کام چلائیں تو عین عنایت ہے لیکن گروجی نے کوئی جواب نہ دیا +

گیان کی باتوں سے ساس اور سسر کا غصہ ہرگز فرو نہ ہوا اور وہ اپنی دختر اور نواسہ لکھمی داس کو اپنے ہمراہ موضع پکھو کی لے گئے اور بڑا لڑکا سری چند اپنی پھوپھی کے پاس رہا

گروصاحب کی فقیری کا اعلان
کے والدین کا مردانہ کو بھیجنا
سلطان پور سے مردانہ کا آنا

موضع تلونڈی میں جب خبر ہوئی کہ نانک جی فقیر ہوگئے ہیں۔ والدین نے بھائی مردانہ مراسی کو بجنۃ خبر لانے کے لئے سلطان پور روانہ کیا۔ اُس نے بی بی نانکی جی سے گروصاحب کا تمام حال اور پتہ پوچھا۔ پھر جنگل میں گیا اور قدمبوس ہُوا۔ گرو صاحب نے فرمایا۔ آؤ بھائی مردانہ! ہم تمہاری انتظار میں تھے۔ ہمارے ساتھ چلو۔ مردانہ نے عرض کی۔ عزم بالجزم کدھر کا ہے۔ فرمایا جدھر خدا کی مرضی ہے

رشتہ در گردنم افگندہ دوست   میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مردانہ نے کہا۔ آپ کے والدین میری انتظار میں ہونگے۔ کیونکہ میں آپ کی خبر لینے کو آیا ہوں۔ اب میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ گروصاحب نے فرمایا کہ فقیروں کے ساتھ فقر و فاقہ اور سفر و سیاحت کی تکالیف ہیں۔ اگر یہ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ہو تو واپس چلے جاؤ۔ مردانہ دام محبت میں گرفتار ہو چکا تھا بھلا کیوں واپس جاتا گروصاحب نے ارشاد کیا کہ ستار بجا کر سناؤ مردانہ ستار کی تلاش میں گاؤں کی طرف روانہ ہوا راستہ میں ایک مطرب ستار بجا رہا تھا اور ایک پٹھان کو ترانہ سنا رہا تھا۔ مردانہ السلام علیکم کہکر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو کہا کہ ایک فقیر کامل خدارسیدہ آپ کو بلاتا ہے وہ مراسی بھائی مردانہ کے ہمراہ گروصاحب کی خدمت میں آیا۔ ستار بجا کر مجرا بجالایا بعدازاں حسب الحکم گروصاحب مردانہ ستار بجانے لگا حمد الہی کے گیت گانے لگا۔ اُس روحانی نغمہ کی پُر اثر آواز اور دل کو بے خود اور مست کرنے والی انداز نے ایسا سماں باندھا کہ مرغان ہوا تک وجد میں آگئے۔ جنگل کے وحشیوں نے سر جھکائے۔ درخت مستی کے عالم میں اپنے پتوں کو ہلا

ہلا کر تان دینے لگے جیسے حور وش نازنیں رقص و سرور کرتی ہوئی اپنے ہاتھوں سے تالیاں بجاتی ہے اور حاضرین کو اپنا کسب و کمال دکھلاتی ہے۔ گرو صاحب اپنے پاک معبود کے تصور میں محو ہو گئے اور سرور روحانی کے بحر ناپیدا کنار میں فراغ دلی سے تیرنے لگے۔ مردانہ پر بہت خوشی ظاہر فرمائی اور وہ مراسی جس کی ستار تھی۔ اس عجیب و غریب راگ کے استماع سے نہایت متعجب ہوا کہ ایسا گانے بجانے والا میں نے آج تک کوئی نہ دیکھا تھا مردانہ نے کہا کہ گرو صاحب کی نظر کیمیا اثر سے میں اس قابل ہوا ہوں ورنہ مین آنم کہ من دانم کبھی ستار کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا

گرو صاحب نے بھائی مردانہ کو بی بی نانکی جی کی خدمت میں روانہ کیا کہ کچھ روپیہ واسطے خریدنے ستار کے لاؤ۔ بی بی جی نے روپیہ دینے میں خوشی ظاہر فرمائی اور دیدار فیض آثار کا اشتیاق ظاہر کیا گرو صاحب مردانہ کو ساتھ لئے گھر میں رونق افروز ہوئے۔ بی بی جی نے فرمایا کہ آپ ہمیشہ میرے پاس رہو اور جو ضرورت ہو بلا تکلیف لو آپ کا گھر ہے مجھ کو ہرگز دریغ نہیں ہے۔ جواب دیا کہ جب یاد فرماؤ گی حاضر خدمت ہو جایا کروں گا۔ گویا ہر وقت آپ کے حضور میں ہوں۔ پھر گرو صاحب نے مع بھائی بالا و مردانہ ماحضر تناول فرمایا اور بھائی بالا رخصت لے کر گھر کی طرف جانے لگا۔ بی بی صاحبہ نے اپنے والدین کو پیغام دئے۔ اور بھائی مردانہ کو مبلغ سات روپیہ واسطے خرید کرنے ستار کے لطف فرمائے اور تاکید کی۔ کوئی خوبصورت اور عمدہ ستار خرید لاؤ کہ برادرم نانک جی دیکھ کر خوش ہو جائیں۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ عاشق پورہ نامی ایک گاؤں میں مسمی پھیرو کے پاس ایک ستار ہے وہ خرید لاؤ۔ جب مردانہ پھیرو کے گھر گیا وہ کسی کام کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ تیسرے روز آیا اور مردانہ سے ملاقات ہوئی وہ بہت خوش ہوا اور ستار نکال کر سامنے رکھ دی۔ مردانہ کو پسند آئی۔ قیمت پوچھی تو اُس نے جواب دیا کہ یہ ستار گرو صاحب کی میرے پاس امانت ہے۔ وہ میرے ہادی ہیں اور جو کچھ میرے پاس ہے سب انہی کا عطیہ ہے۔ پھر مردانہ کے ہمراہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور قدمبوسی سے سرفرازی پائی۔ چند روز حضور میں رہا پھر اجازت لے کر گھر واپس چلا آیا +

ایک روز مردانہ رباب بجا کر محامد الہی کے گیت گا رہا تھا کہ ستار سے خود بخود

یہ آواز نکلنے لگی تو ہی نرنکار تو ہی نرنکار نانک بندہ تیرا۔

گرو صاحب پر ایسی بے خودی اور مستی کا عالم طاری ہوا کہ دو روز تک برابر ایک جگہ سمادھی کی حالت میں بیٹھے رہے۔ اس اثنا میں مردانہ پر بھوک نے غلبہ کیا وہ نہایت پریشان اور حواس باختہ ہوگیا۔ نہ یارائے رفتن نہ روے ماندن عجب بے چینی اور کشمکش میں تھا کہ گروجی نے تیسرے روز آنکھ کھولی اور پوچھا کہ بھائی مردانہ دلگیر کیوں ہو۔ اُس نے کہا۔ بندہ پرور! آپ تو بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں اور مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ یا تو مجھ کو اپنی طرح بے پرواہ اور مست مجذوب بنائیں یا میرے کھانے پینے کا بندوبست فرمائیں۔ ورنہ میں حضور کے ہمرکاب نہیں رہ سکتا۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ یہ دونو باتیں خدا کے اختیار میں ہیں۔ ہر حالت میں صابر و شاکر رہنا چاہیئے۔ اگر تم کو تکلیف ہے۔ تو بیشک چلے جاؤ۔ اُس نے عرض کی کہ میں جاتا ہوں۔ گروجی نے فرمایا کہ یہ ستار بی بی نانکی جی کے حوالے کرتے جاؤ۔ جب مردانہ گھر آیا۔ بی بی جی نے گرو صاحب کی خیر و عافیت پوچھی۔ اُس نے کہا وہ جنگل میں مست بے خود قیام پذیر ہیں بھوک پیاس کی تکالیف سے آزاد ہیں تین تین روز تک مراقبہ میں رہتے ہیں۔ کھانے پینے کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن مجھ سے یہ عذاب نہیں اُٹھایا جاتا۔ بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر چلا آیا ہوں۔ اب یہ ستار آپ اپنی حفاظت میں رکھیں اور میں جاتا ہوں +

بی بی جی مردانہ کی اس بات سے متفکر ہوئیں اور لالہ جے رام کی خدمت میں عرض کی آپ بھائی مردانہ کو ہدایت کریں کہ نانک جی کے ساتھ رہیں چنانچہ اُس نے بھائی مردانہ کو کہا کہ تم روٹی کپڑے کا کوئی فکر نہ کرو پرمیشور کی مہربانی سے سب کچھ موجود ہے۔ جب تک نانک جی یہاں ہیں صبح و شام کھانا کھا جایا کرو اور اخراجات سفر کے لئے کچھ نقد بھی لے جاؤ مردانہ خوش ہوا اور ایک دن وہیں رہا۔ دوسرے دن لالہ جے رام نے ایک انگرکھا اور مبلغ بیس روپیہ نقد دے کر گرو صاحب کی خدمت میں روانہ کیا

اور بی بی نانکی جی نے اشتیاق دیدار کا پیغام دیا۔ جب مردانہ حضور میں آیا۔
گرو جی نے پوچھا کہ ستار کیوں واپس لائے ہو۔ اُس نے تمام کیفیت سنائی۔
گرو جی نے فرمایا کہ تمہارا وہی حال ہے کہ بارہ برس دلی میں رہے اور بھاڑ
جھونکتے رہے۔ مرد آدمی روپیہ کی کیا ضرورت تھی۔ انسان کو قانع اور متوکل
نظر بخدا ہونا چاہیئے۔ ہمجنسوں کے بھروسہ پر زندگی بسر کرنا گناہ عظیم اور عذاب
الیم کا باعث ہے اور توکل بخدا رہنے سے ہر دم راحت اور کامیابی ہے۔ بہتر ہے
کہ روپیہ واپس دے آؤ۔ عرض کی آپ میرے ساتھ قدم رنجہ فرمائیں۔ بی بی صاحبہ
یاد کرتی ہیں +

[illegible]

جب گھر میں گئے اور مردانہ روپیہ واپس دینے لگا۔ بی بی جی نے
کہا کہ ہم نے اپنی خوشی سے دئیے ہیں۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ آپ
مجھ کو پرمیشور کے حوالہ کریں اور کوئی فکر دل میں نہ لائیں۔ خوشی سے
رخصت فرمائیں۔ بی بی جی نے جواب دیا کہ آپ قطع محبت کئے جاتے
ہیں۔ فرمایا کہ عالم فانی کی محبت کو دل سے دور کرنا ہی پسندیدہ اور کار ثواب
ہے۔ قصہ مختصر روپے واپس دئے اور بھائی مردانہ کو ساتھ لے کر توکل بخدا چل
نکلے +

۴۔ پہلا سفر

روحانی فیض رسانِ جہان حقانی نانک شاہ گرو
نورانی لاثانی زماں ہیں مثل مہر و ماہ گرو ؛ ؛

گرو صاحب کے استغنا اور یاد الٰہی کے حالات سُن کر اردگرد کے لوگ اُن
کے دیدار کو اپنی سعادت جان کر اُن کی خدمت میں اور نذر و نیاز کے
طور پر نقد و جنس لانے لگے۔ گرو صاحب سب کے ساتھ باخلاق پیش
آتے اور اُن کو راہ حق کی ہدایت فرماتے۔ نقد و جنس سب غریبوں اور
محتاجوں کو کھلانے میں صرف کر دیتے۔ اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتے۔ اس وجہ
سے اُن کے پاس زیادہ ہجوم ہونے لگا جس سے انہوں نے اپنے کام یعنی خدا

کی یاد میں ہرج دیکھا اس لیے سمت ۱۹۶۴ بکرمی مطابق سنہ ۱۵۰۶ء کو سلطان پور سے
چل کھڑے ہوئے اور فقرائے اہل کمال سے ملاقات کرتے ہوئے لاہور میں تشریف
لائے۔ ہفتہ عشرہ یہاں قیام پذیر رہے۔ ہندو مسلمان بزرگواروں کے ساتھ معرفت
ہوئی۔ صلح کل اور اخلاقی مسائل کا چرچا کرتے رہے۔ ہر ایک نے آپ کی بے تعصب
اور مفید عام تعلیم پر سر جھکایا*

ایمن آباد:

لاہور سے چل کر گرو صاحب قصبہ ایمن آباد میں رونق افروز ہوئے۔
جسے فیروز شاہ بادشاہ کی دایہ ایمن نامی نے بسایا تھا۔ یہاں لالو نامی
نجار فقیر دوست۔ پرہیزگار اور حق پرست آدمی تھا۔ گرو صاحب کی زیارت
کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر دل و جان سے خدمت میں مصروف ہوا۔ اور لوگ بھی
درشن کے لئے آتے۔ کلام حقانی سے فائدہ اٹھاتے۔ گرو صاحب بھائی
لالو کے گھر سے روکھا سوکھا کھانا بہت خوشی سے تناول فرماتے۔ لیکن اکثر
شہر کے کھتری برہمن اعتراض کرتے کہ سودر کا کھانا کھانا جائز نہیں*

انہی ایام میں ملک بھاگو کھتری رئیس ایمن آباد نے شادی فرزند کے
موقع پر برہم بھوج کا نیوتہ گرو صاحب کو بھی دیا جس کو شرف منظوری نصیب
نہ ہوا۔ بھاگو نے دو دفعہ ایک برہمن کو بھیجا۔ لیکن آپ اُس کے ہمراہ نہ گئے
اُس کو سخت غصہ آیا حکم دیا کہ فقیر کو پکڑ لاؤ۔ جب گرو جی سامنے ہوئے تو اُس
مغرور نے کہا کہ آپ باوجود متواتر طلبی کے کیوں یہاں آنے سے انکار کرتے
رہے جواب دیا کہ جہاں گذری گذری فقیروں کو کسی سے کیا کام ہے۔ بھاگو بے
ادب نے غصہ سے کہا کہ کھتری فقیر ہو کر شودر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتے ہو
میرے گھر کے صاف ستھرے اور پاک پکوان لذیذ کھانوں کو خیال میں نہیں
لاتے ہو۔ گرو صاحب نے جواب دیا۔ اب تو آ گئے ہیں جو کچھ تیار ہے لاؤ۔ دوسری
جانب دیکھا کہ بھائی لالو کھڑا ہے۔ اُس کو بھی اشارہ کیا کہ جو کچھ گھر میں حاضر
ہو جلدی لے کر آؤ وہ دوڑ کر آدھی روٹی باجرہ کی لے گیا۔ جب حلوا پوری
پنجی کچوری اور نوع بنوع کی مزیدار مٹھائیاں برہمن نے پروس کر سامنے
رکھیں تو گرو صاحب نے دائیں ہاتھ میں باجرے کا ٹکڑا اور بائیں میں حلوا

پوری کو لے کر دبایا اور نچوڑا تو بھائی لالو کی روٹی سے دودھ اور ملک بھاگو کے قیمتی کھانوں سے خون کے قطرے ٹپک پڑے۔ گرو صاحب نے فرمایا۔ کہ حق تلفی اور نقصان رسانی کے بغیر انسان وحیوان کے لئے محنت اور قوّت بازو سے کمائی ہوئی روٹی کے کھانے سے روحانی طاقت اس طرح ترقی پاتی ہے جیسے شیر مادر کے پینے سے بچہ دن بدن قوت پاتا اور بڑھتا رہتا ہے۔ بخلاف اُس کے جور وجبر۔ ظلم وتعدی۔ رشوت وغبن سے جو مال حرام پیدا کیا جاتا ہے۔ اُس کا کھانا گویا آدمیوں کا خون کھانا ہے جو کسی مذہب میں جائز نہیں بلکہ ہندو کے واسطے مال بیگانہ گائے کا گوشت ہے اور مسلمان کے واسطے سور کا +

بدنصیب بھاگو کو اس کلام معجز نظام کا کچھ اثر نہ ہُوا۔ دل میں شرمندہ اور خفیف تو ضرور ہوگیا لیکن بے حیائی سے ڈھیٹھ ہو کر بظاہر جواب دیا کہ تم جادوگر ہو۔ گرو صاحب وہاں سے اٹھ کر قیام گاہ پر آئے اور وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ بھائی لالو نے نہایت عجز و انکسار سے درخواست کی کہ اس خاکسار پر نظر عنایت مبذول فرمائیے اور کچھ عرصہ غریب خانہ میں رہ کر نیاز مند کی عزت وافتخار کو بڑھائیے چنانچہ یہ درخواست منظور ہوئی اور ایک ماہ تک قیام کرنے کا اشارہ فرمایا +

دن کو صحرائے پر فضا میں تشریف لے جاتے رات کو لالو کے گھر میں رونق افروز ہو کر استراحت فرماتے۔ اس موقع پر شہر کی مظلوم رعایا نے حضور گرو صاحب فریاد کی کہ یہاں کے حکام ہماری بہو بیٹیوں کو جبراً چھین کر بے دین کر دیتے ہیں۔ گاؤکشی سے اہل ہنود کا دل دکھاتے ہیں اور ہر طرح ستاتے ہیں۔ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ مردانہ روتا ہُوا آیا اور بیان کیا کہ میں ایک مسلمان کے ہاں شادی پر کھانے کے لئے گیا تھا۔ اُس نے مجھ کو مارا پیٹا۔ گالیاں سنائیں اور دھکے دے کر نکال دیا کہ کافر کے ہمراہی کو یہاں سے کھانا نہیں مل سکتا مزید برآں تازہ ظلم یہ ہُوا۔ کہ ملک بھاگو نے از راہ شرارت اپنے آقا افغان سردار حاکم ایمن آباد کو مشورہ دیا کہ تمہارا فرزند ارجمند جو ایک مہلک مرض میں مبتلا

ہے۔ معالجہ اطبا سے تو شفا اب نہیں ہوا۔ کوئی کامل خدا رسیدہ فقیر لیکھ میں منچ لگائے تو شاید جان بچ جائے۔ اُس اجہل روزگار سردار نے وزیر بے تدبیر کی رائے پر عمل کیا اور جس قدر ہندو مسلمان فقیر اُس کے علاقہ میں تھے بمعہ گرو نانک صاحب سب کے سب گرفتار کئے گئے +

اس واقعہ سے بھائی لالو کے دل پر سخت صدمہ پہنچا اور وہ گرو جی کے پاس آکر رونے لگا گرو جی نے فرمایا کہ رنج و راحت لازمہ بشری ہے مشیت یزدانی میں راضی رہنا چاہیئے +

راگ تلنگ محلہ پہلا

جیسی میں آوے خسم کی بانی تیڑا کرین گیان وے لالو	پاپ کی جنجے کابلوں دھایا زبرس منگے دان وے لالو
شرم دھرم دوے چھپ کھلوتے کوڑ پھرے پردھان وے لالو	قاضیاں بھمناں دی گل تھکی اگد پڑھے شیطان وے لالو
مسلمانیاں پڑھن کتیباں کشٹ میں کریں خدائے وے لالو	ذات سناتی ہور ہندوانیاں ایہ بھی لیکھے لائے وے لالو

خون کے سوہلے نانک گاویں رت کا کنگو پائیے وے لالو

مطلب۔ اے بھائی لالو! جیسا مجھ کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے ویسا ہی بیان کرتا ہوں۔ ظلم کی برات کابل سے حملہ آور ہوگی اور جبراً ملک و مال چھینیگی۔ اس زمانہ میں شرم دنیا اور خوف الٰہی یہ دونو اوصاف حمیدہ پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ لیکن دروغ اور ناجائز حرکات کا دورِ دورہ ہو رہا ہے۔ قاضیوں اور برہمنوں کی ہدایات ختم ہوئیں اور شیطان پیشوائی کرنے لگا ہے۔ مسلمان جو قران وغیرہ کتابوں کو پڑھنا باعث ثواب جانتے ہیں۔ مصیبت کے وقت خدا کو پکارینگے اور کوئی دعا قبول نہ ہوگی بلکہ جیسے آٹے کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ ویسے ہی نازل ہونے والی مصیبت میں اہل ہنود اور دیگر اقوام بھی مبتلا ہونگی۔ اس ظلم کی برات میں خون کے گیت گائے جائینگے اور بجائے خوشبو کے خون ہی چھڑکا جائیگا؟

اِس موقع پر گرو صاحب نے ایک اور شبد بھی فرمایا تھا جس کے اخیر یہ شلوک تھا۔

آون اٹھتر ئے جان ستانوین ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلا | سچ کی بانی نانک آکھے سچ سناسی سچ کے ویلا

یعنی سمت ۱۵۸۳ بکرمی میں شاہ بابر سے مغلیہ سلطنت کی ابتدا شروع ہوگی اور سمت ۱۷۹۶ بکرمی میں محمد شاہ رنگیلے کے زمانہ میں نادرگردی سے قتل عام ہوگا اور سلطنت کمزور ہونے لگے گی اور پھر گرو گوبند سنگھ جی خالصہ پنتھ کو پنجاب کی سلطنت پر قابض کرینگے +

جب حاکم ایمن آباد نے مجمع فقرا سے کہا کہ میرے فرزند کو تندرست کردو۔ ورنہ قید میں رہوگے اور تو کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ گرو صاحب نے فرمایا چہ خوش چرا نباشد۔ آپ نے فقیروں کی خدمت دل وجان سے کی ہے اُس کے عوض میں تمہارا لڑکا صحت یاب کیوں نہ ہوگا۔ بھلا فقیروں کو قید کرنا اور تکلیف دینا کیا جائز ہے۔ یہ تو سراسر ظلم اور گناہ ہے۔ بلکہ قہر الٰہی نازل ہونے والا ہے اسی وقت حاکم مذکور کے ایک خادم نے آکر اطلاع دی کہ آپ کا لڑکا فوت ہوگیا ہے۔ وہ توروتا پیٹتا گھر کو روانہ ہُوا اور فقیر اپنی اپنی جگہ چلے گئے +

مردانہ نے عرض کی کہ ابھی تو آپ چند روز یہاں ہی قیام فرمائینگے۔ اجازت ہو تو میں گھر سے ہو آؤں۔ فرمایا جلدی واپس آنا ہوگا۔ مردانہ موضع تلونڈی میں آیا اور مہتہ کالو رائے کو گرو صاحب کی خیر وعافیت سے اطلاع دی اور کہا کہ آپ ہرگز کوئی اندیشہ دل میں نہ لائیں۔ نانک نرنکاری آپ کے دولت خانہ میں آفتاب عالمتاب کی طرح ایک جہان کے دل سے جہل وکفر کی تاریکی دور کرنے کے لئے پیدا ہُوا ہے۔ سری رام چندر جی جیسا دھرم اوتار بلکہ اُس سے بھی زیادہ بڑھ کر صداقت وہمدردی سے تمام عالم کو اپنی بے نظیر فیاضی سے فوائد کثیر پہنچا رہا ہے۔ وہ نہایت غصہ میں آیا اور یوں زبان پر لایا۔ یہ بیوقوف ڈوم کیا بکواس کرتا ہے۔ نانک جی نے ہمارے خاندان کو کلنک لگایا یدنام کیا یہ الٹی تعریف کرنے کو فخر سمجھتا ہے۔ مردانہ نے جواب دیا کہ گرو صاحب کی خوبیاں رائے بلار سے دریافت فرمائیے +

مردانہ اور بالا تلونڈی سے چلنے لگے تو رائے بلار نے پیغام دیا کہ میں بوجہ پیری وناتوانی سفر کے قابل نہیں ورنہ گرو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ شوق دیدار لبریز ہے۔ میری طرف سے التجا کریں کہ ضرور ایک دفعہ دیدار مبارک سے مسرور فرمائیں۔ جب یہ پیغام سُنا۔ گرو جی ایمن آباد سے چلنے کی تیاری کرنے لگے

بھائی لالو نے عرض کی - ابھی ایک ماہ میں سے پانچ روز باقی ہیں - فرمایا کہ پھر سہی یار زندہ صحبت باقی +

گرو صاحب نے موضع تلونڈی کے باہر جنڈر کے کنوئیں پر قیام فرمایا مہتہ کالو رائے سنتے ہی وہاں آیا - بیٹے کو فقیرانہ لباس میں دیکھا تو غصہ کی حالت میں سخت سست کہنے لگا +

گروجی کے چچا صاحب لالو رائے نے اپنے بھائی کو دشنام دہی اور زد و کوب سے منع کیا اور گروجی کو ملائمت اور شیریں زبانی سے کہنے لگا کہ والدین کی اطاعت ضروری ہے - اِس حالت میں تم کو دیکھ کر ہم لوگ رنجیدہ خاطر ہو رہے ہیں - کالو رائے کے گھر میں صرف ایک تم ہی اکلوتے فرزند ہو - اُس کی حالت پر رحم کر دیہ کپڑے اتار ڈالو - گرو صاحب نے ایک شبد فرمایا ؎

کہاں ہماری ماتا کہئے سنتو کھ ہمارا پتا　　ست ہمارا چاچا کہئے جن سنگت منوا جیتا

جب یہ شبد پورا ہو چکا تو گرو صاحب اپنے چچا مہتہ لالو رائے کے کہنے پر رائے بلار کے پاس آئے وہ چارپائی سے اٹھنے لگا گرو صاحب نے تھام لیا کہ آپ بزرگ ہیں - تکلیف نہ فرمائیں اُس نے بڑی محبت اور صدق ارادت سے گروجی کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ گیا +

مسمی نرمیدا ملازم کو حکم دیا کہ کسی برہمن کو بلا کر بھوجن تیار کراؤ اور خدمت اقدس میں عرض کی کہ جس کھانے پر آپ کی رغبت ہو وہی بنایا جاوے - فرمایا کہ ؎

میٹھا دم سلونا نیچم کھٹا کھرا دھیان　　ایسا بھوجن بھوجن آچھے سواس پردہان - الخ

مطلب یہ کہ اسرار وحدت کا ظہور شیریں ہے اور حواس و قوائے کو لذات محسوسات سے روکنے کا دلچسپ ذائقہ نمکین ہے - تصور الٰہی بمنزلہ ترشی ہے کہ ہضم طعام میں مددگار ہوتی ہے - مدعا یہ ہے - اگر توحید کے پوشیدہ اسرار معلوم ہو جائیں اور حواسوں کو حصول لذات سے روکا جائے تو بھی سرور روحانی نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ تصور الٰہی دل میں نہ ہو - رائے بلار نے قدموں پر سر جھکایا +

مہتہ کالو رائے نے کہا کہ تم جو پرانے پرمیشور کہتے ہو وہ کہاں ہے - جواب

دیا کہ ؏

سُن وڈا آکھے سب کوئے کے وڈا وڈا ڈیٹھا ہوئے

قیمت پائے نہ کہیا جائے کہنے والے تیرے رہے سمائے

مطلب یہ ہے کہ پرمیشور کو ہر شخص بڑا سمجھتا ہے۔ لیکن دل کی حقیقت میں آنکھوں سے دیکھا جائے تو وہ عظیم سے بھی بدرجہا عظیم تر ہے۔ کوئی اُس کا اندازہ نہیں کر سکتا اور نہ وہ بیان کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جو بیخود ہو کر اپنی ہستی کو اُس میں محو کر دیتے ہیں وہی اُس کی عظمت کو بیان کرنے والے ہیں +

والدہ صاحبہ نے محبت مادری سے بے تاب ہو کر ہر چند نصیحت کی کہ ناحق تکالیف سفر اٹھانا مناسب نہیں۔ بھوک پیاس کی حالت میں مسافر کی کون خبر لیتا ہے + ؏

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست بس جاں بلب آمد کہ بروکس نگریست

میرے پاس رہو۔ کام کاج کچھ نہ کرو۔ تم کو دیکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کروں گی۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ ؏

آکھاں جیواں وسرے مر جاؤں آکھن اوکھا ساچا ناؤں ؛؛

ساچے نام کی لاگے بھوکھ۔ اُت بھوکھے کھائے چلی اے دوکھ

سو کیوں وسرے میری مائے۔ ساچا صاحب ساچا نائے

مطلب۔ ورد الٰہی میری زندگی ہے اُس کو فراموش کر دینا اور تعلقات فانی میں دل لگانا بمنزلہ موت ہے۔ نام حق کا ورد کرنا مشکل ہے۔ نام حق کی بھوک (طلب) جس کو لگتی ہے۔ اُس جوع محبت کے کھانے سے تمام دکھ درد دور ہو جاتے ہیں۔ اے میری ماتا۔ مالک الملک برحق ہے اور اُس کا نام بھی حق ہے وہ کیوں فراموش ہو +

المختصر بپاس خاطر والدہ معظمہ گرو صاحب نے چند روز تلونڈی میں قیام فرمایا دن کو صحرائے پر فضا میں چلے جاتے۔ رات کو گھر تشریف لاتے۔ رائے بلار نے عرض کی۔ میری خواہش ہے کہ آپ اسی جگہ رہیں۔ فقیروں کی ملاقات عاجزوں بیکسوں کو خیرات کرنے کا اشتیاق آپ کو بہت ہے میں تین چاہات کی اراضی

اس کام کے لئے بنام آپ کے وقف کردیتا ہوں۔ اُس کی پیداوار سے سدابرت اور لنگر عام جاری فرمائیے اور میرے پاس بیٹھے ہوئے آنند سے یاد الٰہی میں وقت بسر کیجئے جواباً ارشاد فرمایا ؎

راگ آسا محلہ پہلا

لنگر ایک خدائے دا دوسر النگر ناہیں دوسر النگر نہ چلے تھر جگ نہ رہائیں ؛
رائے بلار سن بینتی اک عرض ہماری خالق سچا ایک ہے جس خلق سنواری
داتا آپ رحیم ہے سب جیاں نالے دیون کو آپے دھنی منگدیاں پرتپالے
جیا پران تن دھن دینے رس بھوگ آپے کچھ نہ ہو آدئی کیتے رس جوگ ؛
سبھناں کے سر ایک ہے سدہ سادھ بچار نانک منگتا سب کو داتا سرجن ہارے

مطلب ؎

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست ؛ بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

صرف ایک ہی لنگر جو خداوند کریم نے اپنی مخلوق کے لئے جاری کیا ہوا ہے کافی ہے۔ دوسرا لنگر جاری کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عالم اسباب فانی ہے رائے بلار! میری ایک عرض ہے یہ بغور سماعت فرمائیے۔ ایک ہی خالق برحق ہے جس نے مخلوقات کو نوع بنوع کے عطیات اور ساز و سامان سے آراستہ پیراستہ کیا ہے۔ وہی کریم مطلق سب پر مہربان اور روزی رساں ہے ہر وقت سب کے ساتھ نگہبان ہے۔ داد و دہش کے قابل وہی مالک ہے کہ تمام سائلوں کی پرورش کرنے پر توانا ہے۔ اُسی نے زندگی اور جسم و جان اور طرح طرح کی نعمتوں اور لذتوں کو پیدا کیا ہے خود بخود کچھ نہیں ہوا۔ عارف اہل کمال غور کرتا ہے کہ موجودات ارضی و فلکی کا خالق و رازق وہی خداوند کریم ہے اور تمام عالم گداگر اور بھکاری ہے +

رائے بلار یہ کلام فرحت انجام سُن کر نہایت خوش ہوا اور خاموش ہو رہا۔ گرو صاحب کے والدین کو بھی معلوم ہو گیا کہ رائے صاحب نے بہت کچھ کہا ہے لیکن یہ نہیں مانتے۔ پھر بھی سفر سے مانع ہوئے اور اپنے پاس رکھنا چاہا۔ گرو صاحب

نے کچھ جواب نہ دیا۔ بوقتِ روانگی زبانِ مبارک سے نکلا کہ اشنان کے لئے یہاں کوئی تالاب نہیں ہے۔ رائے بلار نے ایک تالاب بنوایا اور اس کا نام نانک رکھا۔

تلونڈی سے گرو صاحب بمعہ بھائی بالا و مردانہ باقی معدودہ پانچ یوم بسر کرنے کے لئے اپنے مرید صادق بھائی لالو کے گھر بمقام ایمن آباد تشریف لے گئے وہاں سے رخصت ہوکر لاہور سے شمال مشرق کی طرف چالیس کوس کے فاصلہ پر دریائے راوی کے کنارے ایک دلچسپ پُر فضا جنگل میں عبادت الٰہی میں ایسے محو ہوئے کہ من تو شدم تو من شدی کا عالم ہوگیا اور اُس حالت میں واہگرو شبد کے پوشیدہ اسرار تمام و کمال آپ پر منکشف ہوگئے جن کا ذکر بخوفِ طوالت حوالہ قلم نہیں کیا گیا بقول عاکف ؎

وہی جانے جسے ہو علم حقیقت بے خبر واہگرو شبد میں ہے راز نہاں نانک کا

اس جنگل کے نزدیک کسی گاؤں میں ایک غریب جاٹ مسمی دوندا رہتا تھا۔ ہر روز محبت صادق سے دودھ لاکر بندگانِ عالی کی نظر کرتا۔ ایک دن گرو صاحب نے خوش ہوکر فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کرتار کی کرپا لتا سے تمہاری خواہش پوری ہوگی۔ اُس نے عرض کی کہ میں اولاد سے محروم ہوں دودھ پوت کی طلب ہے۔ فرمایا کرتار بھلی کرے گا۔ تھوڑے عرصہ میں اُس کی مرادیں بر آئیں۔ دیہات گرد و نواح کے باشندے درشن اقدس کے لئے آتے اور تعلیم مبارک سے فیض روحانی پاتے۔ اُس علاقہ میں کروڑی مل تھانہ دار ناظم لاہور کی طرف سے رہتا تھا۔ جب اُس نے بکثرت لوگوں کو گرو صاحب خدمت میں رجوع ہوتے سُنا۔ از راہ حسد کہنے لگا کہ میں اس جادوگر فقیر کو اسیر کروں گا پہلی دفعہ سوار ہوا تو گھوڑے سے گر پڑا۔ ضرب شدید آئی۔ اچھا ہوکر دوسری دفعہ چلا تو اندھا ہوگیا۔ سخت ندامت اٹھائی۔ تیسری دفعہ صدق ارادت اور خلوص نیت سے صحیح و سلامت حضور تک باریاب ہوا۔ قدمبوسی کی اور زمرۂ مریدان میں داخل ہوا پھر التجا کی کہ آپ یہاں ایک دھرم سالہ بنوائیں۔ اسی جگہ بود و باش فرمائیں

کافۂ انام کو سعادت دارین کا راہ دکھلائیں اور جس قدر چاہئیں اراضی دھرم سالہ کے ساتھ لگائی جائے گی ۔ فرمایا کہ دنیا میں جس قدر اراضی ہے سب ہماری تمہاری ہی تھوڑی سہی اراضی کو کیا کریں گے ۔ تھانہ دار ندکور نے نہایت ادب و عاجزی سے دوبارہ درخواست کی کہ از برائے خدا میری التجا کو درجہ اجابت پر فائز فرمائیے ۔ جب درخواست منظور ہو چکی ۔ نہایت سرگرمی اور جانفشانی سے گرو صاحب کے لئے پختہ مندر اور دھرم سالہ تیار ہونے لگی اور اپنی سکونت کے لئے کروڑی مل نے ایک علیحدہ خام قلعہ بنانا شروع کیا حسب ارشاد گرو صاحب اس نو آبادی کا نام کرتارپور رکھا گیا ۔ پھر گرو صاحب نے اپنے والدین اور عیال و اطفال کو بھی وہیں بلوا لیا +

[illegible]

آپ بہ نفس نفیس بھائی بالا اور مردانہ کو ساتھ لے کر میلہ رام تیرتھ پر تشریف لے گئے ۔ وہاں ایک ریاکار مکار برہمن کو دیکھا کہ سالگرام کا پتھر آگے رکھ کر آنکھیں بند کیئے اُلو کی طرح روز روشن میں نابینا بنا بیٹھا ہے گرو صاحب نے فرمایا کہ سنگ پرستی سے تم کو کیا فائدہ ہوگا اور آنکھیں بند کرنے سے پتھر کیوں کر دیکھتے ہو وہ کور باطن بولا کہ چشم بندی سے جو کچھ زمین و آسمان کے احاطہ میں ہے سب مجھ کو نظر آتا ہے ۔ جب وہ حسب دستور مکر و ریا کی صورت بنائے بظاہر پوجا کرنے لگا ۔ گرو صاحب کے اشارہ سے بھائی بالا اُس کے آگے سے دبے پاؤں آہستگی سنگ سالگرام اور دیگر سامان پرستش اٹھا لایا ۔ برہمن نے آنکھ کھول کر دیکھا تو گریہ و زاری کرنے لگا کہ میرے ٹھاکر کو چور اٹھا لے گیا ۔ گرو صاحب نے فرمایا افسوس ہے کہ اٹھانے والا تم کو نظر نہ آیا حالانکہ بقول خود تم پتھر کی پوجا سے تمام جہان کو دیکھتے ہو ۔ برہمن قائل ہوا کہ پیٹ کی خاطر میں نے یہ پاکھنڈ رچا ہوا ہے ۔ گرو صاحب نے اُس کو صداقت اور حق پرستی کی تعلیم دی اور وہ گمراہ برہمن گرو کا سکھ ہو کر ہر طرح آسودہ حال اور فارغ البال رہنے لگا +

[illegible]

ایک دن گرو صاحب سری کرتارپور میں رونق افروز تھے ۔ ایک برہمن نے حاضر خدمت ہو کر اشیر باد کی ۔ فرمایا آیئے مہاراج پرشاد تیار ہے ۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کے لنگر کا بنا ہوا بھوجن نہیں کھا سکتا

کیونکہ برہم چاری ہوں۔ ایک ایک ہاتھ زمین کھود کر چوکا لگاؤنگا۔ لکڑیوں کو دھو کر جلاؤنگا۔ پھر بھوجن بناؤں گا۔ لنگر عامرہ سے اس کو رسد دلوائی گئی۔ سات مرتبہ اُس نے جابجا زمین کو کھودا۔ ہر جگہ سے ہڈیاں بر آمد ہوئیں۔ تمام دن اسی دھندے میں رہا۔ شدت گرسنگی سے بے تاب ہو کر شام کو حضور میں آیا اور تمام کیفیت سُنائی۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ بیہودہ چھوت چھات کے وہم میں تضیع اوقات کرنا نادانی ہے اور خواہ کسی قدر طہارت اور پوترتائی کے لئے کوشش کی جائے جب تک محبت الہی اور ورد نام حق کے پانی سے گناہوں کی کدورت دور نہ ہو آدمی سراسر ناپاک ہے اور جہاں یہ چوکا وغیرہ لگاتا ہے وہ جگہ بھی پاک متصور نہیں ہو سکتی۔ دل کی صفائی اور طہارت سے سب کچھ پاک ہو جاتا ہے ورنہ سب کارروائی فضول ہے ؂

سگ بدریائے ہفتگانہ بشو　　　　چونکہ ترشد پلید تر باشد

فائدہ

عاکف کی رائے درباؤ چوکا لگانے اہل ہنود کے یہ ہے کہ جس طرح آدمی کے بدن میں مسامات ہیں اور اُن سے اندرونی ردی بخار نکلتے رہتے ہیں۔ بعینہ یہی حال زمین کا ہے زمین کو مٹی اور گوبر سے لیپنے میں یہ فائدہ ہے کہ بخارات ارضی تھوڑے عرصہ کے لئے چوکا کی جگہ سے نکلنے بند ہو جاتے ہیں اور اُن کا فاسد اثر طعام میں جذب نہیں ہو سکتا العاقل تکفیہ الاشارہ

ناپاک بدخیال بدنظر اور بیمار کے ہاتھ سے کھانا کھانے سے جسمانی امراض میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہے۔ مال حرام اور ناجائز وسائل سے معاش پیدا کرنے والے لوگوں کا تیار کیا ہُوا کھانا دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور روحانی امراض کا باعث ہوتا ہے۔ غور کرنا چاہئے کہ گرو نانک صاحب نے ملک بھاگو کے لذیذ و نفیس کھانوں پر بالکل رغبت ظاہر نہ فرمائی اور بھائی لالو نجار کے گھر کی ٹکی باجرے کی روٹیاں اور سرسوں کا ساگ بڑے پریم اور آنند سے تناول فرماتے رہے۔ سچ ہے ؂

گر خوری یک لقمہ از وجہ حلال　　　　نور تابد بردل از مہر کمال ؂

جو چھوت چھات وہم باطل اور تعصب سے ہنود میں رائج ہے وُہ بیشک

فضول ہے اور اُسی سے گرو صاحب نے ممانعت فرمائی ہے +

کرتارپور سے روانہ ہو کر گرو صاحب سیالکوٹ پہنچے۔ جہاں شاہ حمزہ غوث نامی ایک مسلمان بزرگ اِس غرض سے چلہ نشین تھے کہ شہر سیالکوٹ کو غارت کر دیا جائے۔ گرو صاحب نے اُن کے پاس جا کر اُن کے غضب آلود ہونے کی وجہ دریافت کی جس کے جواب میں ان بزرگ نے کہا کہ اس شہر کے لوگ جھوٹے ہیں اور اقرار کرکے اس سے پھر جاتے ہیں۔ اِس لئے شہر کا تباہ ہونا مناسب ہے۔ گرو صاحب نے بھائی مردانہ کو دو پیسے دے کر جھوٹ اور سچ خریدنے بھیجا مگر کسی نے یہ سودا نہ دیا۔ ہاں مولا نامی ایک کھتری نے دو پیسے لے کر کاغذ کے ایک ٹکڑے پر مرنا سچ۔ اور دوسرے پر جینا جھوٹ لکھ دیا۔ گرو صاحب نے یہ تحریر شاہ حمزہ غوث صاحب کو دکھا کر اُن کے آتشِ غضب کو ٹھنڈا کیا اور مولا کھتری کو بلا کر نہال فرمایا +

گرو صاحب شاہ حمزہ غوث کے چلے کے مقام کے پاس شہر سے مشرق کی جانب جھاڑیوں میں ایک بیری کے نیچے فروکش ہوئے تھے۔ جہاں اب بیر بابا نانک صاحب کے نام سے ایک عالیشان مندر بنا ہوا ہے اور سرکار انگریزی کی طرف سے کوئی چھ سات ہزار روپے کی جاگیر اِس کے نام پر ہے +

سیالکوٹ سے روانہ ہو کر گرو صاحب لاہور میں تشریف لائے اور دونی چند ساہوکار کو راہِ حق پر لگایا۔ پھر یہاں سے رائے بلار کو ملنے تلونڈی گئے۔ وہاں سے چل کر چھانگا مانگا کے جنگل میں پہنچے جہاں ان کی یادگار میں چھوٹا ننکانہ صاحب ہے۔ اس نواح میں انہوں نے اپنے عارفانہ خیالات کا اظہار کیا اور ادھر کے مسلمان بزرگوں شیخ داؤد کرمانی۔ سید حامد گنج بخش سے ملاقی ہوئے +

سلہ شیخ داؤد کرمانی ذات کے سید اور قصبہ چونیاں (چونیاں) سکونت پذیر تھے ۹۸۲ھ میں وفات پائی اور شیر گڑھ میں مدفون ہوئے +

سید حامد گنج بخش بھی ذات کے سید تھے۔ شیخ داؤد کرمانی انہیں کے مرید ہیں۔ انہوں نے ۹۷۸ھ میں وفات پائی اور اوچ علاقہ بہاولپور میں دفن ہوئے +

اس کے بعد دریائے ستلج سے پار ہو کر ملک مالوہ کی سیر کرتے ہوئے گرو صاحب ہردوار پہنچے وہاں کے پنڈتوں اور مہاتماؤں کو تعلیم حقانی سے بہرہ ور فرمایا۔ پھر دہلی گئے اور مجنوں کے ٹیلے پر جا آسن جمایا۔ وہاں ان کی یادگار ہیں ایک عالی شان مندر بنا ہوا ہے۔

جن دنوں گرو صاحب دہلی پہنچے ہیں سکندر لودھی تخت دہلی پر متمکن تھا اور وہ علی العموم فقرا کو قید خانے میں ڈال دیتا اور ان سے چکی پسوایا کرتا تھا۔ چنانچہ گرو صاحب بھی قید خانے میں ڈالے گئے مگر ان کے حکم سے جب بھائی مردانہ نے رباب بجا کر بھجن گانے شروع کئے تو چکیاں خودبخود چلنے لگیں اس پر بادشاہ کو تنبہ ہوا اور اس نے سب فقرا کو قید سے رہائی بخشی اور آئندہ اس حرکت سے توبہ کی۔

شاہ معروف چشتی قادری جو ایک مسلمان بزرگ ہو گزرے ہیں اور جن کی وفات ۹۰۸ھ میں ہوئی۔ گرو صاحب کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے اور ان کے عارفانہ کلام کو بہت پسند کیا۔ شاہ دہلی سکندر لودھی نے گرو صاحب کی کرامتیں دیکھ کر چاہا کہ ان کو اپنے پاس رکھے مگر اس کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی کیونکہ گرو صاحب سفر کے ارادے کو مصمم کئے ہوئے علی گڑھ کی جانب کو روانہ ہوئے اور متھرا و بندرابن کے برہمنوں اور فقیروں سے معرفت الٰہی کے متعلق مباحثے کرتے کراتے آگرے میں جا پہنچے جہاں مائی تھان نامی ایک مکان گرو صاحب کے دھرم سالہ کے نام سے اب تک یادگار ہے۔

آگرے سے روانہ ہو کر گرو مہاراج اجودھیا۔ لکھنؤ۔ کانپور وغیرہ مقامات پر اپدیش کرتے ہوئے بنارس جا پہنچے اور وہاں کبیر[1] بھگت۔ نام دیو اور روداس وغیرہ بھگتوں کے ساتھ گیان دھیان کے ذکر واذکار میں وقت بسر کیا۔

---

[1] کبیر بھگت کی وفات ۱۰۰۰ھ مطابق سمت ۱۶۵۵ بکرمی یا ۱۵۹۸ء یعنی اکبر کے زمانے میں ہوئی ہے اور گرو صاحب ان کی وفات سے کوئی سو سال پہلے سکندر لودھی کے زمانے میں آگرے گئے تھے۔ جس سے ظاہر ہے یہ امر قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

بنارس سے روانہ ہو کر دریائے گنگ کے کنارے کے شہروں اور بستیوں کو قدوم میمنت لزوم سے پاک بناتے ہوئے گرو صاحب شہر پٹنہ میں وارد ہوئے ہر قسم کے فقیروں اور امیروں کو صداقت و ہمدردی اور صلح کل کے وعظ سے ممنون و مشکور کیا +

روایت ہے کہ ایک روز گرو صاحب وعظ سنا چکے تو مردانہ نے سوال کیا کہ آپ اکثر وعظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنے پاک بندوں کو جو اُس کی محبت میں محو رہتے ہیں مثل اپنے سمجھتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے لوگ ان کا ارشاد نہیں مانتے بلکہ عموماً بیقدری ہی کرتے ہیں۔ وجود انسانی ایک نعمت بے بہا اور خالق کائنات کا عطیہ عظمیٰ ہے تو لوگ کیوں حیات مستعار کو لذات ناپائدار میں برباد کرتے ہیں۔ گرو صاحب نے مصلحتاً کوئی جواب باثواب نہ دیا۔ تھوڑے عرصے میں مردانہ نے بھوک کی شکایت کی۔ اُس کو ایک لعل بیش بہا زمین سے نکال کر ہاتھ میں دیا کہ جاؤ اس کو بازار میں فروخت کرو اور جو جی چاہے فراغت سے کھاؤ۔ مردانہ بازار میں گیا جابجا لعل کو دکھایا۔ حسب و لخواہ کوئی خریدار نہ پایا ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

سبزی فروش ایک مٹھی ترکاری سے بھی اس کی قیمت کم تبلاتے تھے اور پرچون والے ٹٹ پونجیے بنیئے پاؤ بھر آٹا دال دینے پر بھی رضامند نہ ہوئے۔ مردانہ پھرتا پھراتا مسمی ثالث رائے جوہری کے پاس گیا تو اس نے لعل بیش بہا کو دیکھتے ہی مبلغ یکصد روپیہ بطور نذرانہ دے کر لعل کو واپس کیا کہ یہ بے بہا ہے اس کی قیمت ہفت اقلیم کے خراج سے بھی کئی سنکھ گنا بڑھ کر ہے۔ میں ادا نہیں کر سکتا۔ مردانہ روپیہ اور لعل گرو صاحب کے حضور لایا اور تمام حال سنایا۔ گرو صاحب نے فرمایا۔ اے مردانہ! تیرے ہر دو سوالات کا جواب حل ہو گیا۔ عارفان صداقت کیش اور عابدان حق اندیش کے قدردان اس دنیا میں بہت ہی کم ہیں اسی طرح حیات انسانی بھی بھی ایک گوہر لاثانی ہے اس کو حرکاتِ بیجا اور اشتغالِ لایعنی میں ضائع

کرنا سراسر نادانی ہے جو محبان الٰہی اور عارفان انوار نامتناہی کی صحبت فیض درجت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ وہ اُس جوہری کی مانند قدرشناس ہوتے ہیں +

گرو صاحب کے فرمانے سے مردانہ روپیہ اور لعل جوہری کے پاس واپس لے گیا لیکن اُس نے انکار کیا کہ یہ روپیہ لعل کی قیمت نہیں ہے بلکہ اس کا نذرانہ ہے۔ جو شخص لعل کی قیمت ادا نہ کر سکے اُس کے درشن کے عوض مبلغ یکصد روپیہ دینا اس پر فرض ہے۔ بہت سی بحث و تکرار سے جب فریقین میں کوئی فیصلہ قطعی قرار نہ پایا۔ ثالث رائے جوہری اپنے ملازم مسمی ادھر کہ قوم اروڑہ کو جو خدا پرست تھا اپنے ساتھ لیکر خدمت اقدس میں حاضر آیا اور صادق ارادت سے گرو صاحب کا سکھ ہُوا

شہر پٹنہ میں گرو جی مدت تک سچے دھرم کا اُپدیش کرتے رہے بعد ازاں مسمی ادھر کہ کو جب کا دل کلام معرفت اور سخنان حقیقت سے روشن ہو گیا تھا دھرم سالہ میں عام لوگوں کو راہ حق کی تعلیم و تلقین کرنے کے لئے تعینات کیا اور وہاں سے راج گڑھ۔ بہار وغیرہ کی سیر فرماتے ہوئے گیا جی میں رونق افروز ہوئے جہاں ہندو لوگ پنڈ دان کراتے ہیں۔ یہاں کے پنڈوں اور پوجاریوں نے بہت کوشش کی کہ حسب رسم ہنود گرو صاحب بھی اپنے بزرگوں کے پنڈ دان کرائیں لیکن گرو صاحب نے دندان شکن معقول جواب دیئے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ تم اپنی ٹھگی اور چالاکی سے بیوقوفوں کا مال مارتے ہو وہ اُن کے مرحوم بزرگوں کو کچھ نہیں پہنچتا اور جو چراغ جلایا جاتا ہے وہ یہاں ہی گل ہو جاتا ہے۔ بھلا دوسرے جہان میں اُن کو روشنی کیسے پہنچ سکتی ہے یہ سب دھوکا بازی کی من گھڑت باتیں تم لوگوں نے بنا رکھی ہیں ۵

دیوا میرا ایک نام دُکھ وچہ پایا تیل ۔ اُن جا نن اوہ سو کھیا چُوکا تم سوں میل

پنڈ تیل بھیر ۲ کیتو کر پا سچ نام کرتارا ۔ ایتھے اوتھے آگے پاچھے ایہ میرا ادھار

نام حق ہی میرے لئے چراغ ہے اور دنیا کے رنج و غم بمنزلہ تیل ہیں چراغ سے دنیا و عقبیٰ میں روشنی ہے اور رنج و غم کا تیل ختم ہو رہا ہے۔ مجھ

کو اور میرے بزرگوں کو ملک الموت سے کوئی اندیشہ نہیں۔کریا کرم اور پنڈ دان فضول ہیں یہاں اور وہاں آگے اور پیچھے سب جگہ خالق برحق کے لطف و کرم سے میری زندگی ہے ✦

اس قسم کی پرتاثیر اور صداقت آمیز کلام سے بہت سے گمراہوں نے راہ راست پایا اور گرو صاحب پر ایمان لائے۔ وہاں سے آپ بودھ گیا میں تشریف لے گئے اور مونگیر۔ بھاگل پور۔ صاحب گنج۔ راج محل۔ مالدیو[۵] مرشد آباد۔ بردوان۔ ہگلی وغیرہ مقامات کی سیر کرتے اور علم الہٰی کی تعلیم دیتے ہوئے بیراگیوں جوگیوں اور مسلمان فقیروں کو خالص خدا پرستی سکھلاتے ہوئے ڈھاکہ میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں کے مردان اہل کمال نے اپنے اپنے جوہر دکھلائے لیکن گرو صاحب کے روبرو کسی کا منتر کارگر نہ ہوا ✦

ڈھاکہ سے تین کوس کے فاصلے پر جہاں اب تک ایک گوردوارہ برچھیا صاحب کے نام سے آپ کی یادگار میں قائم چلا آتا ہے وارد ہوئے تو وہاں کی جادوگر عورتیں مردانہ کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئیں اور اپنی ملکہ نورشاہ کو اطلاع دی۔ اُس نے جادو کے زور سے مردانہ کو بے زنجیر اسیر کر لیا گرو صاحب نے کشف غیبی سے اطلاع پائی کہ مردانہ جو کھانا کھانے کے لئے بستی میں گیا تھا۔ ساحرہ عورتوں کی قید میں پڑ گیا ہے چنانچہ مسمات نورشاہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور مردانہ کو رہا کرایا۔ اُن جادوگر عورتوں کو افعال قبیحہ سے ممانعت فرمائی اور یہ شبد زبان مبارک پر لائے ✿

گائیں اسیں چنگیریاں آچار رینگیاں ۔۔۔ ریساں کریں تہانڈیاں جو سیوں ورکھڑیاں
ہوندے تاں نتانیاں رہن نمانڑیاں ۔۔۔ نال جنہے رتیاں نانہ سیجڑیاں
نانک جنم سکار تنہ جو تن کے سنگ رہیاں

مطلب باتیں بنانے میں تو بظاہر ہم نیک چلن معلوم ہوتی ہیں لیکن

[۵] اس مقام کے آم مشہور ہیں خصوصاً گرو کے باغ کے جس میں گرو صاحب رونق افروز رہے تھے شیرینی میں لاجواب ہیں ✦

اعمال و افعال جو ہم سے سرزد ہوتے ہیں وہ نہایت ہی برے نفرت و نفرین کے قابل ہیں۔ ہم تقلید تو ان کی کرتی ہیں جو شوہر حقیقی کے دروازہ پر کھڑی ہوئی نظارہ جمال و جلال میں مصروف ہیں اور حضور ی دل سے عبادت کر رہی ہیں۔ باوجود کشف و کمال اور زور و قوت کے عجز و انکسار اور فروتنی و تواضع سے کبر و غرور کو چھوڑ کر رہتی ہیں۔ خاوند کے رنگ محبت سے رنگین اور حقیقی وصال سے بہرہ ور ہیں لیکن ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر
گرو نانک جی فرماتے ہیں۔ جو ایسی مقبول شوہر اور منظور خاوند عورتوں کی صحبت سے فیضیاب ہوئیں وہی زندگی سے بامراد اور ہر وقت دل شاد ہیں ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سال طاعت بے ریا

ملکہ نور شاہ ساحرہ اور اس کی جادو گر سہیلیوں نے جنتر و منتر سے گرو صاحب کو تسخیر کرنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئیں۔ پھر رقص و سرود کا دام بچھایا تو بھی مراد کا مرغ قابو میں نہ آیا۔ انجام کار اس نے اپنی سہیلیوں سے مشورہ کیا کہ مال و زر۔ لعل و جواہر اور قیمتی کپڑوں کے لالچ سے شاید مطلب حاصل ہو۔ پس دولت و دنیا۔ عمدہ عمدہ نفیس اور لطیف اغذیہ کے ڈھیر لگا دیئے۔ لیکن بے سود۔ گرو صاحب نے کسی پر توجہ نہ فرمائی۔ معبود برحق کے تصور میں محو رہے اور ان گمراہ عورتوں کو ایسی ایسی دلچسپ اور پرتاثیر ہدایات کیں کہ انہوں نے اپنی حرکات قبیحہ سے توبہ کی اور خواستگار معافی ہوئیں

روایت ہے کہ یہاں کا پانی بہت کھاری تھا۔ اس لئے گرو صاحب نے وہاں کے لوگوں کی درخواست پر اپنا برچھا زمین میں گاڑا جس سے میٹھے پانی کا چشمہ بہ نکلا۔ وہ برچھا اب تک وہیں موجود ہے ۔

روایت ہے کہ گرو صاحب سفر کرتے ہوئے ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ سخت شریر اور مسخرے تھے فحش گوئی اور بیہودہ بکواس کو عقل و ہنر سمجھتے تھے۔ حسب عادت گرو صاحب کی بے ادبی سے

بھی باز نہ آئے اور مسخرا پن سے آپ کے ذکر و فکر میں خلل انداز ہوئے گرو صاحب نے وہاں قیام خلاف مصلحت تصوّر کیا۔ مردانہ نے عرض کی اس گاؤں کی بابت حضور کا کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ آباد رہے۔ چند روز کے بعد ایک ایسے گاؤں میں رونق افروز ہوئے جہاں کے باشندے خلق و ادب اور رحم و سخا۔ خدمت فقرا۔ شیریں زبانی اور راست گوئی میں بے نظیر پائے گئے۔ گرو صاحب نے اُن کو علم الٰہی سکھلایا۔ اور واہگورو کا جاپ کرنا فرمایا وہ لوگ صدق دل سے ایمان لائے۔ بوقت روانگی مردانہ نے پوچھا اس گاؤں کے لیئے آپ کا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کہ غیر آباد ہو جائے۔ مردانہ نہایت حیران ہؤا۔ اور کہنے لگا۔ واہ غریب پرور! یہ تو آپ نے خوب انصاف فرمایا۔ جہاں ہم کو بیٹھنے کے لیئے بھی جگہ نہ ملی وہ گاؤں تو آباد رہے اور جہاں خدمت و تواضع ہوئی وہ غیر آباد ہو جائے۔ گرو صاحب نے فرمایا۔ مردانہ! بے ادب شریر۔ بدکار لوگ جہاں جائینگے وہاں کے لوگوں کو بھی روسیاہی اور گمراہی میں مبتلا کرینگے۔ جیسے ایک گندی مچھلی تمام تالاب کو گندہ اور غلیظ کر دیتی ہے۔ مگر جو باادب اور نیک چلن۔ خوشخصال ہیں۔ مختلف مقامات میں پھیل جائینگے تو بکثرت بندگانِ خدا کو نیکی و ہمدردی اور راہ حق کی طرف لائینگے ۵

صحبت صالح ترا صالح کند ‌ ‌ ‌ ‌ صحبت طالح ترا طالح کند

اس سے ظاہر ہے کہ بدخصال آدمیوں کے شہر کے آباد رہنے اور ان کے کہیں اور جا کر سکونت پذیر نہ ہونے کی نسبت نیک خصلت کے آدمیوں کے چلے جانے اور مختلف شہروں میں جا بسنے اور وہاں نیکی و ہدایت کا تخم بونے کی وجہ سے ان کے شہر کا غیر آباد ہونا بہت ہی بہتر ہے ۔

برچھا صاحب کے مقام سے چل کر گرو صاحب کوروکم اکھیادیوی کے مندر پر تشریف فرما ہوئے اور وہاں کے پجاریوں اور درشن کرنے والوں کو اپنے کلام ہدایت نظام سے راہ راست پر لائے۔ پھر گوری پور و صو بکیہ بندر میں تشریف لے گئے جو سمندر کے کنارے واقع تھا۔ اس مقام پر

گرو صاحب کی یادگار میں ایک گوردوارہ دمدمہ صاحب کے نام سے اب تک موجود ہے جسے گرو تیغ بہادر صاحب نے سمت ۱۷۲۳ بکرمی میں بلند کرایا تھا۔

دمدمہ صاحب سے چل کر گرو جی مہاراج ملک آسام کے شہروں اجمیری گنج۔ کریم گنج۔ سلہٹ وغیرہ سے ہوتے ہوئے دریائے سترپا سے پار اترے۔ گجہار اور منی پور کے علاقوں سے گزر کر ملک لوشائی میں آئے جہاں کے سردار دیولوت نے ان کا تلوار سے سر کاٹنا چاہا مگر ہاتھ چل نہ سکا اور وہ اس کرامات کو دیکھ کر سکھوں میں شامل ہوا۔

ملک لوشائی سے چل کر پنوا پہاڑ ہی۔ اگرتلا۔ لکھیم پور۔ چاند پور کو دیکھتے دریائے پدما سے پار اترے فرید پور۔ کشب پور۔ دمدم۔ چوبیس پرگنجات وغیرہ کی سیر کرتے اور جابجا اپدیش فرماتے کلکتے آئے جو ان دنوں کلی کٹ کے نام سے مشہور اور ایک چھوٹا سا گاؤں تھا یہاں گرو صاحب نے دریائے ہوگلی کو عبور کیا۔ ہوڑہ۔ سیرام پور کی سیر کی۔ پھر وہاں سے آگے چل کر بیدی پور ہوتے ہوئے کٹک میں گئے جہاں ان کی یادگار میں اب تک دو تین دھرم سالے موجود ہیں۔

کٹک سے روانہ ہو کر گرو جی جگن ناتھ میں تشریف لے گئے جو ملک اوڑیسہ میں سمندر کے کنارے اہل ہنود کا مشہور تیرتھ ہے۔

کہتے ہیں کہ مندر جگن ناتھ میں آرتی کے وقت گرو صاحب الگ بیٹھے رہے۔ وہاں کے پنڈوں اور عام ہندوؤں نے اعتراض کیا کہ آپ آرتی میں کیوں شامل نہیں ہوئے۔ جواباً فرمایا کہ یہ آرتی۔ جو تم لوگ کرتے ہو چھوٹی آرتی ہے اور ایک طرح سے بت پرستی ہے۔ تمہارے چراغ کو ہوا کا ایک جھونکا گل کر دیتا ہے۔ دھوپ وغیرہ جو تم جلاتے ہو اس سے تمہارے دیوتا کو جو محض ایک بے حس و حرکت پتھر ہے کیا تفریح ہو سکتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھیں کھونا بھینس کے سامنے بین بجانا اگرچہ ایک حرکت لغو ہے کیونکہ بھینس

بجانے والے کے کمال پر خوش نہ ہوگی اور نہ اُس کی تعریف کرےگی لیکن پھر بھی بھینس ایک جاندار چیز ہے تمہارے دیوتا تو بھینس کے برابر بھی حس و حرکت اور عقل و قوت نہیں وہ صرف ایک پتھر ہے تمہاری آرتی کا اُس پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ تمہاری کارروائی بازیچۂ طفلانہ ہے آرتی کے معنے ہیں خداوند کریم کی تعریف و توصیف اور اُس کی عظمت و کبریائی اور قدوسیت کا بیان کرنا۔ سو یہ آرتی خود بخود ہو رہی ہے۔ ہر ذرۂ خاک اور ہر قطرۂ آب میں اُس کی شانِ کبریائی نظر آتی ہے بشرطیکہ دیدۂ دل وا ہو ؎

نہ بلبل بر گلشن تسبیح خوانیست   کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

تمام موجودات مظہر انوار الٰہی ہے۔ ہر ہستی کی اس کی الوہیت پر گواہی ہے ؎

گگن مے تھال روچند دیپک بنے تارکا منڈل جنک موتی   دھوپ ملیان لو پوں چوندو کرے سگل بن رائے پھولنت جوتی

کیسی آرتی ہووے بھو کھنڈنا دیال تیری آرتی انہد شبد واجنت بھیری ایک رہائے

سہنس تو نین نن نین ہیں تو ہ کو سہنس مورت ننا ایک توہی

سہنس پد بمل نن ایک پد گندھ بن سہنس تو گندھ او چلت موہی

سب میں جوت جوت ہے سوئے   تس دے چانن سب میں چانن ہوئے

گور ساکھی جوت پرگھٹ ہوئے   جو تس بھاوے سو آرتی ہوئے

ہر چرن کمل مکرند لو بھت منوں اندنوں موہ آہی پیاسا

کرپا جل دیہہ نانک سارنگ کو ہوئے جاں تے تیرے نامے واسا

مطلب ہندو لوگ اپنے بت خانوں میں بتوں کے روبرو جو آرتی کرتے ہیں اُس کے لئے یہ قاعدہ ہے کہ ایک تھال میں آٹے کا چراغ بنا کر اُس میں گھی ڈال کر روشن کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس تھال میں دھوپ (خوشبودار چیزوں سے مرکب کی بتی) بھی جلاتے ہیں اور پھول بھی رکھتے ہیں۔ سنکھ اور گھڑیال بجاتے ہیں اور اپنی فرضی دیوتا کی تعریف میں کچھ

گاتے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ گرونانک صاحب تعلیم فرماتے ہیں کہ اس قسم کی چھوٹی آرتی سے سرور روحانی نصیب نہیں ہو سکتا بلکہ سچی آرتی جو خود بخود ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ آسمان بمنزلہ طشت ہے اُس میں سورج اور چاند کے چراغ روشن ہیں۔ کواکب جواہرات یا پھول ہیں۔ ملیاگر پہاڑ وغیرہ تمام روے زمین کی خوشبودار چیزیں بمنزلہ دھوپ ہیں۔ ہوا چنور کرنے والی ہے۔ جملہ نباتات شگفتہ اور تازہ پھول ہیں۔ سنکھ اور گھڑیال کی جگہ انہد شبد کی آواز ہے جس کو اہل تصوف ذکر سلطان الاذکار کہتے ہیں اور حقیقت اُس قدرتی آواز کی یہ ہے کہ جو دم اندر جاتا ہے اُس کو پران اور جو باہر آتا ہے اُس کو اپان کہتے ہیں۔ ناف کے اوپر ایک جگہ ہے وہاں پران اپان کی ضرب یا رگڑ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اسی کو انہد شبد کہتے ہیں ؎

گوش بند و چشم بند و لب ببند ۔۔۔ گر نہ بینی ذات حق بر ما بخند

تفکرات و محسوسات کی علیحدگی سے انہد شبد مسموع ہو سکتا ہے اور اس کی روزمرہ مشق سے روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ اسرار روحانی کے کشف ہو جانے سے سرور بینہایت ملتا ہے۔ پران اپان کی رگڑ سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے اسی کو حرارت غریزی اور جٹھراگنی کہتے ہیں اسی کی قوت سے طعام معدہ میں ہضم ہوتا ہے +

وجھن صاحب نے انہد شبد کے بارہ میں فرمایا ہے ؎

خ خاوند کیا کہے ہیں نیارے ۔۔۔ موندد یکھ تو دسوں دوارے
جہاں سنے انہد کا باجا ۔۔۔ پر جاسے ہووت تہاں راجا
دوہرا ۔۔۔ سبھی ساز تن میں بجیں محو ہے

کبسو راگ

وجھن جانکو سن بڑے بڑے ہیں داہی کے بھاگ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آرتی یعنی خداوند کریم کی عظمت و کبریائی اور جلال و

جمال کا اظہار ہر جگہ خود بخود ہو رہا ہے۔ یہی آرتی خوف اور اوہام باطلہ کو دور کرنے والی ہے۔ ہم ہرگز اُس کی مدحت اور ستائش کے قابل نہیں ہیں البتہ قدرتی آرتی یعنی نوع بنوع کی دلچسپ اور عجیب و غریب مخلوقات اور اس صانع لایزال کی بے شمار دلفریب مصنفہ جات کو دیکھ کر اس کی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار کرتے ہیں۔ کل جاندار چلنے پھرنے اور حرکت کرنے ہیں اُن کی ہزار ہا آنکھیں۔ ناک۔ کان۔ پاؤں وغیرہ یہ سب کچھ تیری ہی قدرت سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ سب میں تیرا ہی جلوہ ہے اور تو سب سے علیحدہ ہے ہم ان مورتوں کی آرتی کیا کریں اور ان پتھروں کے دست و پا کو کیا دیکھیں جو سنگتراشوں نے بنائے ہیں۔ ہم تیری قدرت پر قربان ہیں اور سوائے تیرے اور کسی سے سروکار نہیں رکھتے ۵

ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ کہ بچشمان دل مبیں جز دوست

اس تقریر پر تاثیر سے سب لوگ خوش ہوئے اور گرو صاحب کے مبارک قدموں پر سجدہ کیا۔ جگن ناتھ کے پانڈے مسمی کلجگ نے جو ایک لاول اور دولت مند شخص تھا۔ بہت کچھ کوشش کی اور گرو صاحب کو اپنے پاس رکھنا چاہا۔ عرض کی کہ ہر قسم کا سامان آسایش اور اسباب عیش و عشرت بموجب فرمان فیض نشان کے فوراً تیار کر سکتا ہوں۔ گرو صاحب نے ایک شبد فرمایا جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ طلائی مکانات جواہرات سے مرصع ہوں۔ مشک و زعفران خوشبویات و عطریات میں بسے ہوئے فرش و فروش سے آراستہ ہوں۔ بیچ میں ایک پلنگ جواہر نگار تکلف سے بچھا ہوا ہو۔ تفریح طبع کے لئے حوروں اور پریوں کا رقص و سرود ہو رہا ہو۔ تمام ملک پر حکومت ہو۔ سوائے محبت الٰہی کے سب کچھ ہیچ در ہیچ ہے کسی کام کا نہیں۔ نہ ہم کو ایسے سامان اور اسباب و تکلفات پر فریفتہ ہو کر ایزد لایزال کو فراموش کرنا چاہیئے۔ اس ارشاد سے پانڈہ مذکور قدموں ہوا اور گرو صاحب نے نظر کیمیا اثر سے اس کو دینی و دنیاوی مرادیں عطا فرمائیں۔ ✢

جگن ناتھ سے چل کر گرو صاحب جھیل چلکا کے کنارے کنارے سیر کرتے اور اپدیش فرماتے سہاگ پور تشریف لے گئے وہاں کے باشندے جو سنیچر دیوتا کی پرستش کیا کرتے تھے گرو جی کی ہدایت سے اکال پورکھ کی عبادت میں مصروف ہوئے اور واہگرو کا جاپ کرنے لگے پھر کوہ بندھیاچل کے فقرائے گوشہ نشین کو پانی کی پرستش سے ہٹانے کے لئے بہت کچھ بحث مباحثہ کیا اور اُن کو راہِ حق پر لائے +

ایک دن مردانہ نے واپس گھر جانے کے لئے اجازت مانگی۔ گرو صاحب کو اُس کی جدائی گوارا نہ تھی منع کیا اور فرمایا کہ راستہ خطرناک ہے ۔ اگر تم واپس جاؤ گے تکلیف اُٹھاؤ گے مردانہ نے بمراد حصولِ رخصت دوبارہ عرض کی۔ جو منظور ہو گئی اور وہ پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اقوام بھیل وکرات کے راجا مسمی کوڈے نے مردانہ کو پکڑ لیا اور ناشتا کرنے کے لئے اپنے گھر لے گیا۔ یہ مودی کوڈا سخت خونخوار ظالم تھا کہ آدم خوری سے بھی باز نہ آتا تھا۔ اسی وجہ سے اکثر پوتھیوں اور کتابوں میں اس کا نام کوڈا راکھش بھی لکھا ہے۔ جب اُس نے مردانہ کو تیل کے کھولتے ہوئے کڑاہے میں تلنے کا ارادہ کیا۔ گرو صاحب نے بھائی بالا کو فرمایا کہ مردانہ ایک ظالم آدم خور کے پنجہ میں گرفتار ہو گیا ہے اور اب وہ اُس کا ناشتا کیا چاہتا ہے بھائی بالا نے عرض کی۔ آپ تو اُس کو منع کر رہے تھے لیکن وہ زبردستی دانستہ اژدہے کے منہ میں گیا ہے۔ اگر بچاؤ کی صورت آپ کی توجہ سے ہو سکے تو بہت عمدہ بات ہے۔ اُسی وقت گرو صاحب بھائی بالا کو ساتھ لے کر عین موقع پر آئے۔ مردانہ کے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے تھے۔ اور تیل کا کڑاہا خوب گرم تھا۔ گرو صاحب نے فرمایا پتیت کڑاہ ٹھنڈا ہو جا گورسینتل نام دیو جینے مرشد صادق نے ایسا ٹھنڈک بخشنے والا نام حق عنایت فرمایا ہے کہ گرم سرگرمی سرد ہو گیا۔ جونہی کوڈا نے مردانہ کو اٹھا کر کڑاہے میں ڈالا کلام معجز نظام کی تاثیر بے نظیر سے وہ تیل مانند برف کے سرد ہو گیا اور چولھے کی آگ بجھ گئی۔ کوڈا سخت حیران تھا کہ سامنے سے گرو صاحب کا درشن ہوا۔

دیکھتے ہی قادمیوس ہوا۔ گرو صاحب نے فرمایا تم کو پرمیشور کا خوف نہیں ہے کہ ایسے سخت گناہوں کا دلیری سے ارتکاب کرتے ہو اور انسانی حیات بے بہا کو ضایع اور خراب کرتے ہو۔ اس کلام کا کوڈا پر ایسا اثر ہوا کہ اپنی حرکات پر سخت پشیمان ہوا۔ مبارک قدموں میں گر کر گریہ وزاری کرنے لگا آئندہ کے لیے توبہ کی اور معافی کا خواستگار ہوا گرو صاحب نے فرمایا کہ خداوند کریم قادر مطلق اور غفور الرحیم ہے۔ وہی گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ بخشایش الہی جس شخص پر ہوتی ہے پھر وہ گناہوں کا مرتکب نہیں ہوتا۔ ایسی ایسی ہدایت سے کوڈا ممنون و مشکور ہوا اور گرو صاحب کے ارشاد سے اُس نے مردانہ کو اپنا پیر و مرشد بنایا۔ پھر جنگل میں تازہ تازہ عمدہ عمدہ لذیذ میوے لایا اور خدمت اقدس میں نذر کیے۔ گرو صاحب نے بھائی بالا کو فرمایا کہ تین حصے برابر بانٹ دو۔ اپنے حصے میں سے کچھ میوہ گروجی نے کوڈا کو لطف فرمایا اور ہدایت کی چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت یاد الہی میں مصروف رہو۔ آٹھ روز تک کوڈا نے دل و جان سے خدمت کی اور فیض روحانی حاصل کیا۔ جب وہاں سے چلنے لگے تو گرو صاحب نے مردانہ سے پوچھا۔ اب کیا ارادہ ہے؟ اُس نے دست بستہ عرض کی از خورداں خطا و از بزرگاں عطا۔ آپ میرا گناہ معاف فرمائیے۔ آئندہ مرضی مبارک کے بغیر کوئی کام نہ کرونگا۔

چلتے چلتے ایک ایسی جگہ وارد ہوئے جہاں سوائے جنگل و پہاڑ اور خوفناک گھاٹیوں۔ شیروں ہاتھیوں وغیرہ درندوں کے انسانی آبادی کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ مردانہ نہایت گھبرایا جب اُس پر بھوک پیاس نے غلبہ کیا تو اور بھی بیقرار ہو گیا۔ گرو صاحب سے شکایت کرنے لگا کہ اس ویرانہ میں مارے خوف کے جان نکلی جاتی ہے مزید براں گرسنگی اور بھی ستاتی ہے اگر مجھ کو ان تکالیف سے آگاہی ہوتی تو میں اپنے گھر سے کبھی قدم باہر نہ رکھتا اور آپ کے ساتھ اس طرح جنگلوں اور پہاڑوں میں نہ بھٹکتا پھرتا۔ آپ تو فقیر ہیں اور میں دنیادار ہوں آپ کا اور میرا ساتھ

ہو چکا۔ کب تک یوں بھوکا پیاسا مصائب و آلام کا مقابلہ کر سکو نگا گرو صاحب نے فرمایا کہ اگر بھوک نے تم کو بہت جبر کیا ہے تو اس کے لیے سہل دوا ہے کہ آک یعنی درخت مدار کے پھل خوب پیٹ بھر کر کھاؤ اور دندناؤ بشرطیکہ بشرطیکہ طمع نفسانی سے جمع کرنے کا خیال دل میں نہ لاؤ ورنہ مزا کڑوا ہو جائیگا۔ مردانہ نے کہا کہ دو چار دن تک زندگی کی امید تھی لیکن آپ ابھی زہر کھلا کر کام تمام کرنا چاہتے ہیں۔ جب گرو صاحب نے دوبارہ ارشاد فرمایا تو مردانہ نے وہ پھل توڑ کر کھائے۔ شہد کی مانند شیریں اور لذیذ پائے۔ جب خوب سیر ہو چکا۔ کچھ پھل پوشیدہ باندھ لیے۔ دوسرے دن چکھنے لگا تو کڑوے زہر معلوم ہوئے۔

غرضکہ گرو صاحب ہندوستان کے مشرقی حصہ اور بندھیاچل کے جنوبی علاقہ میں مختلف اقوام و اشخاص کو ہدایت کرتے ہوئے جبل پور میں رونق افروز ہوئے اور مسمی بھچلو فقیر کو تسلی بخش کلام سے فیضیاب اور مطمئن فرمایا۔ وہاں سے چترکوٹ اور ٹیکرے کے فقیروں کو خدا پرستی اور صداقت و نفس کشی اور صلح کل کے نصائح سے مستفید کرتے فرید وارہ میں پہنچے۔ شیخ فرید زیارت کے لیے آئے اور گرو صاحب کو کہا اللہ اللہ درویش۔ گرو جی نے فرمایا آؤ شیخ فرید سالک اللہ اللہ اور آپس میں مصافحہ کیا۔ اظہار محبت فرمایا اور بیٹھ گئے۔ شام تک معرفت الٰہی اور توحید و سلوک کے بارہ میں گفتگو رہی رات کو بھی اکٹھے ایک جگہ آرام کیا۔ صبح صادق کے وقت ایک مرید با اخلاص دودھ کا برتن بھر کر ہر دو فقرائے عالیمقام کے لیے لایا۔ شیخ فرید نے اپنا حصہ لے لیا گرو صاحب کا باقی رہنے دیا اور ایک شلوک فرمایا ۵

پہلی راتیں پھلڑا پھل بھی پچھلی رات ۔ جاگن کے سو لیں گے صاحب سندی دات

مطلب یہ کہ رات کے پہلے حصے اور اخیر شب میں آدمی کے دل پر فیضان الٰہی کا ظہور ہوتا ہے اور اس نعمت سے وہی مسرور ہوتا ہے۔ جو جاگتا رہتا ہے اور کم سوتا ہے۔ گرو صاحب نے ارشاد فرمایا ۵

راتیں صاحب سنریاں کیا چلیئے تس نال　　اک جاگند ے ناں لین اکناں ستیاں کے دا ٹھال

مطلب پہلی رات اور پچھلی رات خدا کی بنائی ہوئی ہیں اور کوئی مشیت ایزدی کے برخلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ قادر مطلق بے نیاز اور بے پروا ہے کہ جو جاگنے والے ہیں وہ فیض روحانی سے محروم رہتے ہیں اور سوتے ہوؤں کو جگا کر وہ نہال اور دولت روحانی سے مالامال کر دیتا ہے ۔

جب آفتاب طلوع ہوا تو ہر دو اہل کمال راجہ شیام سندر کے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ راجہ نزع کی حالت میں قریب المرگ تھا لیکن جان تن سے ابھی نہ نکلی تھی۔ جو تشیوں نے بالاتفاق یہ رائے قائم کی ہوئی تھی کہ اگر کوئی فقیر کامل آجائے تو اُس کی زیارت اور قدوم میمنت لزوم کی برکت سے راجہ اس عذاب سے نجات پائیگا۔ کیونکہ کسی وقت اُس راجہ نے ایک صادق بندہ خدا کو دھوکہ دہی سے تکلیف پہنچائی تھی۔ جس کے عوض میں اب مبتلائے درد و الم ہے۔ دونو موقع پر پہنچے تو گرو صاحب نے شیخ فرید سے کہا کہ آپ قدم مبارک چھوادیں تاکہ یہ بیچارہ عذاب جانکندنی سے نجات پائے۔ شیخ صاحب نے عرض کی کہ آپ کی موجودگی میں میری کیا طاقت ہے کہ چراغ پیش آفتاب پر توے ندارد و منارۂ بلند در دامنِ کوہ الوند پست نماید۔ الغرض گرو صاحب نے جونہی اپنے پاک قدم سے راجہ کو چھوا۔ طائر روح قفسِ تن سے پرواز کر گیا۔ بیکنٹھ میں جا کر آرام کیا۔ اُس شہر کے تمام باشندے گرو صاحب کے سکھ ہوئے اور صدق دل سے ایمان لائے۔ شیخ فرید نے رخصت چاہی۔ گرو صاحب نے منظور فرمائی۔ فرط محبت سے باہم بغلگیر ہوئے۔ اُس وقت گرو صاحب نے شبد فرمایا ؎

آؤ بھینیں گل ملیں انگ سہیلڑیاں　　ملکے کریں کہانیاں سمرتھ کنت کیاں

ساچے صاحب سب گن اوگن سب اساں　　کرتا سب کو تیرا زور

ایک شبد پہچانیئے جان توں تاں کیا ہور

مطلب آؤ بھینو! سہیلیو! محبت سے باہم گلے ملیں اور آپس میں قادر مطلق کے اوصاف و الطاف کی کہانیاں سنائیں۔ وہ مالک برحق ہے اور تمام

صفات حمیدہ اور اوصاف برگزیدہ کا مخزن ہے۔ جملہ عیوب وخطا کی کان ہم ہیں سب میں اُسی فاعل حقیقی کا زور ہے جب کلام توحید پر غور کیا جائے سوائے اُس پاک واجب الوجود کے اور کوئی ہستی نہیں ؎

لیس فی الدارین غیر اللہ وبس

شیخ فرید رخصت ہوئے اور گرو صاحب چند روز وہاں قیام پذیر رہے ٭ کہتے ہیں کہ فرید واڑہ میں اب تک شیخ فرید[۱] کا وہ چاہ ہے جس میں بذریعہ زنجیر آہنی الٹے لٹک کر بارہ برس ریاضت عرصہ دراز تک کرتے رہے۔ کف پا کا گوشت وپوست زاغ وزغن کھاتے لیکن آپ اُف تک بھی زبان پر نہ لاتے صابر وشاکر تصور الٰہی میں مصروف رہتے کبھی تن بدن کی ہوش آتی تو گوشت خور پرندوں سے مخاطب ہو کر محبت کی آواز سے فرماتے ؎

کاگا سب تن کھائیو چن چن کھائیو ماس ۔ دو نین مت کھائیو موہے پی دیکھن کی آس

مطلب شیخ فرید فرماتے ہیں اے زاغ وزغن گوشت کے کھانے والو! میرا تمام بدن تمہاری خوراک کے لئے وقف ہے مزے سے نوچ نوچ کر گوشت کھاؤ لیکن از برائے خدا میری ہر دو چشم جو دیدار یار کے انتظار میں نرگس دار حیران ہیں ان کو لقمہ نہ بناؤ تاکہ امید قایم رہے ٭

گرو صاحب علاقہ بھوپال۔ ساگر۔ چندیری سے ہو کر جھالرا پٹن میں پہنچے جہاں ان کی یادگار میں اب تک ایک دھرم سالہ موجود ہے۔ پھر جھانسی گوالیار۔ دھولپور۔ بھرتپور۔ ریواڑی۔ گوڑ گانوہ۔ جھجھر۔ دوجانہ۔ کرنولی وغیرہ میں خدا پرستی وحق شناسی کی تعلیم دیتے ہوئے شہر کرنال میں تشریف آور ہوئے۔ یہاں شیخ شمس الدین۔ جلال الدین تھانیسری شاہ ابو چشتی صابری اور دیگر بہت سے فقرا نے حاضر خدمت ہو کر ملاقات بہجت آیات سے فیض روحانی پایا ٭

[۱] شیخ فریدالدین گنج شکر کی وفات ۶۶۴ھ مطابق ۱۲۶۵ء میں سلطان شہاب الدین غوری کے بھائی کے عہد میں ہوئی اس لئے اُن کی ملاقات گرو صاحب سے ہونی محال ہے البتہ عالم ارواح کا واقعہ ہو تو اور بات ہے۔ یا یہ شیخ فرید کوئی اور معمولی مسلمان ہونگے ٭

کہتے ہیں کہ کرنال کے پاس کے قصبہ گنج پورہ کے نواب کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ وہ کمال اعتقاد سے گرو صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر ملتجی اولاد ہوا۔ گرو صاحب نے فرمایا جب اس پیپل کے درخت کو پھول لگیں تو ایک پھول اپنی اہلیا کو کھلا دینا۔ مراد حاصل ہوگی۔ چنانچہ نواب صاحب نے ارشاد کی تعمیل کی اور اولاد کی برکت سے فیضیاب ہوئے۔ بلکہ عام روایت ہے کہ اب تک بھی گرو صاحب کے نشان دادہ پیپل کے پھولوں سے لوگ یہ فیض پاتے ہیں۔ کرنال میں ان کی تشریف آوری کی یادگار میں ایک مکان بھی بنا ہوا ہے۔

وہاں سے چل کر گرو صاحب سورج گرہن کے میلے پر بمقام کورو چھیتر رونق افروز ہوئے۔ ایک شہزادہ نے ہرن کا شکار نذر کیا۔ آپ نے بھائی بالا کو حکم دیا کہ اس گوشت کو جلد ہی پکاوے۔ چنانچہ چولھا گرم ہو گیا اور ایک دیگ چڑھا دی گئی گوشت پکنے لگا۔ ہرن کی کھال سامنے لٹکا دی گئی ہر قسم کے سادھو۔ جوگی۔ پنڈت اور عام ہندو جمع ہو گئے اور اظہار ناراضگی کرنے لگے بلکہ بعض متعصب جوش بیجا میں آکر گرو صاحب اور آپ کے ہمراہیوں کو زدوکوب کرنے پر تیار ہوئے۔ گرو جی نے متانت اور حلم سے فرمایا کہ جاہلانہ لڑائی مت کرو۔ عاقلانہ تقریر کرو اور سنو انسان و حیوان کی پیدائش نطفہ سے ہے جو گوشت میں سے نکلتا اور نو ماہ تک گوشت میں رہ کر زندگی کے ساتھ صورت پاتا ہے۔ یہ صورت بھی استخوان۔ چرم گوشت پوست سے مرکب ہوتی ہے پھر جب گوشت یعنے شکم مادر سے برآمد ہوتا ہے۔ پستان منہ میں لیتا ہے۔ جو گوشت کا لوتھڑا ہے۔ منہ بھی گوشت ہے اور زبان بھی گوشت غرضکہ تمام بدن گوشت ہے اور گوشت ہی میں سانس آتا جاتا ہے۔ جب جوان ہوتا ہے شادی کرتے ہیں دلہن کو بیاہ لاتا ہے وہ بھی گوشت ہی ہوتی ہے قصہ کوتاہ گوشت ہی سے گوشت پیدا ہوتا ہے اور تمام خویش و اقربا و رشتہ دار گوشت ہی ہیں۔ ہادی برحق اور مرشد صادق کی ہدایت ہو تو مشیت ایزدی کی شناخت ہو۔ خیالات

صحیح ہو جائیں پھر ستگاری ہو سکتی ہے بیوقوف اور جاہل گوشت گوشت کہہ کہہ کر لڑتے اور جھگڑتے ہیں۔ گیان دھیان سے بیخبر ہیں ہوم جگ میں حیوانات کی قربانی جو دیوتاؤں کے لیئے برہمن لوگ کرتے ہیں کیا دیوتے گوشت خور ہیں؟ نہیں وہ گوشت آپ ہی لوگ کھاتے ہیں۔ افسوس کہ تم حقیقت سے خبردار نہیں۔ پورے مکار اور ریاکار پھکڑ ہو۔ جس کے دل میں نور حقیقت نہیں وہ عقل کا اندھا ہے اُس کو ہدایت کرنا بھی لاحاصل ہے۔ پنڈت جی اپنے آپ کو سب سے زیادہ چتر جانتے ہیں اور ماس مچھلی سے پرہیزگار رہتے ہیں اور یہ معلوم ہی نہیں کہ وجود انسانی ماں باپ کے خون اور گوشت کا خلاصہ ہے۔ کیا گھر کا ماس اچھا ہے اور شکار کا گوشت تم کو بُرا معلوم ہوتا ہے؟ جن کا رہبر حقیقت میں نہیں بلکہ کور باطن ہے وہ ناجائز طعام و شراب یعنی مال بیگانہ تو ہڑپ کر جاتے ہیں اور اس کو کارِ ثواب جانتے ہیں اور بے رحمی سے لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں ایسے دشٹ اگر گوشت سے پرہیزگار بھی رہیں تو وہی مثل ہے کہ گوڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز۔ اے بیخبرو! سورج گرہن آکاس میں لگتا ہے۔ اور یہ اجرام فلکی کی حرکت سے کسی خاص وقت میں ہم کو ایسا نظر آتا ہے حقیقت اس کی صرف اس قدر ہے کہ زمین یا اور کوئی ستیارہ گردش کرتا ہوا آفتاب کے مقابل آجاتا ہے اور اُس کی روشنی ہم تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس کے متعلق ہمارا کوئی نفع و نقصان نہیں۔ یہ محض مفت خور طامع لوگوں نے من گھڑت مثلے بنا رکھے ہیں کہ بھولے بھالے آدمیوں کی کمائی سے اپنی ہانڈی ہی گرم کریں۔

جب دیگ تیار ہو چکی گرو صاحب نے بھائی بالا کو فرمایا کہ کھانا سب کو تقسیم کر دو۔ ہر چند حاضرین سے کہا گیا کہ آؤ۔ بیٹھ کر تناول فرماؤ۔ سب نے ناک بھوں چڑھائے اور گوشت سے نفرت ظاہر کی۔ آخر کار شاہزادہ اور دس پانچ مرید باخلاص بیٹھ گئے بجائے پتل کیلے کے پتے آگے رکھ دئے گئے ا۔ داس ہو کر ایک دیگ سے پلوائے تر اور دوسری سے قسمی یعنی

کھیر نکال کر پتوں پر ڈال دی گئی۔ یہ کرامت دیکھ کر جملہ حاضرین دنگ رہ گئے اور سب نے صدق ارادت سے گرو صاحب کے قدموں پر سر جھکایا پھر تو صدہا قطاریں کھانے کو بیٹھ گئیں اور شام تک کھیر و حلوا تقسیم ہوتا رہا وہاں سے روانہ ہو کر گرو صاحب قصبہ بہوآ۔ موضع گرہ۔ شہر سمانہ سے ہوتے ہوئے منگو وال علاقہ ریاست سنگرور میں تشریف لائے اور یہاں چند روز اقامت گزیں رہے۔ چنانچہ ان کی یادگار میں ریاست مذکور نے ایک عالی شان عمارت تعمیر کرائی ہے +

گرو صاحب نے منگو وال میں بہت سے لوگوں کو ہدایت فرما کر پرمیشور کی راہ پر لگایا۔ پھر مالیر کوٹلہ اور جگراؤں ہوتے ہوئے ہری کے پتن سے دریائے ستلج کو عبور کر کے بموجب یاد کرنے اپنی ہمشیرہ بی بی نانکی جی کے قصبہ سلطانپور میں رونق افروز ہوئے اور بی بی جی کو حالات سفر سنائے +

۵۔ دوسرا سفر

معبود نہیں کوئی برحق لیکن واحد اللہ واہگرو +
بے انت گورو سرب گورو ہے اگم اپارا نتھا گرو +
سکھ سنگت بولو واہگرو

بھائی بالا اور مردانہ کو ساتھ لے کر گرو صاحب براہِ قصبہ پٹی شہر قصور میں وارد ہوئے۔ یہاں شیخ عبدالقدوس۔ شیخ محمد صادق۔ شیخ ابوشیہ وغیرہ فقرائے اسلام سے توحید مطلق کا چرچا کرتے رہے۔ اُن کو بتلایا کہ توحید دو قسم کی ہے مقید اور مطلق +

توحید مقید سے یہ مراد ہے کہ خدا احد ہے اور اُس نے نیکوں کے لئے بہشت اور بدوں کے لئے دوزخ بنایا ہے۔ جو محمد صاحب کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ نماز و روزہ حج کے فرایض ادا کرتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں وہ نیک ہیں شرع میں اُن کو مومن کہتے ہیں اور بخلاف اس کے جو لوگ ہیں وہ بد ہیں اور کافر کے نام سے پکارے گئے ہیں۔ اس قسم کی توحید تقریباً

ہر مذہب و ملت میں موجود ہے اختلاف ہے تو صرف اس قدر کہ ہادی کتاب اور عبادت و ریاضت کے طریق یکساں نہیں۔ ہر مذہب کی ہدایات تین طرح پر ہیں اوّل تحریص جیسے کہ جنم آئندہ یا عقبیٰ میں لذات محسوسات یا حور و غلمان کا وعدہ۔ دوئم تخویف جنم آئندہ میں ناپاک اجسام اور دوزخ کی مکروہات کا خوف۔ سوم تصدیق امور واقعی جیسے کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے صداقت ہمدردی اچھی چیز ہے بے اعتدالی سے آدمی بیمار رہی اور نقصان اٹھاتا ہے۔ خیر الامور اوسطہا وغیرہ وغیرہ کلام حق اور معقول ہے وہی تصدیق کے درجہ میں ہے ایسا کلام خواہ کسی کتاب یا مذہب میں ہو قبولیت اور عمل کرنے کے لائق ہے اور وہی اصل ہے باقی تحریص و تخویف بطور فروعات ہیں اور ہر مذہب میں ان کا بیان بطور مختلف ہے ✣

توحید مطلق یہ ہے کہ تمام موجودات و مخلوقات ایک ہی خلط و مادہ سے پیدا ہوئی ہے اور ایک ہی خالق کائنات ہے جو ہر ذرہ اور ہر قطرہ آب میں محیط ہے۔ ہر شخص محبت الٰہی اور علم حقیقت سے عرفان الٰہی کے درجہ تک فائز ہو سکتا ہے اور خودی و خویشی کو چھوڑ دیتا ہے جملہ مخلوق کو ہمدردی و محبت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے کفر و اسلام اور مفروضہ نیکی و بدی کی قیود سے باہر ہو کر قانون قدرت کے بموجب حفاظت اعتدال کی کرتا ہے ہر نفس اور ہر دم اونٹر ہو یا سوہنگ کا ورد اور جاپ کرتا ہے وہی پاک بندہ مقبول بارگاہ الٰہی ہے ۵

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

جو توحید الٰہی اور خدا پرستی کا مدعی ہو اور ایک قوم یا ایک مذہب کو ترجیح دے وہ ہرگز موحدوں اور خدا پرستوں کی فہرست میں درج نہیں ہو سکتا بلکہ اگر اس کو جاہل متعصب اور مشرک و کافر کہا جائے تو مضائقہ نہیں ۵

یک حقیقت جلوہ گر در کفر و اسلام ست بس اختلافاتِ مذہب محض اوہام ست و بس

از تعصب کاسۂ شیخ و برہمن شد جُدا — ورنہ در مینا نہ یک ساقی و یک جام است و بس

بعد ازاں گرو صاحب قصبہ چونیاں سے ہو کر کنگن پور پہنچے وہاں سے بیرو بھگت کو ساتھ لے کر موضع بھیلہ میں گئے جہاں سید شمس الدین و ساون وغیرہ زمیندار ان کے مرید تھے۔ پھر فیروزپور۔ مکتسر۔ بہدہ تیرتھ وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے سرسہ گئے +

خواجہ صاحب کی مزار کے چاروں کونوں پر چار کوٹھڑیاں ہیں ان میں سے ایک کوٹھڑی میں جو شمال مغرب کی جانب ہے یہ گورو صاحب چلے میں بیٹھے تھے مزار خواجہ صاحب کے مجاور تو یہ بھی کہتے ہیں کہ گرو صاحب اور شیخ فریدالدین گنج شکر اور دو اور مسلمان بزرگ ایک ہی وقت اس کوٹھڑی میں اکٹھے چلے میں بیٹھے تھے مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ شیخ فریدالدین گنج شکر تو ۶۶۴ھ بلکہ اس سے بھی چار یا چھ سال پہلے وفات پا چکے تھے۔ ہاں اس کوٹھڑی میں شیخ صاحب بھی چلے میں بیٹھے ہونگے جس میں گرو صاحب نے چلہ کشی کی +

سرسہ سے روانہ ہو کر گرو صاحب بیکانیر تشریف لے گئے وہاں جین دھرم کے پیروؤں کو سمجھایا کہ منہ پر کپڑا باندھنے سے جیو رکھشا یعنی جانداروں کی حفاظت نہیں ہو سکتی یہ محض بیوقوفی ہے۔ غسل نہ کرنے سے بدن میلا اور گندہ ہو جاتا ہے مسامات بند ہونے سے کئی قسم کی بیماریوں کا احتمال ہے۔ مانگ کر کھانا بے حیاؤں کا کام ہے بلکہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا اور مستحقوں کو خیرات دینا ضروری ہے برہنہ پا چلنے پھرنے اور سر کے بال نوچنے سے خدا کی عبادت نہیں ہوتی بلکہ دل کی حاضری درکار ہے پیشاب کو ہاتھ پر لے کر منتشر کر کے پھینکنا کہ ایک جگہ بہنے سے جاندار تلف ہونگے۔ ایک نہایت مکروہ حرکت ہے۔ ان باتوں سے سعادت اور نجات ابدی حاصل نہیں ہو سکتی۔ صاف پانی سے تم لوگوں کو نفرت ہے۔ حالانکہ بغیر پانی کے کچھ پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ زندگی کا جزو اعظم پانی ہی ہے +

پھر گرو صاحب جیسلمیر و جودھ پور میں کن پھٹے جوگیوں کو ہدایت کرتے ہوئے اجمیر میں پہنچے وہاں خواجہ قطب الدین صاحب چشتی[۵] معہ اپنے مریدوں خواجہ علاء الدین و شمس الدین کے ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور سوال کیا آپ اصلی خدا پرست موحد ہیں تو مشرف باسلام ہو کر بموجب شریعت پاک کے صوم و صلوٰۃ کے پابند کیوں نہیں ہو جاتے جواباً بذریعہ شبد فرمایا کہ

مہر مسیت صدق مصلا حق حلال قران ۔ شرم سنت سیل روزہ ہو مسلمان
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج ۔ تسبیح سا نند سو بھاوئے سچ نانک رکھے لاج

مطلب ۔ محبت الٰہی اور مخلوق سے ہمدردی میرے لئے مسجد ہے اور صداقت مصلا ہے حق حلال قرآن یعنی کلام الٰہی ہے ۔ شرم سنت ہے ۔ حلم و تحمل روزہ ہے ۔ یونہی آپ کو بھی مسلمان ہونا چاہیئے کیونکہ یہ اسلام باطنی ہے اور آپ کا اسلام ظاہری ہے فی الحقیقت اعمال صالحہ کعبہ ہیں راستبازی پیر و مرشد ہے عجز و انکسار کلمہ خوانی ہے ۔ طبیعت کو مطمئن اور دل کو جمع رکھنا تسبیح ہے ۔ خداوند کریم شرم و عزت کو محفوظ رکھے مسلمان اس کلام کو سن کر دل و جان سے آپ کے قائل ہو گئے ۔

پشکر تیرتھ پر بموقعہ میلا گرو صاحب نے بیشمار گمراہوں کو راہ راست دکھایا اور اپنے پاکیزہ کلام کا امرت چکھایا پھر آباد ۔ دیوگڑھ ۔ لودھی پور دیکھتے ہوئے دریائے سانبھر متی کو عبور کیا اور گوہ آبو پر جا کر جین دھرم کے مجتہدوں کو ان کی غلط فہمی اور اوہام باطلہ کے عیوب سمجھائے ۔ وہ لوگ اپنے عقائد کی کجی کو سمجھ کر موحدانہ حق پرستی پر ایمان لائے ۔

---

[۵] خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے جن کا مزار دہلی میں ہے اور وہ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری کے خلیفہ تھے ۶۳۳ھ میں وفات پائی اس صورت میں خواجہ موصوف کا بابا صاحب سے اجمیر میں ملاقی ہونا عالم ارواح کا واقعہ ہو تو کچھ ہو مگر ظاہری طور پر درست نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ معین الدین صاحب چشتی کے مزار کے کسی گدی نشین اور ان کے خادموں سے بابا صاحب کی ملاقات ہوئی ہو گی اور ممکن ہے کہ انکے نام یہی ہوں جو اوپر لکھے گئے یا ناموں کے لکھنے میں اشتباہ پیدا ہو گیا

یہاں سے روانہ ہو کر بابا صاحب جین مت کے ایک لاثانی مکان مندر نامی میں گئے۔ پھر پٹن۔ ایدا۔ احمد نگر۔ ڈونگر پور۔ بانسواڑہ وغیرہ کی سیر فرماتے ہوئے دریائے مہی سے عبور کر کے شہر جادرہ میں پہنچے اور وہاں سے دریائے چنبل کو عبور کر کے مہد پور ہوتے ہوئے اجین پہنچے۔ چند روز تک یہاں کے بیراگی گوسائیوں سے بحث مباحثہ رہا۔ آخر کار وہ لوگ اُن کے عارفانہ کلام اور نصائح دلپذیر سے خوش اور سب کے سب نیک ہدایتوں کے شکر گزار ہوئے۔

اجین سے روانہ ہو کر بابا صاحب کالیشر مہادیو۔ جوتی لانگ۔ ہرشدی دیوی وغیرہ مقدس مقاموں کے درشن کرتے ہوئے اندور۔ داؤ نکار اور ہوشنگ آباد سے گزر کر دریائے نربدا سے پار ہوئے اور گادرہ بارہ۔ نرسنگھ پور۔ بالا گھاٹ وغیرہ شہروں کی سیر کر کے ملک گونڈ کے شہروں جنگلوں۔ پہاڑوں اور جھیلوں کی سیر سے حظ اٹھا کر کوہ مہادیو سے اتر کر شہر سیونی کے پاس رام ٹیک نامی مقام پر پہنچے جہاں اول تو راجہ رام چندر جی کی یادگار میں ایک مکان بنا ہوا ہے دوسرے راجہ امریک کے یگ کرنے کا تالاب اور عالیشان قدرتی طور کا قلعہ ہے۔

رام ٹیک سے چل کر گرو صاحب کامتی۔ ناگپور۔ وردھا۔ کولھاپور۔ ہنگولی سے ہوتے ہوئے قصبہ آونڈہ میں آئے اور وہاں نام دیو بھگت سے ملاقی ہوئے جو قوم کے دھوبی تھے۔ دونو میں چند روز گیان چرچا رہا۔ پھر وہاں سے بلدانہ اور ملکاپور وغیرہ شہروں کو پاک قدموں سے منور فرماتے دریائے گوداوری سے عبور کیا۔ روگر۔ کلاس۔ مینڈک۔ گل کنڈہ۔ حیدرآباد اور اسرآباد وغیرہ شہروں اور اُن کے درمیانی جنگلوں سے گزر کر شہر بیدر میں تشریف فرما ہوئے۔ جہاں ان کی یادگار میں نانک جھیرہ نامی مکان بنا ہوا ہے۔ یہاں پیر سید یعقوب اور جلال الدین کے ساتھ گفتگوے معرفت ہوئی۔ اس مقام سے روانہ ہو کر گمن پور اور بنگل کے جنگل میں ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے جہاں کن پھٹے جوگی رہتے تھے۔ انہوں نے ان

کی خدمت میں ایک تل کا دانہ نذر کر کے اس کے تقسیم کرنے کی فرمائش کی گرو صاحب نے اسے پانی میں پیس کر سب کو تقسیم کر دیا۔ اس پر وہ جوگی ان کے قائل ہو گئے وہاں ایک مکان بابا صاحب کی یادگار میں اب تک موجود ہے جو تل گنجی صاحب کے نام سے مشہور ہے +

یہاں سے چل کر گرو صاحب ملک کیرل کی سیر فرماتے ہوئے کرشنا ندی سے پار اتر کر پانڈرپور۔ گوہٹی سے گزرے اور دریائے پارس سے عبور کر کے اننتاپور۔ کڈاپا۔ مدراس۔ جنگل پٹ ہو کر دریائے ارکاٹ سے پار ہوئے ویلور۔ پانڈی چیری کے لوگوں کو اپنے دیدار سے منور اور عبادت الٰہی کے راستے پر لگاتے دریائے پنار جنوبی سے عبور فرما کر کاڈپور۔ چلم پور۔ سریرنگم کے لوگوں کو اپنے کلام معجز نظام سے فیضیاب کر کے دریائے کاویری کو عبور کر کے تنجور پہنچے۔ وہاں سے روانہ ہو کر ترچناپلی۔ ناگاپٹام اور ملک کوٹہ کو مشرف کر کے دریائے ٹیکاہی سے پار ہو کر پالم کوٹہ میں تشریف فرما ہوئے جہاں ان کی یادگار میں ایک مکان بنا ہوا اب تک موجود ہے +

پالم کوٹہ میں دو ایک دن قیام رہا پھر سیت بندرا میشور کی جانب توجہ فرمائی اور وہاں جا کر پانڈوں کو راہ حق کی طرف ہدایت کی بھائی مردانہ کے دریافت کرنے پر اسے راجہ رام چندر جی کے پل باندھ کر سمندر سے عبور کر کے لنکا کو فتح کرنے کی کیفیت بتائی۔ اور خود بھی وہاں سے ہی گزر کر جزیرہ سنگل دیپ میں رونق بخش ہوئے جسے لنکا۔ سیلون اور سراندیپ بھی کہتے ہیں +

لکھا ہے کہ گرو صاحب بسیر دیس میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں کا راجہ سداسین تھا۔ چند روز بے آب و دانہ جنگل میں پڑے رہے۔ مردانہ بھوک سے بیتاب ہو گیا۔ گرو صاحب نے فرمایا۔ مردانہ! شہر میں مسمی جھنڈا سنجار رہتا ہے اس کے گھر سے کھانا کھا آؤ۔ راستے میں راجہ کا خواہرزادہ مسمی اندرسین مردانہ سے ملاقی ہوا۔ وہ لینے دوست جھنڈا سنجار کے گھر اس کو لے گیا۔ جھنڈا نے مردانہ کو عزت و تعظیم سے بٹھایا اور

جب اُس کو کوائف سے آگاہی ہوئی تو کھانا تیار کرا کر گرو صاحب کے حضور میں لایا۔ حکم ہوا پانچ حصے کر کے بانٹ دو۔ اور مردانہ سے کہا کہ تم اپنا حصہ کھاؤ۔ اُس نے عذر کیا کہ پہلے آپ کھائیں۔ فرمایا کہ تم کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ کوئی فکر نہ کرو ہم بھی کھائینگے۔ جھنڈے نے دریافت کیا کہ پانچ حصے کیوں کئے گئے ہیں۔ جواب دیا کہ تمہارا دوست اندر سین بھی تو ہے۔ اُس کو جلدی بلاؤ جب اندر سین حاضر ہوا۔ گرو صاحب نے حق پرستی اور ورد الٰہی کی ہدایت فرمائی۔ جھنڈے نے عرض کی کہ میں غریب نجار ہوں۔ اگر شب و روز یاد الٰہی میں مصروف رہوں تو گھر کا گذارہ کس طرح چلے گا۔ فرمایا کہ یہ فکر لا حاصل ہے ؎

رزق را روزی رساں مقدار ہر پیمانہ داد   خوشہ را چندیں شکم و بہر یک دانہ داد

جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور روٹی کھانے کی طاقت نہیں رکھتا اُس کے ماں کے پستان میں دودھ کا چشمہ مہیا رہتا ہے اور جب دانت نکل آتے ہیں تو اناج کھانے لگتا ہے ؎

رزق را رزاقِ عالم پرورد   ہر کسے را رزق پیشش مے نہد

جملہ مخلوقات فانی اور زیر صدمہ زوال ہے۔ جاودانی اور باقی فقط ایک خالق ذو الجلال ہے آدمی کو چاہئے کہ معاش کا فکر دل سے دور کرے جو کچھ مقسوم میں ہے ضرور ملیگا البتہ مخلوقات کی خیرخواہی اور ہمدردی ضروری فرض ہے اور جو یہ فرض ادا نہیں کرتا وہ انسان نہیں بلکہ ایک حیوان ہے +

جھنڈا اور اندر سین صادق دل سے ایمان لائے اور زمرۂ مریداں میں داخل ہوئے۔ پھر سب نے آنند ہو کر کھانا کھایا۔ جھنڈا نجار کو گرو صاحب نے وہاں کا اُپدیشک مقرر کیا اور ہدایت فرمائی کہ واہگورو کا اُپدیش عام کرو راہِ حق میں کوشش بلیغ اور سعی تمام کرو۔ جب راجہ سداسین کو اس کیفیت سے اطلاع ہوئی۔ اُس نے اپنا خدمتگار گرو صاحب کی خدمت میں بغرض طلبی روانہ کیا۔ اندر سین نے راجہ کے پاس جا کر عرض کی کہ گرو صاحب مقبول بارگاہ الٰہی ہیں۔ مناسب ہے کہ آپ خود حاضر خدمت ہو کر قدمبوس ہوں۔ اُن

کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے - چنانچہ راجہ نے بخوشی اس بات کو منظور کیا اور کچھ شیرینی بطور نذر لے کر بہ ہمراہی اندر سین خدمت عالی میں باریاب ہوا - گرو صاحب نے اس پر خوشی ظاہر فرمائی - اور بیش قیمت نصائح سے مالا مال کیا - روحانی دولت سے نہال کیا ایک صد جزیروں کی سلطنت عطا فرمائی - اور ارشاد کیا کہ تمہارا درجہ برہما وشن مہیش یعنے ملائک مقربین سے بھی بڑھ کر ہے - جھنڈا فقیر[1] ہو چکا ہے - اس کا ادب ملحوظ خاطر رہے - راجہ دست بستہ قدوم مبارک پر سر جھکا کر نہایت ادب اور عجز و انکسار سے بولا کہ مال و دولت اور سلطنت و حکومت سب آپ کا عطیہ ہے - میری عین خواہش ہے کہ آپ راج پاٹ جھنڈا کو بخش دیں - اور میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں ہر مقام پر حاضر اور ساتھ رہوں - اور سعادت دارین سے بہرہ پاؤں - ایسا مبارک موقعہ شاید پھر میسر ہو یا نہ ہو - گرو صاحب نے فرمایا کہ حق شناسی اور عدل و انصاف سے انتظام سلطنت کرو - ہمدردی و خیر خواہی سے خلق اللہ کی حفاظت میں مصروف رہو - یہ بھی ہماری ہی خدمت ہے - تمہارا راج تم کو مبارک رہے - پھر تقریباً ایک ماہ تک وہیں قیام رہا -

گرو صاحب جزیرہ سنگلدیپ کے ایک جنگل میں شہر برہم پور کے متصل سات روز تک مراقبہ کی حالت میں بیٹھے رہے - مردانہ نے بھوک کی شدت سے حواس باختہ ہو کر شہر میں جانا چاہا لیکن بلا حصول اجازت جرأت نہ ہوئی کہ چلا جائے - مجبوراً دم بخود بیٹھا رہا - اور دل ہی دل میں خیالی پلاؤ پکانے لگا - اسی وقت وہاں کا راجہ بدر سین شکار کھیلتا ہوا وہاں آ نکلا اور پوچھا کہ تم کون ہو ؟ کہاں سے آئے ہو ؟ جنگل میں کیوں بیٹھ رہے ہو ؟ بھائی بالا نے جواب دیا کہ ملک پنجاب سے سیر کرتے ہوئے فقیرانہ حالت میں یہاں تک آ گئے ہیں - ایک ماہ تک راجہ سدا سین کے ہاں رہے ہیں وہ ابھی اور کچھ عرصہ تک خدمت کرنے کا شائق تھا - لیکن گرو صاحب تین دیپ کا راج اس کو عطا کر آئے ہیں - اور سے جھنڈا وہاں کا اپدیشک مقرر

---

[1] کہتے ہیں کہ یہ صاحب گرو انگد مہاراج کے زمانے پنجاب میں آئے تھے - اور ان کی اولاد موضع ہوانہ علاقہ بڑالہ میں موجود ہے •

گیا ہے۔ یہ سنتے ہی راجہ نے گھوڑے سے اتر کر دست بستہ مبارک قدموں میں سر جھکایا۔ گرو صاحب نے خیر و عافیت پوچھی۔ اس نے عرض کی آپ کی عنایات سے سب خوشی و خورم ہیں۔ آپ شہر میں تشریف لے چلیں کھانے پینے کی تکلیف سے آرام پائیں۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے لئے جنگل ہی شہر ہے ✦

راگ بلاول محلہ پہلا

اِک بھنڈارا نام کا جن سب کچھ دیا ۔ بھکھ ننگ سب سپھل کر اپنا کر لیا
ایسا نام نہ چھاڈیئے سدا سنگ ہمارے ۔ لیکھا کدے نہ پچھیئے سن میت ہمارے
بھوجن اُتم ہم کیا سنتن کے پرشاد ۔ جل سیتل ہردے پیا ہردے میں شانت
بستر برہم بچھایا سجایا کے رنگ ۔ لاکھ چوراسی ایک ہیں ہو نرہنگ
نانک کہے راجہ اندر سین سب جھوٹھ پسارا ۔ ورشٹ مال سب ہنس جائے رہتی ایک نکارا

مطلب ہمارے پاس نام حق کا ایک بھنڈارا ہے جس نے سب کچھ بخشا ہے اور کسی چیز کی خواہش ہم کو نہیں ہے

واد واد حق شناس و بخشش ۔ عکس آں داد ست اندر بیج و ششش

راہِ حق میں گرسنگی اور عریانی عین راحت اور کامیابی ثمر بخش ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے ہم کو اپنا خاص الخاص منظور فرمایا ہے۔ ایسے نام مقدس کو کبھی فراموش کرنا اور چھوڑنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ہر وقت اور ہر حالت میں وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ داد و وہش فرماتا ہے اس کا حساب نہیں پوچھتا۔ اے میرے دوست! سُنو کہ عارفان حق شناس کی نظر عنایت سے ہم نے نہایت ہی لطیف اور نفیس روحانی غذا سے آسودگی پائی ہے۔ اور تسکین دل کا سرمائی پیا ہے۔ اب ہم کو ہر طرح اطمینان و یکسوئی حاصل ہے۔ اور دُنیا و عقبےٰ کی مطلق کوئی تمنا اور آرزو نہیں رہی۔ برہم یعنے ذات بحت کہ محیط عالم اور ایں و آں چنین و چناں سے منزہ ہے وہ ہمارے لئے بمنزلہ بستر استراحت ہے۔ چوراسی لاکھ قسم کی مخلوقات میں ایک ہی خالق برحق کا جلوہ ہے۔ لیکن

اس رمز کو وہ پاسکتا ہے جو بیخود ہو۔ گرونانک صاحب فرماتے ہیں۔ اے راجہ بدرسین! جو کچھ نظر میں آتا ہے۔ یہ سب جھوٹا پسارا ہے اور فنا پذیر ہے ایک خالق حقیقی ہی دائم قائم اور باقی ہے +

یہ سُن کر راجہ دوبارہ قدمبوس ہوا۔ اولاد کے لئے التجا کی اور ہدایت کا طالب ہوا۔ گروصاحب نے واہگرو کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور پھر بموجب درخواست راجہ کے شہر میں تشریف لے گئے۔ وہاں رانی صاحبہ نے بھی گروجی کا درشن مبارک پایا۔ اور اولاد کی خواہاں ہوئی۔ یہ بھی کہا کہ کوئی ایسا منتر سکھلاؤ کہ میرا خاوند میری مرضی کے موافق کاروبار کرے ارشاد فرمایا کہ ۵
نِون سوا کھر کھِون گُن جیہا منیا منت + ایہ ترے بھینے ویس کرتاں سِ آ وی کنت
مطلب عجز و فروتنی وہ حرف ہے اور حلم وتحمل وصف ہے۔ شیریں کلامی منتر ہے اے بہن! ان تینوں اوصاف کا لباس زیب تن کر پھر خاوند تیرا مطیع ہو جائے گا +

رانی بہت خوش ہوئی۔ اور گروصاحب کی دعا سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی راجہ کے گھر پیدا ہوئی +

گروصاحب کو نو ماہ تک راجہ نے اپنے پاس رکھا اور خدمات بجالایا۔ بوقت رخصت گروصاحب نے ارشاد فرمایا کہ راجہ سداسین کو تم اپنا سرتاج سمجھنا ہوگا۔ اور اس کی اطاعت دل وجان سے بجالانے میں سعادت ابدی پاؤ گے
روایت ہے کہ گروصاحب ایک دفعہ آدم خور دیوؤں کے ملک میں بھی تشریف لے گئے وہاں کا راجہ دیولوت گروجی کو بمعہ بھائی بالا ومردانہ لقمہ بنانے کی نیت سے حملہ آور ہوا۔ لیکن اندھا ہو گیا۔ ایک لاکھ پچیس ہزار دیو اس کے تابع فرمان تھے۔ سات دفعہ سب کو باری باری روانہ کیا۔ کہ جنگل میں جو تین آدمی زاد بیٹھے ہیں اُن کو زندہ پکڑ لاؤ۔ جب دیو نزدیک جاتے اندھے ہو جاتے واپس لوٹ کر دور سے دیکھتے تو سب کچھ نظر آتا۔ تمام دیو حیران اور دق ہو کر راجہ کے پاس گئے۔ اور کیفیت سُنائی۔ وزیر نے کہا کہ بدارادہ کو چھوڑ دو اور نیک نیتی سے جاؤ۔ پھر ان کا درشن ہو سکے گا۔ اور مزید حالات بھی معلوم

ہونگے۔ راجہ نے اس کام کے لئے وزیر ہی کو حکم دیا۔ وزیر خلوص نیت اور
صاف دل سے حضور میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا۔ چونکہ وہ اندھا نہ ہوا
یقین کامل ہو گیا کہ یہ فقیر باکمال خدا رسیدہ اور عالی ہمت ہے۔ پھر پوچھا
کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ گرو صاحب نے فرمایا نہ کہیں سے
آئے ہیں نہ جائینگے۔ آنا جانا بھرم ہے۔ ہم واہگرو کے حکم سے اُس کی قدرت
میں پھرتے ہوئے اُس کی صنائع و بدائع کے نظارہ میں مصروف ہیں وزیر
نے کہا کہ آپ کا نام مبارک کیا ہے۔ فرمایا کہ نانک نرنکاری داور ہم نرنکاری
کے خاص الخاص ہیں۔ پھر اُس نے شہر میں رونق افروز ہونے کے لئے التجا
کی۔ گرو صاحب نے جواب دیا فقیروں کو بستی سے کیا کام ہے۔ جہاں بیٹھے
وہیں شہر ہے۔ دنیا مقام فانی ہے چار روز کی زندگانی ہے +

وزیر رخصت ہو کر راجہ کے پاس آیا اور تمام حال سُنایا۔ راجہ بمعہ
لشکر دیوان وزیر کے ہمراہ گرو صاحب کی طرف چلا لیکن دل میں وہی کدورت
اور بد ارادہ تھا۔ کہ یہ آدم زاد میری خوراک ہیں۔ پس بمعہ لشکر اندھا ہو گیا
سخت گھبرایا۔ اور وزیر سے کہنے لگا کہ میرا گناہ معاف کراؤ۔ میں صدق
دل سے قدمبوسی کرونگا۔ اور ادائے خدمات سے فیضیاب ہونگا۔ چنانچہ
گرو صاحب نے وزیر سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اپنے راجہ کو کہو کہ اچھی طرح
دیکھے غرض اسی وقت راجہ اور اُس کے لشکر کو بینائی حاصل ہو گئی۔ راجہ
نے بمعہ لشکر مبارک قدموں میں سر جھکایا۔ گرو صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حیوانات
خوری سے توبہ کرو۔ اور ہر قسم کے غلے اور میوہ جات جو پرمیشور نے محض خوراک
انسانی کے لئے پیدا کئے ہیں کھاؤ۔ بلاوجہ جانداروں کو ہلاک کرنا۔ اور اُن
کے گوشت سے اپنا پیٹ بھرنا ظلم میں داخل ہے۔ رحم دلی اور دیا دھرم
اور واہگرو کے وِرد سے جنم سپھل ہوتا ہے۔ اِس ہدایت سے فیضیاب ہو کر
وہ گمراہ گرو صاحب پر ایمان لائے۔ اور راہ راست پر آئے۔ اور حسب
ارشاد گرو صاحب راجہ بداسین کی اطاعت پر رضامند ہوئے۔ کچھ عرصہ
وہاں مقیم رہ کر گرو جی رخصت ہوئے +

گروصاحب سراندیپ سے واپس ہوکر مالا بار میں تشریف لائے ۔یہاں کے راجہ رام کے گدی نشین کو جو ذات کا کمہار تھا اپنے مریدوں کے سلسلے میں منسلک کیا اور اس سے ۲۰۶ سدا برت جاری کرائے جو اب تک قائم ہیں۔ پھر شنکرا چارج جی کا سرگری مٹھ جو صندل کے جنگل میں ہے جا کر دیکھا۔ اور وہاں کے مہنت سے گیان چرچا کیا۔ مہنت صاحب اُن کے عارفانہ کلام کو سُن کر دل و جان سے معتقد ہوئے +

مہنت صاحب سے رخصت ہوکر گروصاحب علاقہ کرا کری کو دیکھتے بھالتے دریائے واپا رسے پار ہوئے۔ اور ٹوٹی کورن - پالم کوٹہ - راس کماری - مدرا پور - ٹراونکور- علاقہ کوچین - پلی کٹ - کوئم ہتور - کوہ نیلگری کی سیر فرما کر کالی کٹ میں آئے - جو اب اہل فرانس کے متعلق ہے - یہاں سے علاقہ کورک کے شہروں سے گزرا۔ اور کوڈلی پیٹ کی راہ لی۔ اور وہاں سے ہوکر میسور میں داخل ہوئے ۔ ڈرک - بنگلور - گوہی - گودور کو اپنے قدم میمنت لزوم سے شرف بخش کر علاقہ کنارا کے شہر سری نگر سے ہوتے ہوئے گوا میں پہنچے جو اب اہل پرتگال کے ماتحت ہے - وہاں سے چل کر دھارواڑ - راجا پور - رتن گری وغیرہ احاطہ بمبئی کے شہروں کی سیر کرکے شہر ناسک میں رونق بخش ہوئے جو دریائے گوداوری کے کنارے پنج وٹی کے نام سے موسوم ہے۔ اور جہاں رام چندر نے اگست منی کے پاس مقام کیا تھا +

اس مقام پر ترمبک ناتھ کا مندر دیکھا - پھر دریائے تاپتی سے پار ہوکر راج پیپلا میں آئے - وہاں سے چل کر دریائے نربدا سے عبور کیا - اور کوہ بندھیاچل کے نظارے دیکھتے ہوئے بھڑوچ - بڑودہ - احمد آباد کی سیر کی - خلیج کھمبایت کے نواح کے مقامات کو ملاحظہ فرمایا - شہر بھاونگری سے ہوکر پالیتانہ تشریف لائے - جہاں جین دھرم والوں کا ایک عالیشان مندر کروڑوں کی لاگت کا بنا ہوا ہے +

اِس مقام سے روانہ ہوکر گروصاحب کاٹھیاواڑ ہوتے ہوئے جوناگڑھ پہنچے - وہاں نرسی بھگت برہمن اپنے مریدوں سمیت نذر و نیاز لے کر

حاضر خدمت ہوئے بروقت ملاقات دونوں میں بڑی گرم جوشی کے ساتھ عارفانہ بات چیت ہوئی۔ بھگت جی گرو صاحب کی ملاقات اور اُن کے کلام کو سن کر از حد خوش ہوئے۔ اور خوشی میں اپنے اشعار راگ کدار میں گا کر سنائے جنہیں سن کر بابا صاحب بھی بہت خوش ہوئے۔ اور دونوں میں محبت و یگانگی کا رابطہ قائم ہوا۔

داتا گنج بخش صاحب جن کا مزار جوناگڑھ میں ہے۔ اور اس زمانے میں اعلےٰ درجے کے عارف تھے۔ تعریف سن کر بابا صاحب کے پاس آئے۔ اور ان کی ملاقات سے از حد مسرور ہوئے۔ یہاں کا نواب فیض بخش فقیر دوست آدمی تھا۔ اس نے گرو صاحب کی بڑی خدمت کی۔ چنانچہ اسکی خواہش سے گروجی مہاراج نے ان کو اپنی کھڑاویں عنایت کیں جو اب تک قلعے کے پاس ایک دھرم سالہ میں موجود ہیں۔

جوناگڑھ سے روانہ ہوکر بابا صاحب ریواگری گرنار میں جو ۵ میل کی چڑھائی ہے۔ رونق افزا ہوئے۔ اس جگہ گرناری فرقے کے فقیروں سے ملے۔ آپس میں خوب گیان گوشٹ کا چرچا رہا۔ وہاں کے چند روزہ قیام کے بعد باول بندر پہنچے۔ پھر پربھاش چھیتر میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سومناتھ کا مندر دیکھا۔ اور وہاں کے پانڈوں کو صرف پرمیشور کی بھگتی کی جانب متوجہ کیا۔ یہاں سے پوربندر کی جانب عنان عزیمت منعطف کی جسے سوداماں پوری بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں سوداماں ایک بڑے بھگت ہوگذرے ہیں۔ جن کا بڑا عالیشان مندر بھی وہاں پر ہے۔

سوداماں بھگت کے مندر کو دیکھ کر گرو صاحب دوارکا میں تشریف لے گئے۔ یہ شہر کسی زمانے میں سری کرشن جی کی دارالحکومت رہ چکا ہے۔ اور ہندوؤں کا بڑا تیرتھ ہے۔ وہاں کے پجاریوں کو ایک ادوتی پرمیشور کی بھگتی اور پریم کا سبق دیا۔ اور ملک کچھ کے شہروں انجار اور مندرا میں سے گذرتے ہوئے منتکا منڈی شہر میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں بام رگیوں کو جو بالا سندری دیوی کی پرستش کرتے ہیں ہدایت فرمائی۔ یہ لوگ ایک خاص

طریقہ سے شراب نوشی اور گوشت خوری اور بلا تمیز ماں اور بہن کے عورتوں کے ساتھ خلوت کرنے کو ثواب اور نجات کا ذریعہ مانتے تھے۔ وہاں سے بھیج کھیت کی سیر اور آسا پورن دیوی کا مکان دیکھ کر نا رائن سرد ور کے مشہور تیرتھ میں آئے جہاں کے لوگوں کو توحید کا سبق دیتے۔ ملک سندھ کے شہروں امرکوٹ۔ ٹانڈہ احمد یار۔ فیروز پور سے ہوتے ہوئے احمد پور۔ خانپور۔ علاقہ بہاولپور میں آ گئے۔ اور شجاع آباد۔ شیر شاہ وغیرہ مقامات کو دیکھتے بھالتے موضع اوچ کے پیرزادوں اور فقیروں سے ملاقات کرتے ہوئے ملتان تشریف لائے۔ یہاں کے فقرائے اہل کمال نے بطور امتحان آپ کی خدمت میں دودھ سے بھرا ہوا۔ ایک پیالہ ارسال کیا جس کا پوشیدہ مطلب یہ تھا کہ اس جگہ پر اور فقیر بکثرت ہیں۔ آپ کا قدم رنجہ فرمانا فضول ہے۔ گرو صاحب نے کشف غیبی اور روشن ضمیری سے اس خفیہ مضمون کو سمجھا۔ اور اس پیالہ میں کچھ پتاشے ڈال دیئے۔ اور اوپر ایک پھول رکھ کر بجنسہ واپس کر دیا۔ گویا بایں معنے یہ جواب دیا کہ ہم تمہارے ساتھ مثل شیر و شکر ہو جائینگے۔ اور مانند پھول کے ہرگز بار خاطر نہ ہونگے +

اس جواب باصواب سے مطلع ہو کر حضرت بہاول حق شاہ شرف اور خواجہ مومن الدین سدا سہاگن وغیرہ جو اس زمانہ میں نہایت مشہور اور نیک فقیر گذرے ہیں خود گرو صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے۔ توحید و معرفت کے ذکر اذکار اور اسرار الٰہی کے اظہار سے باہم خوب لطف اٹھایا ؎

ملیں ہمحال جب ہوتا ہے آنند رموز عاشقاں عاشق بد انند

کہتے ہیں کہ قصبہ تلنبہ میں شیخ سجن ایک ریاکار بظاہر تسبیح و عصا ہاتھ میں لئے ورد الٰہی کیا کرتا تھا۔ اور دل میں ہر وقت بمصداق مثل پنجابی ؎

رام رام جپنا + پرایا جھگا اپنا

مسافروں کے جان و مال کا سخت دشمن تھا۔ اس کا قاعدہ ٹھگی یہ تھا کہ ہندوؤں کے آرام کے لئے ایک ٹھاکردوارہ بنا رکھا تھا اور مہری

بھائیوں کو مسجد میں جگہ دینا۔ ہر مسافر سے خواہ ہندو ہوتا یا مسلمان۔ نہایت خلق و ادب اور محبت سے پیش آتا۔ اور ازراہ عجز و انکسار تواضع بجا لاتا مسافر بہت خوش ہوتے۔ جب ایک پہر رات گذر جاتی۔ مسافروں سے کہتا کہ یہاں آپ کو تکلیف ہے مہربانی فرمائیں اور میرے ساتھ ایک دوسرے مکان میں تشریف لے چلیں۔ وہاں ہر قسم کا آرام ہوگا۔ اور رات بافراغت گذر جائیگی۔ اجل گرفتہ مسافر اس ٹھگ کی شیریں کلامی اور خیر خواہی پر بھروسہ کر کے ساتھ ہو لیتے۔ وہ اُسے ایک ایسی مکان میں لیجاتا جہاں اُس نے ایک کنوآں خفیہ طور پر کھود رکھا تھا۔ مسافروں کو کسی حیلہ سے کنوئیں میں گرا ڈالتا اور اُن کا مال و اسباب خود سنبھالتا۔ چنانچہ جب ملتان سے روانہ ہوکر گرو صاحب وہاں پہنچے تو اُس نے حسب قاعدہ گرو صاحب کی بہت خاطر داری و تواضع کی۔ اور معمول کے موافق التجا کی کہ آپ دوسرے مکان میں چل کر آرام فرمائیں کیونکہ گرو صاحب کے مبارک چہرہ کو دیکھتے ہی یقین کامل ہوگیا تھا۔ کہ یہ فقیر ضرور دولتمند ہے۔

گرو صاحب نے مندرجۂ ذیل شبد زبانِ مبارک سے فرمایا:۔

راگ سوہی محلہ پہلا:۔

اوجل کیہا چلکناں گھوٹھم کالڑی مس
دھوتیاں جھوٹھ نہ اوترے جے سو دھوواتس
سجن سیئی نال میں چلدیاں نال چلن
جتھے لیکھا منگیئے حاضر کھڑے دسن
انگن پیل جمیا بوہے تے دھرم سال
باہروں دتے سوئنا اندر کھوٹے مال
متھے ٹکا لال ہے گل وچ مالا چار
بادفروشی سکھیا ٹھگن نوں سنسار
کوٹھے منڈپ ماڑیاں باہر چتویاں
ڈھٹھیاں کم نہ آونی وچوں سکھنیاں
بگاں بگے کپڑے تیرتھ مجھ وسن
گھٹ گھٹ جیاں کھاوندے بگے نہ کہین
سنبھل رکھ سریر میں جن ویکھ بھولن
سے بھل کم نہ آونے گن میں تن ہن
اندھلے بھار اُٹھایا ڈونگر واٹ بہت
اکھیں لوڑین نہ لہاں ہوں چڑھ لنگھاں کت
چاکریاں چنگیائیاں اور سیانپ کت
نانک نام سنبھال توں بدھا چھوٹیں جت

مطلب - کیا صاف چہرہ اور شفاف و سیاہ ریش خوشنما ہے - لیکن دل کی سیاہی کہ مراد دروغ گوئی اور ریاکاری سے ہے - اگر سو مرتبہ دھوئی جائے تو دور نہیں ہو سکتی - خیرخواہ اور دوست صادق وہی ہے جو ہر وقت ہمراہ رہے - اور کبھی جدا نہ ہو - اور جہاں حساب طلب ہو اور کوئی مشکل پیش آئے حاضر رہے - اور مدد کرے - دھرم سالہ کے دروازہ کے آگے صحن میں پیپل کا درخت خوب صورت اور دل کش نظر آتا ہے ویسے ہی وہ شخص ہے جس کا ظاہر آراستہ ہے - اور باطن سیاہ ہے پیشانی پر سُرخ قشقہ اور گلے میں موٹے منکوں کی مالا - یہ صرف دنیا داروں کو ٹھگنے کے لئے گیان آرائی اور صورت نمائی و ریاکاری ہے - مکانات و گنبد اور بالا خانے بظاہر کیسے ہی نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ ہوں لیکن وہ اندر سے خالی ہوں - اور ان میں کوئی مکین نہ ہو تو سمجھو کہ وہ مسمار شدہ غیر آباد ہی ہیں - اور محض بیکار ہیں - تیرتھوں پر قیام کرنے والے بگلے بھگت پاک وصاف باطن نہیں ہیں - کیونکہ جس طرح بگلہ مچھلیوں کا شکار کرتا ہے وہ ٹھگ بیشمار مخلوق کے خون کو چوستے ہیں - میرا بدن درخت سنبھل کی طرح ہے - اور بہت لوگ اس کو خوشنما سمجھ کر بھول جاتے ہیں - افسوس کہ سنبھل کے ثمر کار آمد نہیں ہوسکتے - اور میرے جسم میں بھی کوئی وصف یا خوبی نہیں - ہماری حالت بعینہ اُس اندھے کی مانند ہے جس نے سر پر بوجھ اٹھایا ہوا ہے - رستہ بہت خراب اور ناہموار ہے - وہ چاہتا ہے کہ بینائی حاصل ہو - لیکن یہ غیر ممکن اور پھر قطع مسافت معلوم - گرو نانک صاحب فرماتے ہیں کہ ہر قسم کی چترائی اور لیاقت و دانائی فضول ہے ایکنام حق کا وِرد کافی ہے جس کی طفیل قید محسوسات و مفروضات سے نجات ہو +

اِس شبد کو سنتے ہی شیخ سجن کے دل میں خوف الٰہی پیدا ہوا - اور ایسی رِقت طاری ہوئی کہ بے اختیار گرو صاحب کے قدموں پر گر پڑا - اور گناہوں سے معافی مانگی - ہدایت کا طالب ہوا - گرو صاحب کے ارشاد فرمانے سے اُس نے اپنی ٹھگی اور مخلوق کو ہلاک کرنے کا تمام احوال بے

کم و کاست عرض کیا۔ حکم ہوا کہ جس قدر مال حرام تمہارے پاس جمع ہے لٹا دو۔ اور آیندہ اپنی محنت اور قوتِ بازو سے معاش حاصل کرو مخلوق کی آزار رسانی اور حق تلفی وہلاکت کا خواب میں بھی خیال نہ کرو۔ چنانچہ بموجب ہدایت عمل کیا گیا اور شیخ سجن گروجی کا سکھ بنا اور ہر وقت واہگرو کا جاپ کرنے لگا +

تلنبہ سے چل کر گرو صاحب اپنے وطن سے ہوتے ہوئے ہمشیرہ صاحبہ بی بی نانکی جی کے یاد کرنے پر سلطان پور میں تشریف لائے اور چند روز تک وہاں قیام رہا پھر براہ لاہور قصبہ کرتار پور میں رونق افروز ہوئے اپنے عیال و اطفال اور تمام خویش و اقارب کو وہیں بلا لیا جس سے سب کو نہایت خوشی ہوئی۔ اور جملہ سکھ سنگت میں آنند ہوا +

اس سفر میں جب گرو صاحب لاہور میں پہنچے تو وہاں بھیڑ بکری اور گائے کے بکثرت ذبح ہونے پر فرمایا۔ لاہور شہر۔ زہر قہر۔ سوا پہر۔ یعنے اس شہر میں سوا پہر تک قہر ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ افغانی سلطنت تھوڑے دنوں میں تباہ ہوگی +

۶ تیسرا سفر

مقصود سب اس کا حاصل ہے ہیں جسکی پشت پناہ گرد
بیشک برحق محبوب خدا ہیں مقبول درگاہ گرو
سکھ سنگت بولو واہگرو

سمت ۱۵۷۰ بکرمی میں گرو صاحب بارادۂ سفر کرتار پور سے روانہ ہوئے اور کوہستانی علاقہ کی سیر کرتے ہوئے نور پور۔ سجان پور۔ لوٹ کا نگڑہ سے گذر کر جوالا مکھی کے پہاڑ پر وارد ہوئے۔ مردانہ کوہ آتش فشاں کو دیکھتے ہی حیران ہوگیا۔ اور گروجی سے پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ فرمایا کہ حسب قول برہمنوں کے زمانہ قدیم میں یہاں دیوتاؤں اور راکھشوں کا جنگ عظیم ہوا تھا اور دیوتاؤں کی امداد رسانی کے لئے آدشکتی دیوی نے ظہور فرما کر راکھشوں کی بیخکنی فرمائی تھی

یہاں قیام فرمایا۔ پھر سمت ۱۵۸۳ بکرمی میں اپنے آباد کئے ہوئے قصبے کرتارپور میں رونق افروز ہوئے۔ خویش واقارب۔ عیال واطفال ان کے درشن مبارک سے مالامال اور نہال ہو گئے۔ ہر طرف سے سکھوں اور مریدوں کے قافلے قدمبوسی کے لئے آنے لگے۔ لنگر سدابرت جاری ہوئے۔ شبد کیرتن کا ہروقت آنند رہنے لگا۔ جو شخص ایک دفعہ درشن پاتا صدق دل سے مرید ہو جاتا۔ اسی واسطے خلقت کا ہجوم رہتا۔ اور یہی معلوم ہوا کرتا کہ کسی شہنشاہ عالی جاہ کے دربار فیض آثار میں جشن مبارک کا عالم ہے جس میں محتاجوں اور سائلوں کو اُن کی حسب مراد جود وسخا اور داد وہش پانے سے آنند ہو رہا ہے +

انہیں ایام کا ذکر ہے کہ ایک دن گروصاحب بھائی بالا اور مردانہ سمیت دریا کے کنارے جنگل میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک نہایت ہی حسین عورت جو مرصع زیورات جواہرات اور بیش بہا ملبوس زیب تن کئے تھی نظر آئی اُس نے اپنے حسن دلفریب اور ناز وانداز سے گروصاحب کو اپنے دام محبت میں پھنسانا چاہا۔ مگر اس کی کوئی چال نہ چلی۔ آخر کار خود بخود نظروں سے غائب ہوگئی۔ مردانہ کے دریافت کرنے پر گروصاحب نے فرمایا کہ یہ حسین عورت دنیا تھی۔ مرد جو خدا کے بندے ہوتے ہیں اس سے متنفر رہتے ہیں۔ نامرد جو دُنیا دار ہیں اُن کو یہ کچھ سمجھتی نہیں۔ اسیواسطے یہ باوجود درازی عمر ہمیشہ نوجوان وحسین دکھائی دیتی ہے +

اس کے بعد بھائی مردانہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں تین دن چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔ گروصاحب نے فرمایا کہ وہاں ہمیں معراج ہوا تھا۔ اور ہم درگاہ ایزدی میں گئے تھے۔ مردانہ نے کہا آپ ہمیں وہاں تو نہ لے گئے کبھی مکہ کا دیدار اور حج تو کرا دیجیے۔ گروصاحب نے جواب دیا بہت اچھا۔ اب کے تمہاری یہ مراد بھی پوری کر دینگے +

۷۔ چوتھا اور آخری سفر

پڑھیا جائے قیام نہیں بس تن من دھن سے جاہ گرو
اک سنگ سہائی نام رہے ساکھ سنگت بولو واہگرو

کرتارپور کے چند روزہ قیام کے بعد مروانہ کی درخواست پر گرو صاحب نے مکے مدینے اور مغربی ممالک کی سیاحت کا مصمم ارادہ کر لیا چنانچہ اپنے دونو ہمراہیوں بھائی بالا اور مروانہ سمیت کرتار پور سے چل کر ایمن آباد کے رستے وزیرآباد تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص مسمی تارو قوم کھتری زمرۂ مریدان میں داخل ہو کر سعادت اندوز ہوا۔ اس کے بعد وہ اس علاقے سے گزر کر جہاں بعد میں اکبر شاہ نے گجرات شہر بسایا۔ کوہ رہتاس کو گئے۔ جہاں پانی کا ایک چشمہ جاری کیا۔ کہتے ہیں کہ شیر شاہ سوری نے قلعہ رہتاس کے اندر تین دفعہ اس چشمہ کو لینا چاہا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی چنانچہ وہ اب تک قلعہ کے باہر اُسی پہلی حالت میں موجود ہے۔ بعد ازاں ٹیلا بال گدائی پر رونق افروز ہوئے۔ وہاں کن پھٹے جوگیوں پر یوگا ابھیاس اور حبس دم کے مباحثہ میں غالب رہ کر انہیں اپنا مرید بنایا۔ وہاں سے پنڈ دادنخاں ڈیرہ جات۔ جام پور۔ راجن پور۔ کوٹ مٹھن کے راستے ہر فرقہ کے فقرا سے ذکر و اذکار الٰہی فرماتے اور عوام الناس کو پر تاثیر اقوال و مؤثر اپدیشوں سے فیضیاب کرتے ہوئے سکھر بھکر پہنچے۔ وہاں سے شکارپور۔ لڑکانہ۔ کوٹری حیدرآباد سندھ۔ وغیرہ مقامات کو قدوم مبارک سے پاک اور پوتر بناتے اور اہل سندھ کو جو علے العموم بت پرست تھے معرفت الٰہی کی سچی دولت سے مالامال فرماتے ہوئے کراچی بندر میں داخل ہوئے۔ وہاں جس باغ میں آپ نے قیام فرمایا تھا اُس جگہ بطور یادگار اب تک ایک مکان بنا ہوا ہے۔ اس علاقے میں آپ کے فیض ہدایت سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا چنانچہ کوئی شہر خالی نہیں جہاں آپ کے سکھ سیوک موجود نہیں۔ جابجا دھرم سالے۔ بنے ہوئے ہیں۔ شبد کیرتن ہوتے اور گرو گرنتھ صاحب

کے دوشن بڑی بھگتی سے کیئے جاتے ہیں ۔

کراچی سے بلوچستان گئے۔ قلات وغیرہ کو دیکھ کر کریم پور پہنچے جہاں سے دریائے شور کو عبور کیا اور ملک عرب میں داخل ہوئے اور بھائی مردانہ کے ساتھ حاجیوں کا بھیس بدلا ایک کتاب کو بغل میں دبایا غرض شتر طفار۔ عطیہ۔ مقالہ۔ مدن۔ مخہ۔ صنعا سے گذرتے ہوئے سمت ۱۵ بکرم میں خاص مکہ شریف پہنچ گئے اور رات کے وقت خانہ کعبہ کی طرف پاؤں کرکے سوگئے۔ صبح صادق سے پہلے ایک مجاور نے گرو صاحب کو اس حالت میں دیکھا تو سخت غضب ناک ہوا۔ اور کہنے لگا تم کون بے ادب گستاخ ہو کر بیت اللہ کی طرف پاؤں پسارے سوتے ہو جواب دیا کہ ہم تھکے ماندے مسافر رات کو آئے تھے ہمارے نزدیک ہر طرف خدا کا گھر ہے کوئی جگہ اس سے خالی نہیں۔ جدھر خدا کا گھر نہیں بیشک ہمارے پاؤں ادھر کردو چنانچہ غیظ و غضب کی حالت میں دو چار مجاوروں نے اقدام مبارک کو ادھر ادھر پھرایا لیکن نہایت حیران و سرگردان ہو گئے کیونکہ ان کو ہر دفعہ پاک قدموں کے مقابل بیت اللہ نظر آیا۔ جب اس واقعہ حیرت انگیز کی خبر قاضی صاحب کو ہوئی تو قاضی رکن الدین اور مولوی عبدالرحمن وغیرہ گرو صاحب کے پاس آئے اور سوال کیا کہ آپ ہندو ہو یا مسلمان۔ جواب دیا کہ کوئی ہندو ہو یا مسلمان سب کا جسم ایک ہی مادے سے بنا ہے صورت شکل اور اعضا کی بناوٹ بھی ایک سی ہے۔ خدا کے نزدیک دونو یکساں ہیں پھر قاضی صاحب نے سوال کیا کہ یہ کتاب جو آپ کے پاس ہے اس سے کیا مقصود ہے جواب دیا کہ لفظی اور کتابی مباحثات میں جو لوگ گرفتار ہیں۔ وہ استخواں خوار ہیں۔ اور جو دنیا میں عزت و ناموری اور معاش کے لئے پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ گوشت کھاتے ہیں جو ہر وقت یاد الہی میں مصروف رہتے ہیں بردباری اور صبر و تحمل سے دنیا کے رنج و محن سہتے ہیں ہر شے میں خدا کا ظہور دیکھتے ہیں وہ مغز کی لذت پاتے ہیں سہ

من ز قرآں مغز را برداشتم

استخواں پیش سگاں انداختم ۔

پھر قاضی صاحب نے پوچھا کہ معرفت الٰہی کس کتاب کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے جواب دیا کہ ؎

کتابِ معرفت از عالم دانش بود بیروں ۔ پے ادراک او درسینہ فرہنگ و گر باید

کتاب خوانی سے خدا کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی ہاں صاحب دل ہو تو انوار الٰہی کا نظارہ ہو سکتا ہے ؎

ور کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را ۔ در مصحف دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

قاضی صاحب قائل ہو کر لاجواب ہو گئے بعد ازاں مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت محمدؐ صاحب کا مزار شریف ہے۔ وہاں ایک جگہ آسن جمایا اور بھجن گانے لگے۔ مسلمانوں نے اس امر کو شریعت کے برخلاف سمجھ کر حکماً منع کیا۔ گرو صاحب نے اُن کی بات کی مطلق پروا نہ کی اور برابر گاتے رہے۔ اس زمانے میں مدینے کے رئیس جعفرؔ[1] نام ایک بزرگ تھے۔ جو حضرت علی کی گیارھویں پشت میں ہوئے ہیں انہوں نے اس کیفیت سے مطلع ہو کر گرو جی کے برخلاف سنگساری کا فتوےٰ دیا۔ جونہی لوگوں نے تعمیل حکم کے لئے پتھر اٹھائے سب کے ہاتھ پتھروں کے ساتھ چسپیدہ ہو گئے۔ رئیس مذکور نے نہایت عجز و انکسار سے معافی مانگی۔ اور پتھر اٹھانے والوں کی رہائی کرائی +

پھر امام غوث[2]۔ امام جعفر۔ امام اشرف۔ امام اعظم کے ساتھ توحید اخلاق اور معرفت الٰہی کے بارہ میں خوب مباحثہ ہوا اور گرو صاحب غالب رہے۔ امام جعفر نے فرمایا کہ میں آپ کی توجہات مربیانہ اور عنایات بزرگانہ کا نہایت مشکور ہوں جیسے کہ آپ صاحب برکت اور اولیاء اللہ ہیں اور کلام مبارک پُر تاثیر ہے ویسے ہی اگر آپ قرآن ۔ رسول خدا اور اصحاب اربعہ پر بھی ایمان لائیں

[1] جعفر سے مراد امام جعفر صادق نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ حضرت علی کی پانچویں پشت میں تھے اور انہوں نے ۱۴۸ھ میں وفات پائی جو بابا صاحب کی ولادت سے بھی کئی سو برس پہلے کا واقعہ ہے۔ گیارھویں پشت کا لفظ بھی بظاہر درست نہیں کیونکہ علی کی گیارھویں پشت کی اولاد کوئی تیسری چوتھی ہجری میں تھی اور یہی بابا نانک صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے کا زمانہ ہے جب گرو نانک صاحب مدینے گئے غالباً حضرت علی کی پشت میں سے کوئی جعفر نامی بزرگ وہاں کے رئیس ہونگے + [2] دیکھو اگلا صفحہ

تو تمام جہان آپ کا مرید ہو جائے اور نہایت جاہ و جلال حاصل ہو۔ جواب دیا کہ قانون قدرت ہمارے لئے کلام اللہ ہے۔ چاروں عناصر اصحاب اربعہ[۵۲] ہیں جو تمام عالم کو یکساں فوائد اور آرام دے رہے ہیں عقل اوّل خدا کا رسول ہے۔

چہ اگر عقل رہنمائے عالم نشدے   چگونہ یقیں بر رسالت رسولاں توان کردے

وہاں سے ایشیائی روم کی سیر کرتے ہوئے شہر بغداد میں قیام پذیر ہوئے۔ پیر[۵۳] عبد القادر اور میر بہادل وغیرہ وہاں کے فقرائے اہل کمال آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے رفتہ رفتہ گرو صاحب کی عظمت اور بزرگی کا شہرہ خلیفہ[۵۴] بغداد کے گوش گزار ہُوا۔ جو وہاں کا حاکم تھا اور اُس نے ناجائز طور سے بہ کثرت دولت جمع کی تھی۔ رعیت اُس کے جور و ظلم سے ہر وقت نالاں تھی وہ خوش قسمتی سے آپ کی زیارت کے لئے آیا تو گرو صاحب کو دیکھا کہ کنکر گن رہے ہیں۔ پوچھا کہ آپ کس شغل میں مصروف ہیں۔ جواب دیا کہ جہاں تمہارے بے انتہا خزائن بعد مرگ تمہارے ساتھ جائینگے وہاں ہمارے یہ کنکر بھی پہنچ جائینگے۔ خلیفہ نے اس رمز کو سمجھ کر عرض کی ارشاد مبارک کا مدعا تو بہت ٹھیک ہے۔ لیکن دل بے اختیار ہے اور صبر و قرار کا حاصل ہونا سخت دشوار ہے۔ اس وقت جو کلام مبارک گرو صاحب کی پاک زبان سے خلیفہ کو نصیحت اور رہنمائی کرنے کے لئے صادر ہُوا وہ نصیحت نامہ کے نام سے مشہور ہے اور اس میں دنیا کی بے ثباتی اور حیات مستعار کی ناپائداری

---

[۵۲] ان چاروں میں سے امام جعفر سے مراد امام جعفر صادق تو ہو نہیں سکتی (دیکھو نوٹ نمبر ۱) امام اعظم سے بھی امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کی مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی وفات سنہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ غالباً یہ چاروں شخص بابا صاحب کے زمانے میں مدینے کے مشہور علما میں سے ہونگے +

[۵۳] پیر عبد القادر سے مراد محی الدین عبد القادر گیلانی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی پیر عبد القادر اور میر بہادل سے کوئی ایسے شخص مراد ہیں جو بابا صاحب کے زمانہ میں بغداد کے مشہور آدمی یا مشائخ ہونگے +

[۵۴] خلیفہ سے مراد بغداد کا کوئی حاکم ہے۔ کیونکہ خلفائے بنی عباس کی خلافت تو ۶۵۶ھ میں ختم ہو چکی تھی بابا صاحب کے زمانہ میں شہر بغداد سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ کی قلمرو میں داخل تھا اور ان دنوں سلطان سلیمان تخت سلطنت پر جلوہ گر تھا +

ترک حرص و ہوا۔ ادائے وظائف سلطانی اور ترک لذات اور عبادت الٰہی کے متعلق مضمون ہے۔ جو اخیر کتاب میں درج ہے۔ کہتے ہیں کہ ان پند و نصائح کا اثر خلیفہ صاحب پر ایسا ہُوا کہ مردم آزاری اور ناحق ستانی سے تائب ہُوا اور شہر بغداد کے چاروں اطراف میں تمام مال و دولت کے انبار لگا دیئے۔ اور مساکین و غربا اور محتاجوں کو لوٹ لے جانے کا حکم صادر کیا۔ اس فیاضی اور خدا ترسی سے لوگوں کو خوشی اور تعجب ہُوا۔ سب گرو صاحب کے شکر گذار ہوئے اور بمعہ خلیفہ صاحب سے اشخاص زمرۂ مریدان میں داخل ہو گئے بوقت رخصت خلیفہ صاحب نے ایک پیراہن گرو صاحب کی نذر کیا جس پر قرآن شریف اور دیگر آسمانی صحائف کی آیات منقش تھیں۔ کہتے ہیں کہ یہ پیراہن اب تک ڈیرہ بابا نانک مین موجود ہے اور سکھ لوگ اس کو چولہ صاحب کے نام سے پکارتے ہیں*

بغداد سے چل کر گرو صاحب ملک روم کے دارالخلافہ حلب میں ایک جگہ قیام پذیر ہوکر حسب عادت مستمرہ بھجن گانے میں مصروف ہوئے۔ وہاں گانے بجانے کی سخت ممانعت تھی جو پیر صاحب منع کرنے کے لئے گئے۔ راگ کی تاثیر سے ایسے از خود رفتہ ہو گئے کہ بت کی مانند بے حس و حرکت نظر آئے اور زبان نے یاوری نہ کی کہ منہ سے الفاظ ممانعت نکالتے ؎

غرض جو کھڑے تھے کھڑے رہ گئے ۔۔۔ اڑے جس جگہ جو اڑے رہ گئے

حتےٰ کہ بادشاہ بھی آکر سکتہ کے عالم میں حیران کھڑا رہا۔ جب محبت الٰہی کا سرور موقوف ہُوا تو سب کے سب یکبارگی ہوش میں آگئے اور کہنے لگے کہ یہاں پر گانے کی بالکل اجازت نہیں آپ نے خلاف شریعت کیوں عمل کیا۔ گرو صاحب نے جواب دیا کہ علم موسیقی روح کی غذا ہے جس راگ میں توحید و معرفت اور عشق حقیقی کا بیان ہو اُس کا استماع جائز ہے جو فسق و فجور اور کفر و ضلالت میں مبتلا کرے وہ ناجائز ہے ؎

زندہ دلاں مُردہ تناں را رواست ۔۔۔ زندہ تناں مُردہ دلاں را خطاست*

پھر گرو صاحب دیار بکر کو دیکھ دریائے فرات سے پار ہو کر شہر سواس میں پہنچے وہاں سے ملک ایران میں رونق افروز ہو کر شہر اصفہان کے حاکم کو مثل خلیفہ بغداد سچی تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ اس کے بعد شہر ہرات واقعہ ملک افغانستان میں آ کر قیام فرمایا۔ وہاں کے لوگ پر تاثیر سرود اور صداقت آمیز موحدانہ و صوفیانہ کلام سے ایسے متاثر ہو گئے کہ دل و جان سے خدمت بابرکت میں حاضر رہنے لگے اور اطاعت و خدمت گاری کو حصول سعادت ابدی کا ذریعہ تصوّر کرنے لگے۔ وہاں کا حاکم باکو جو شاہ چنگیز خاں کے خاندان سے تھا۔ کیفیت سے مطلع ہو کر خدمت اقدس میں حاضر آیا اُس وقت آپ ننگے سر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے اپنا تاج پیش کیا۔ گرو صاحب نے جواب دیا ؎

سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک ٭ ترک دنیا۔ ترک عقبےٰ۔ ترک مال و ترک ترک

علاوہ ازیں اسے بہت سی پند و نصائح سود مند فرمائیں۔ پھر وہ عدل و انصاف اور رحم دلی و حق شناسی سے کار و بار متعلقہ ریاست کو سرانجام کرنے لگا۔ وہاں سے گرو صاحب ملک تاتار کے فرحت افزا جنگلات کی سیر و سیاحت فرماتے ہوئے شہر خوارزم میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں بھائی مردانہ نے عرض کی کہ آپ دو چار یوم اسی جگہ قیام فرمائیں۔ کیونکہ میرا آخری سفر نزدیک آپہنچا ہے اور پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے۔ کل دوپہر کو میں اس جہان فانی سے کوچ کر جاؤں گا۔ میری بھول چوک معاف فرمائیے گا۔ اور میری لاش کو دفن کرنے کی بجائے حسب رسم اہل ہنود جلا دینا ہوگا چنانچہ دوسرے دن ٹھیک دوپہر کے وقت مردانہ راہی ملک بقا ہوا اور اس کی لاش کو جلا دیا گیا ٭

پھر گرو صاحب کابل و قندھار وغیرہ مقامات کی سیر فرماتے ہوئے لوہگڑھ میں وارد ہوئے اور اُس دلچسپ جگہ میں چند روز تک قیام فرمایا۔ وہاں ایک چشمہ پانی کا جاری کیا جو اب تک چرن گنگا کے نام سے پکارا جاتا ہے یہاں بکثرت ہندو اور مسلمان حلقہ مریدان با اخلاص میں داخل ہوئے وہاں سے

کوچ فرمایا اور جلال آباد ۔ پشاور وغیرہ علاقہ جات کو دیکھتے ہوئے حسن ابدال کی پہاڑی پر بمقام پنجہ صاحب رونق افروز ہوئے ۔ یہاں فقیر یار علی قندہاری قوم مغل سے ملاقات ہوئی چونکہ فقیر مذکور کی زبان ایرانی تھی اُس نے اپنی زبان میں گرو صاحب سے پوچھا از فریقین کے باہمی سوال و جواب میں گرو صاحب کے نام مبارک کو **ن** اور یار علی کے اسم شریف کو **ی** کی صورت میں لکھا گیا ہے)

ی از کجا آمدۂ و چہ نام داری ۔ **ن** من از ملک پنجاب آمدہ ام و نام من نانک نرنکاری ست **ی** نرنکاری چہ معنے دارد ۔ **ن** ایزد بیچون و چرا کہ نام و نشان ندارد نرنکار ست و یائے نسبتی ست چرا کہ من بندۂ او سبحانہ تعالےٰ ہستم **ی** پیر شما کدام ست **ن** خدائے لایزال ۔ **ی** خدا را چگونہ یافتی **ن** خودی را دور کردہ ۔ **ی** من از مدت مدید در تلاش اہل اللہ بودم الحمدللہ کہ امروز تیر مرادم بر ہدف نشست اکنوں تو پیر و من مرید ہستم ۔ **ن** پیر ہمہ مخلوقات یک ست کہ از روز ازل ہادی برحق اوست و جملہ عالم مرید و مطیع فرمان اوست جل جلالہٗ و عم نوالہ ۔ ایں را نگاہ باید داشت یہ سُننے ہی یار علی سر جھکا کر قدمبوس ہوا اور بصد عجز التجا کی از بہر خدا بر من نظر شفقت بفرما تا خدارا دریابم ۔ گرو صاحب نے پوچھا نامت چیست ؟ جواب دیا کہ یار علی گرو صاحب نے فرمایا کہ اکنوں وقت آں آمدہ است کہ نامت ولی قندھاری باشد ۔

پنجہ صاحب کی بابت یہ روایت ہے کہ ولی قندھاری اس پہاڑی کی مانند چوٹی پر رہتا تھا ۔ ایک چشمہ پانی پر قابض تھا ۔ عوام الناس کو وہاں سے پانی لینے نہ دیتا تھا ۔ گرو صاحب کے یمن سے وہ چشمہ پہاڑی کے اوپر سے خشک ہو گیا اور نیچے کی طرف جہاں آپ قیام پذیر تھے جاری ہو گیا ۔ ولی قندھاری نے اوپر سے گرو صاحب پر ایک چھوٹے سے ٹیلے کو دھکیل دیا جس کو انہوں نے اپنے پنجہ سے روک لیا اور اس پر پنجہ کا نشان نمودار ہو گیا اور یہ جگہ پنجہ صاحب کے نام سے مشہور ہو گئی ۔ سکھ لوگ اس کی زیارت کو باعث ثواب جانتے ہیں ۔ کیوں نہ ہو ؎

ہر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود ۔ سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

اس واقعہ کے بعد ولی قندھاری گرو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور دونوں کے درمیان وہ سوال وجواب ہوئے جو پہلے لکھے جا چکے ہیں +
پنجہ صاحب سے چل کر بابا صاحب کشمیر اور پنجہ وغیرہ علاقہ جات میں قدرت ایزدی کا تماشا کرتے ہوئے سیالکوٹ تشریف لائے اور اپنے سیوک مولا کھتری کے گھر گئے۔ مگر اس کے گھر والوں نے مولا کو کسی کوٹھڑی میں بند کر کے اس خیال سے کہ مولا کو گرو صاحب پھر اپنے ساتھ کہیں سفر میں نہ لے جائیں کہ دیا کہ وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ شان ایزدی دیکھو کہ مولا کو اس کوٹھڑی میں سانپ نے کاٹ کھایا اور وہ عالم عقبےٰ کو سدھارا یہ حال دیکھ اس کے گھر والوں نے پچھتا کر اس کی لاش گرو صاحب کی خدمت میں لا حاضر کی۔ اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ گرو صاحب نے فرمایا جو ہونا تھا ہو لیا۔ اب کچھ ہو نہیں سکتا۔ اس دفعہ بابا صاحب سیالکوٹ میں جہاں قیام پذیر ہوئے تھے وہ مقام باولی صاحب کے نام سے مشہور ہے اور وہاں ایک عالی شان گوردوارہ بنا ہوا ہے جس کے نام پر کچھ جاگیر بھی ہے اور وہاں اداسی سادھو رہتے ہیں +

سیالکوٹ سے روانہ ہو کر گرو مہاراج اپنے پریمی بھگت بھائی لالو کے یاد کرنے پر ایمن آباد میں تشریف لائے اور بمقام روڑی صاحب قیام پذیر ہوئے۔ بھائی لالو اور دیگر اہل ارادت زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ وہاں کے حکام بدستور ظلم وستم میں مصروف تھے۔ تمام رعیت باحال تباہ نالہ و آہ کرتی تھی۔ گرو صاحب نے فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے۔ بابر سمرقندی کشمیر کو فتح کر کے اس طرف چلا آتا ہے وہ ان موذیوں کی خبر لے گا چنانچہ سمت ۱۵۸۲ بکرمی مطابق ۱۵۲۵ء میں بموجودگی گرو صاحب شاہ بابر ایمن آباد پر حملہ آور ہوا اور وہاں کے پٹھان حاکم تاب مقابلہ نہ لائے اور حسب پیشین گوئی گرو نانک صاحب قتل کئے گئے۔ شاہی فوج نے تمام قصبہ میں قتل عام اور لوٹ وغارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو بیگار میں پکڑ لیا منجملہ اُن کے بھائی بالا اور گرو صاحب بھی تھے۔ یہ رضائے الہی میں راضی اُس کے حمد اوصاف کے گیت گاتے جاتے تھے۔ جو بوجھ اٹھانے کے لئے ان کے سر پر سپاہیوں نے دھرا تھا

سر سے ایک ہاتھ اونچا ساتھ ساتھ رواں تھا۔ اس کرامات کی خبر رفتہ رفتہ افسر بار برداری کے پاس پہنچی وہ اس کیفیت کو دیکھ کر سخت متعجب ہُوا اور گرو صاحب کو بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بابر دیکھتے ہی تعظیم و ادب کی راہ سے کھڑا ہو گیا اور نہایت تپاک اور خلوص دلی سے استقبال کیا۔ جب گرو صاحب بیٹھ گئے بادشاہ نے اپنی فتحیابی کے لئے استمداد ہمت طلب کی ؎

روئے مقصود کہ شاہاں جہاں مے طلبند — سببش بندگی حضرت درویشان ست

گرو صاحب نے فرمایا۔ خداوند کریم کے حکم سے تمہاری ضرور فتح ہوگی ہم پیشتر ہی خواب میں تم کو اشارہ کر چکے ہیں۔ اس اثنا میں شاہی غلام قدحِ شراب حضور میں لایا بادشاہ نے گرو صاحب کی نذر کیا۔ آپ نے انکار فرمایا اور کہا کہ اس کا نشہ عارضی ہے مجھ کو محبت الٰہی کی شراب کا ایسا نشہ چڑھا ہُوا ہے کہ دن رات کسی وقت نہیں اترتا ؎

ہر کہ چوں من در ازل یک جرعہ خورد از جام دوست — سر زمستی برنگیرد تا بہ صبح روز حشر

پھر بادشاہ نے لعل و جواہر نذر کئے فرمایا کہ یہ پتھر ہمارے کسی کام نہیں اخیر میں بادشاہ نے عرض کی کہ میں سمرقند سے نہایت عمدہ قسم کی بھنگ اپنے ہمراہ لایا ہوں اُس میں سے کچھ آپ ضرور ہی قبول فرمائیں چنانچہ سات مٹھی بھنگ کے معاوضہ میں بابر کو سات پشت تک ہندوستان کی سلطنت عطا فرمائی۔ بابر نے نہایت عزت اور تعظیم کے ساتھ گرو صاحب کو رخصت کیا۔

اس کے تھوڑے دنوں بعد گرو صاحب کرتارپور میں واپس آئے۔ اور در ہدایت و تلقین کھولا۔ سمت ۱۵۹۰ بکرم میں آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا اور بیس روز بعد مہتہ کالو رائے بھی راہی ملک بقا ہُوا۔ بعد ازاں شب راتری کے میلہ پر بمقام موضع اچل ضلع گورداسپور کن پھٹے جوگیوں کو حبس دم کے متعلق بخوبی ہدایات فرمائیں پھر میلہ ہردوار پر گنگا جی تشریف لے گئے وہاں برہمنوں کو دیکھا کہ مشرق کی طرف منہ کر کے پتروں کو پانی دیتے ہیں۔ آپ پچھم کی طرف پانی اچھالنے لگے پنڈوں نے پوچھا کہ کیا کرتے ہو جواب دیا کہ کرتارپور میں اپنی کھیتی کو پانی سینچتا ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ وہاں تک یہ پانی کیونکر جائے گا۔ فرمایا جس طرح

تمہارا دیا ہُوا پانی پتروں تک رسائی پائے گا۔ تمام برہمن نادم اور لاجواب ہوگئے اور گرو صاحب کے چرنوں پر گر پڑے ؞

گنگا سے چل کر گرو مہاراج ملک مالوہ کی سیر کرتے ہوئے کرتارپور واپس تشریف لائے اور بقیہ عمر اس طرح پر یہیں بسر کی۔ کہ جو لوگ ان کے درشنوں کو آتے انہیں محبت خدا اور عشق الٰہی کا اپدیش کرتے۔ ان کے کھانے پینے کے لئے سدابرت جاری رکھتے۔ غریبوں اور مسکینوں کو اپنے سخا و کرم سے نہال کرتے۔ خود رات دن عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے ؞

ایک دن بابا صاحب بھائی بالا وغیرہ کے ساتھ جنگل میں صانع اکبر کی صنعتوں اور اس کی قدرتوں کا تماشا کر رہے تھے کہ بکریوں کا ایک چرواہا بوڑا نامی لڑکا بابا صاحب کے قدموں پر آگرا اور عرض کی کہ ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ پٹھان لوگ ہماری کھیتیاں کاٹ لے گئے اور ہم ان کو کچھ نہ کہہ سکے۔ اس سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا ہے کہ جب ہم اپنے جیسے انسانوں کا ہاتھ روک نہیں سکتے۔ تو ان سب کے مالک زبردست حاکم کے فرستادہ ملک الموت کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے۔ میں اِس فکر میں ہر وقت مستغرق رہتا ہوں اور میری تمنا ہے کہ اِس مصیبت کے وقت کوئی سہارا ہو۔ بابا صاحب اس کی باتوں سے خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ بھائی لڑکے تم تو بوڑھوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ اگر اس وقت کا سہارا ڈھونڈتے ہو تو ایشور کی بھگتی اور بندگی میں لگو۔ دنیا کے سارے دھندوں کو چھوڑ دو۔ یہ سن کر بوڑا جی کے دل میں عشق الٰہی جوش زن ہوا اور وہ ترک دنیا کرکے بابا صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور بھائی بڈھا کے نام سے موسوم ہوکر کوئی سوا سو برس تک گروؤں کی خدمت میں مصروف رہ کر گرو ہرگوبندجی کے زمانے رہگرا۔ ئے عالم باقی ہوئے سکھوں میں ان کی بہت بڑی مانتا ہے۔ اور وہ انہیں بڑی عزت و تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ دوسری سے چھٹی بادشاہی تک یہی سب گروؤں کو سجادہ نشین کرتے اور گروؤں کو گدی تلک دیتے رہے ؞

گرو مہاراج نے بابا بڈھا صاحب کی طرح مولچند کھتری سائین سنگھرا پرتھی مل۔ بھائی لالو۔ بھائی کالا۔ بھائی میاں۔ بھائی جتا۔ بھائی نندھا۔ پیرا۔ سنتا اور کملیا وغیرہ کو فقیری کی عظمت بخشی اور یہ سب لوگ لنگر اور دھرم سالہ میں رہ کر عبادت الہی کرتے اور دل و جان سے گرو مہاراج کی خدمت میں مصروف رہتے۔ جن کے فیض تربیت سے وہ سب کے سب زہد و عبادت۔ تقوے و ریاضت وغیرہ فقیری کے اوصاف میں کامل ہو گئے تھے +

ان سب کے علاوہ بھائی لہنا جی ہیں جو بعد میں گرو انگد صاحب کے نام سے موصوف ہو کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بابا صاحب کے اپدیش سُن کر بت پرستی چھوڑ عبادت واحد یکتا میں لگے اور گرو مہاراج کی وہ خدمت کی کہ انہوں نے اُن کو آخر کار اپنا جانشین بنا دیا۔ ان کی مفصل کیفیت دوسری بادشاہی کی سوانح عمری سے معلوم ہوگی

۷۔ وفات

ان گرو مہاراج نے جب اس کام کو پورا کر لیا۔ جس کے واسطے ان کا جنم ہُوا تھا اور اپنے بعد سکھوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اپنے مریدوں میں سے ایک قابل بزرگ کو جس نے تھوڑے زمانے میں صدق ارادت اور خلوص نیت کے ساتھ خدمت کر کے فقر کا سب سے اعلےٰ درجہ پا لیا تھا اپنا جانشین بنا لیا اور یہ یقین ہو گیا کہ وہ ان کی بجا عمدگی سے خدا پرستی اور ایشور کی بھگتی کا رستہ بتا اور گمراہوں کو سیدھے رستے پر چلا سکینگے تو وہ پرلوک سدھارنے کو تیار ہو گئے چنانچہ اسوج بدی دسمی سنہ ۱۵۹۶ بکرمی مطابق سنہ ۱۵۳۹ء یا سنہ ۹۴۶ھ کو صبح کمنڈ میں ہمیشہ کے لیئے اکال پورکھ کے حضور چلے گئے +

بابا صاحب کی تاریخ ولادت اور وفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی عمر ستر برس کی ہوئی اور باوجود اتنی عمر کے مرتے دم تک ان کے سارے حواس و قوے درست تھے +

گرو مہاراج بڑے نیک مزاج و پاکباز۔ خوش اخلاق اور راستباز

تھے۔ ہر ایک مذہب وملت کے آدمیوں کے ساتھ باخلاق پیش آتے۔ صلح کل کا شیوہ برتتے۔ پرلے درجے کے منصف مزاج اور سخی تھے۔ جس طرح ان کی بزرگی وعظمت کو کیا ہندو کیا مسلمان سب اب تک مانتے ہیں ان کے عہد میں بھی ویسے ہی مانتے تھے۔ ہندو سادھو ہوں یا مسلمان ولی۔ سب ان کے آگے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ ان کے کلام میں ایک خاص قسم کی حلاوت ہے۔ وہ دل کو بھاتا ہے۔ خدائے پاک کی عظمت کا یقین دلاتا ہے۔ توہمات باطلہ اور شرک وبت پرستی سے ہٹاتا ہے۔

گرو مہاراج کے پرلوک سدھارنے کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس بات پر تنازعہ ہوا کہ ہندو تو ان کی نعش کو ایک ہادی قوم کی حیثیت سے اپنے رسم ورواج کے مطابق جلانا چاہتے تھے مگر مسلمان ان کو ایک ولی سمجھ کر اپنے مذہب کے مطابق ان کی تجہیز وتکفین کا انصرام کرنے پر آمادہ تھے ان دونو فریقوں میں یہ تنازعہ بپا تھا کہ کسی نے کہا مجھے تو گرو صاحب کہیں جاتے یہاں سے دس کوس کے فاصلے پر ملے تھے۔ ذرا اندر جاکر دیکھو تو وہ ہیں بھی کہ نہیں۔ یہ بات سن کر لوگوں نے دیکھا تو نعش غائب تھی۔ اس پر تصفیہ یوں ہوا کہ وہ چادر جو ان کی نعش پر گری تھی۔ دونو فریقوں نے نصفا نصف کر لی۔ چنانچہ ہندوؤں نے اپنا حصہ جلا دیا اور مسلمانوں نے دفن کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں بعد ہندوؤں کی بنائی ہوئی سمادھ اور مسلمانو کی تعمیر کردہ مزار دونو کو دریا بہا لے گیا۔ پھر سمت ۱۸۲۵ بکرمی میں سردار سدھ سنگھ نے مربع شکل کا ڈیرہ صاحب تعمیر کرایا جو اب تک ان کی یادگار ہے۔ جب گرو صاحب کے چھوٹے صاحبزادے لکھمی چند کے پوتے دھرم چند کے بیٹوں مہر چند وغیرہ نے کرتارپور کی سکونت چھوڑ کر ایک اور گاؤں بسایا تو انہوں نے اپنے ہاں ڈیرہ صاحب بنوایا اور اس اپنے نئے گاؤں کو ڈیرہ بابا نانک کے نام سے موسوم کیا جو اب ضلع گورداسپور کا مشہور قصبہ ہے۔ اس ڈیرہ صاحب پر سمت ۱۸۸۵ بکرمی میں دیوان چند ولال کے چچا نانک چند نے عالی شان عمارت بنوائی۔ پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سنگ مرمر لگوانے اور چاندی کے

کام کرانے سے اور بھی رونق بڑھائی۔ یہاں بیدی لوگ آباد ہیں اور سرکار انگلشیہ کی طرف سے للعمہ ۵۰۰ روپیہ سالانہ جاگیر معاف ہے۔ ہر سال بیساکھی کے دن یہاں بڑا بھاری میلہ لگتا ہے اور بہت سا نقد و جنس اس میں چڑھتا ہے۔ مکان کے پجاری اداسی فرقے کے مہنت ہیں +

۸۔ اولاد۔

گرو نانک دیو جی مہاراج کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) بابا سری چند (۲) بابا لکھمی چند +

بابا سری چند صاحب ۸ ساون سمت ۱۵۵۱ بکرمی کو پیدا ہوئے۔ اگرچہ ان کو گدی نہیں ملی۔ مگر وہ بڑے عابد و زاہد تھے۔ پانچویں بادشاہی تک زندہ تھے اور چاروں گرو صاحبان ان کی بڑی عزت و تعظیم کرتے تھے۔ وہ اداسی فرقہ کے بانی ہوئے بابا لکھمی چند ۱۹ پھاگن سمت ۱۵۵۳ میں پیدا ہوئے۔ ان کی اولاد میں سے بیدی صاحبزادے اب تک جابجا پھیلے ہوئے ہیں +

۹۔ اُپدیش اور تصنیف

ان گرو صاحب کا کلام معرفت الٰہی سے پُر ہے اور گرو گرنتھ صاحب میں محلہ ۱ کے نشان سے اس کی تمیز ہوتی ہے۔ اگرچہ ان کی تعلیم کا بہت کچھ بیان ان کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔ مگر پھر بھی ذیل میں مختلف مضامین کے متعلق ان کا کلام افادۂ عام کی غرض سے درج کیا جاتا ہے +

حمد و اوصاف الٰہی میں یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

(۱) ست پورکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد
جب آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ +

یعنی ایشور تینوں اکال بھوت بھوشت اور ورتمان میں ست ہے۔ جس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ وہ خود ست ہے۔ اس کا نام ست ہے۔ وہ کرتا یعنے خالق ہے۔ اس نے سنسار کو اتپن کیا ہے۔ وہ سب جڑ اور چیتن اشیاء

اور جنگم میں پورن ہو رہا ہے۔ اس کو کسی مخلوق کا کچھ خوف نہیں۔ نہ کسی سے دشمنی یا عداوت نہیں رکھتا۔ وہ کال سے رہت ہے اور جونیوں میں جنم لینے سے بری ہے۔ نہ کبھی جنم لیتا ہے نہ دکھ بھوگتا ہے۔ ایسے نہ کسی کی مدد کی ضرورت ہے اور نہ کسی سے پرکاش لیتا ہے۔ بلکہ وہ سب کا معاون و مددگار ہے اور سورج چندرما وغیرہ اسی سے پرکاشت ہوتے ہیں۔ وہی گرو ہے اور عبادت کے لائق ہے۔ وہ آدی سرشٹی میں ست تھا۔ جگادیں ست ہے۔ اب بھی ست ہے اور آئندہ بھی ست رہے گا۔ خلاصہ یہ کہ بابا صاحب ایشور کو ست یعنے ناش سے رہت۔ دنیا کا خالق۔ ویاپک بیخوف۔ نرویر۔ موت سے پرے تھک۔ جنم سے رہت اور آنادی مانتے ہیں +

(۲) سہنسر تو نین ننان نین ہے تو ہے کو سہنسر مورت ننان ایک کو ہے ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں تیرے میں ہیں اور تو سب کو دیکھ رہا ہے۔ ہزاروں مورتیں تیرے میں اور تو سب میں براجمان ہے +

(۳) سب میں جوت جوت ہے۔ سوئے تس دے کارن سب میں چانن ہوئے سب میں ایک ہی جوتی ہے جو سب کو پرکاش کر رہی ہے یعنی وہ ایشور سب میں بیاپک ہو رہا ہے +

(۴) جاکو کھوجے اسنکھ منی انیک تپے ÷ برہما کوٹ ارادھے گیانی جاپ جپے
کوٹ دیوہی جاکو سیوے لکھمی انت بھانت ÷ گپت پرگٹ جاکو ارادھے پون پانی دن مورات
نکھشتر سستی ارسور دھیاوے بید ماکن گاوے ÷ شنکل کھانی شنکل بانی سدا سدا دھیاوے
سمرت پران چتر بید گھٹ شاستر جاکو جپت ÷ تپت پاون بھگت وچھل نانک ملیئے سنگ سات

جس پرماتما کو اسنکھ منی اور یتی لوگ ڈھونڈتے ہیں اور کروڑوں برہما روبیدوں کے جاننے والے اس کی ارادھنا کرتے اور جاپ جپتے ہیں۔ کروڑوں دیویاں رودوان استریاں) انیک پرکار سے جس کی پوجا کرتی ہیں۔ پورن اور پاپی راتری اور دوس میں گپت اور پرکٹ جس کی ارادھنا کرتے ہیں۔ جس پرماتما کو نکھشتر چندرماں آدرسورج پرتھوی اور آکاش گا رہے ہیں۔ چاروں کھانی اور وید آدی بانیاں جس کے گن کو دستررت کر رہی ہیں۔ چاروں بید۔ چھ

شاستر اور سمرتی آدمی جس کا جاپ کرتے ہیں وہ پرمیشور بھگت پاون اور بھگتوں کی رکھشا کرنے والا ہے۔ اسی پرماتما کو ملو جو تمہارے ساتھ ہے +

(۵) بھے وچ پون وہے سد واؤ ‌ ‌ بھے وچ چلے لکھ دریاؤ ÷ ÷
بھے وچ اگن گڈھے دے گاہ ‌ ‌ بھے وچ دھرتی دبے بھار ÷
بھے وچ سورج بھے وچ چند ‌ ‌ کوئی کروڑی چلت نہ انت ÷

اس پرمیشور کے ڈر سے وایو چلتا رہتا ہے۔ اسی کے ڈر سے دریا بہتا رہتا ہے۔ اسی کے ڈر سے اگنی جلتی اور کا ساری لوگوں کو کام دیتی ہے اسی کے ڈر سے پرتھوی اپنے کندر پر گھومتی ہے اور جگہ کو نہیں چھوڑتی اسی کے ڈر سے سورج اور چندرماں پرکاش کرتے ہیں اور اسی کے نیم انوسار کروڑوں ہی میل اپنی کیل پر گھومتے ہیں +

(۶) اونکار شبد ادھرے ÷ ‌ ‌ اونکار گور مکھ ترے ÷ ÷ ÷
اونگ اکھر سنو بچار ÷ ÷ ‌ ‌ اونگ اکھر تربھوں سار ÷

اونکار آتما نے شبد کا ادھار کیا۔ یعنی وید بانی کو پرکاشت کیا۔ اونکار ہی نے گور مکھ لوگوں (ایشور بھگتوں) کو تارا ہے۔ اوم اکھشر کو سنو اور بچارو کیونکہ وہی اوم ناش سے رہت اور تینوں بھونوں کا سار وستو ہے +

نمبر (۷)

ذیل میں جو بانیاں درج کی جاتی ہیں ان میں مخلوقات کا خالق ایشور کو بتایا ہے اور سب مخلوق کو خواہ آدمی ہوں یا دایو ورن وغیرہ اس ایشور کا پرستا بتایا ہے۔ پھر مخلوق کی اوصاف جتا کر مخلوقات کو ایشور ہونے کے ناقابل ٹھیرایا ہے +

(۱) پون اپانے دھری جن دھرتی جل اگنی کا بندھ کیا
اندھے دہسر موند کٹایا راون مار کیا وڈا بھیا ÷
کیا اپما تیری آکھی جائے تو سربے پور رہیا لو لائے ÷ ÷
جیا اپائے جگت ہری کینی کا کی نتھ کیا وڈا بھیا ÷
کس توں پورکھ جورو کیوں کہی سرب نرنتر رو رہیا

جس پرماتما نے پون اور اکاش آدی رچ کر پرتھوی کو دھارن کیا اور جس نے جل اگنی کو اتپن کیا۔ تو کیا وہ پرمیشور تیرے دتوف راون کے مارنے سے جس نے جوگی کا بھیس کر کے چھل کیا۔ کچھ بڑا ہوگیا ہے۔ یعنی راون کو مارنا کوئی عظمت و شان کی بات نہیں۔ اس سے یہ ظاہر کیا ہے کہ راجہ رام چندر جی پرمیشور نہیں تھے۔

ہے پرماتم دیو ہم تیری کیا ستتی کریں تو سب میں بیاپک ہو رہا ہے۔ تو نے سب کام کو سینکلت کیا ہے۔ تو نے تمام جیوؤں کو پرگٹ کر کے شریر دیا اور سب کو نیم میں چلا رہا ہے۔ کیا ایسا پرمیشور ایک کالے ناگ کے نتھنے سے بڑا ہوگیا۔

ہے پرمیشور ہم آپ کو برکھ کہیں یا ناری۔ تو تو ایسا نہیں۔ کیونکہ نہ تو تو پرش ہے اور نہ استری۔ تو وہ ہے جو جنم نہیں لیتا ہے اور سارے جگت میں دیاپک ہو رہا ہے۔

(۲) نانک دھیا بن بیج جو مرجے سو کچ نکچ

سچا صرف وہ ایک پرمیشور ہی ہے اس کو دھیاؤ جو جنمتا اور مرتا ہے وہ کچا یعنی جھوٹا اور ناش ہونے والا ہے۔ اسی واسطے وہ پوجا کے یوگ نہیں۔

یہاں پیدا ہونے اور مرنے والی ساری مخلوق کو ایشور ہونے کے ناقابل بتایا ہے۔

(۳) نانک نربھو نرنکار ہور کتے رام روال

بابا صاحب نے آسا کی وار میں مندرجہ بالا کلام فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ نربھو تو صرف نراکار پرمیشور ہی ہے۔ نہیں تو نیک رام چندر جیسے ہیں جن کا کچھ پتا نہیں چلتا۔

(۴) الکھ اپار اگم اگوچر ناں تس کال نہ کرماں
جات اجات اجونی سنبھو ناں تس بھاؤ نہ بھرماں
سچے سچیار اتوں قربان

نہ تس روپ ورن بھلی رکھیا بیج شبد نشان
تس مات پتا ست بندھپ نہ تس کام نہ ناری
الکھ نرنجن اپر پر نیر سگلی جوت تمہاری

وہ پرمیشور جانا نہیں جاتا اپار - اگم اور اگوچر ہے - اس کو کال چھیدن کر نہیں سکتا - اُس کی کوئی جاتی (ذات) نہیں وہ اجونی ہے یعنی جنم مرن میں نہیں آتا - اپنے آپ پرکاش مان ہے - کسی سے پرکاش نہیں لیتا - اس کو کسی چیز سے پریم نہیں اور نہ اُس کو بھرم پڑتا یعنی اگیان ہوتا ہے جو ایسا سچا پرمیشور ہے اس پر ہم قربان ہیں - جس کا روپ اور ریکھ نہیں ہے - ویدبانی جس کا شبد نشان ہے - جس کا کوئی ماتا پتا نہیں اور نہ کوئی رشتہ دار ہے - جس کو کبھی کام چیشٹا نہیں ہوتی اور نہ جس کی استری ہے جو اکال پورکھ نرنجن ہے وہ سب سے اپار ہے اور سب جگہ اس کی جوتی پور رہی ہے وہی پرماتما ہے +

اس سے بھی ظاہر ہے کہ پرمیشور کو اوتار دھارنے کی ضرورت نہیں اور نہ وہ ایسا کرتا ہے +

(۵) ادسے رام نکالا بھیا ست لچھمن وچھڑ گیا

جب رام چندر اور لچھمن سیتا سے بچھڑ گئے تب رام چندر روتے ہیں - اس سے یہ مطلب ہے کہ پرمیشور تو کسی کام پر روتا نہیں - رام چندر جی چونکہ سیتا سے جُدا ہونے پر روتے تھے - اس لئے وہ ایشور نہ تھے +

(۶) برہما بشن مہیش دوارے اوہ بھی سیویں لکھ اپارے

برہما وشنو اور شو پرمیشور کے دروازے پر کھڑے اس اپار کا سمرن کرتے ہیں - یعنی یہ تینوں جن کو اوتار مانا جاتا ہے اس کے دروازے کے بھکھاری ہیں اسی واسطے پرمیشور نہیں ہیں +

مورتی پوجا

مورتی پوجا کے خلاف جا بجا باباصاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ہم اس میں سے چند شبد ذیل میں درج کرتے ہیں +

(۱) سالگرام بت پوج بناؤ سکرت تلسی مالا +

رام نام جب بیڑا ماند مصود یاکرو دیالا
کاہے کلرا سینچو جنم گوادو ÷ کاچی ڈھک دیوال کاہے گچ لاؤ
کاشی کے شاسترارتھ میں بابا صاحب برہمنوں کو مخاطب کرکے فرماتے
ہیں۔ تم سالگرام کی پوجا کرتے ہو۔ اور تلسی کی مالا کو کلیان دینے والا جانتے ہو
یاد رکھو جب تک پرمیشور کا بھجن نہ کروگے تم پر پرمیشور جن کا نام دیالو ہے دیا
اور کرپا نہیں کرینگے۔ کیوں تم مورتی پوجا آدمی کلر میں بیج بوتے ہو۔ اور جنم کو
بیفائدہ گوا رہے ہو۔ تمہاری یہ کچی دیوار گر جائیگی۔ اس کی پشٹی کیوں
کرتے ہو۔ اِس سے آگے ایک شبد میں آتا ہے کہ من کو شدھ کرو تب پرماتما
تم سے ملینگے۔ ✦

(۲) گھر نارائن سبھا نال پوج کرے رکھے زوال
کنگو چندن پھل چڑھائے پیر میں پے پے بہت منائے
مانواں منگ منگ پہنے کھائے اندھی کملیں اندھ سمائے
بھکیاں دے نہ مردیاں رکھے اندھا جھگڑا اندھی سکھے

گھر میں ٹھاکرجی کو رکھتے ہیں۔ اِس کی پوجا اور عزت کرتے ہیں۔
چندن اور پھول وغیرہ چڑھاتے ہیں۔ پاؤں پر پڑا سے مناتے ہیں۔
آدمی اس کی بھانی مانگ مانگ کر کھاتے اور پہنتے ہیں۔ مگر بات یوں
ہے کہ اندھے کاموں میں اندھکار پرویش کر رہا ہے۔ ٹھاکرجی تو ایسے
ہیں کہ نہ بھوکوں کو دے سکتے ہیں۔ اور نہ مرنے والوں کو بچا سکتے ہیں
یہ تو اندھا جھگڑا اور بیفائدہ کام ہے۔ سب ٹھاکروں کو پوجنے والے
اندھے اور مورکھ ہیں ✦

(۳) گگن میں تھال رو چند دیپک بنے تارکا منڈلا جنک موتی
دھوپ ملی آن لے پون چورکرے سکل بن رائے پھول نت جوتی
کیسی آرتی ہوئے بھوکنڈنا تیری آرتی انحد شبد واجنت بھیری
رہاؤ سس تو نین نتھ نین ہے تو ہے کو سس مورت نتا ایک تو ہی
سہنس پد بمل نتا ایک پد گندھ بن سہنس تو گندھ رائو چلت موہی

سب میں جوت جوت ہے سوئی تس نئے چانن سب میں چانن ہوئے
گور ساکھی جوت پرگھٹ ہوئے جو تس بھاوے سو آرتی ہوئے
ہر چرن کمل کرند لو بھت منداَنوں موہے آئی پیا سا
کرپا جل وے نانک سارنگ کر ہوئے تیرے نام واسا

بابا صاحب جگن ناتھ پُری تشریف لے گئے تو وہاں پجاری لوگ شام کے وقت مورتی کی آرتی اتار رہے تھے۔ ان کو فرمایا کہ تم کیوں پتھر کی مورتی کی آرتی اتار رہے ہو جو ایک مکھی تک کو اڑا نہیں سکتا۔ دیکھو ہم تمہیں پرمیشور کی آرتی بتلاتے ہیں۔ پھر اوپر کا لکھا ہوا شبد اچارن کیا جس کا مطلب یہ ہے:۔

ہے ایشور آسمان منڈل تیرا تھال ہیں۔ ستارے اس میں موتی ہیں سُورج اور چندرماں دونوں دیپک جل رہے ہیں۔ پرتھوی میں جو گندھگن ہے وہ تیرا دھوپ ہے۔ ہوا جو چل رہی ہے وہ تیرا جنو رہے۔ جتنے پربتوں پر بنسپتی پھول ہیں وہ تجھ پر سوئم پھول چڑھ رہے ہیں۔ ہے دُکھ کے دور کرنے والے ہم تیری آرتی کیسے کریں۔ تیری آرتی انحد شبد کی بھیری بج رہی ہے۔ پرماتما لوگوں کے ہزاروں نین تیرے اندر ہیں۔ ادرسنار کی ہزاروں مورتیں تیرے بھتیر۔ جگت کے ہزاروں ہی پاؤں بھی تیرے درمیان ہیں اور ان سب کے اندر تیری جوت سما رہی ہے۔ سب کی آنکھوں میں جو روشنی ہے وہ تیری ہی روشنی ہے گرو کی کرپا سے اپدیش کے ذریعے سے آپ کی جوتی کو بھو کر سکتے ہیں ہم لوگ تیرا انت پا نہیں سکتے۔ ہم تیری آرتی کیسے کریں جیسی تیری آگیا ہو ویسی کریں۔ ہے پرماتما تیرے چرن کملوں ہم بھونرے ہیں۔ ارتھات جیسے کمل سے بھونرے کی پریتی ہے۔ ویسی ہی ہماری آپ سے پریتی ہے جیسے ملوں پر بھونرا پرسن ہو کر منڈلاتا ہے ویسے ہی ہم آپ کی پریم یدروپی کمل ہیں۔ ان پر میرا من لوبھ رہا ہے۔ جیسے چاترک دن رات بادلوں سے سوانی بوند کے لئے تڑپا کرتا ہے۔ اسی طرح میرے من کو آپ کے نام کی پیاس لگ رہی ہے۔ اور وہ تڑپ رہا ہے۔ کہ پرم پرمیشور جی اپنے نام کا جل ہمیں پلاؤ۔ اور

شانت کرو کہ ہم تیری شانتی دھام ہیں نواس کریں +
اس سے ظاہر ہے کہ بابا صاحب نے جگن ناتھ پوری کے پجاریوں کے سامنے ایشور کی حمد و ثنا اور اُس کی اوصاف کاملہ کا بیان کرکے جتایا کہ کوئی مورتی ایشور کی اوصاف کاملہ سے موصوف نہیں۔ آرتی اور بھگتی صرف پرمیشور کی کرنی یوگ ہے۔ اور کسی کی پوجا سے کچھ فائدہ نہیں +

وید

بابا صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وید کی عظمت کو مانتے اور اُس کی پیروی کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ ذیل کے شبدوں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے :۔
(۱) گورمکھ ناد ننگ گورمکھ وید ننگ گورمکھ رہا سمائی۔
پرمیشور شبد میں اور وید میں ویاپ رہا ہے +
(۲) پاتالاں پاتال لکھ آکاشاں آکاش اوڑک بھال تھکے وید کہن اک بات
لاکھوں ہی پاتال اور لاکھوں ہی آکاش تمام لوگ تلاش اور تحقیقات کر چکے لیکن وید ایک اور بات کہتا ہے +
(۳) گاویں پنڈت پڑھن اکھشر جگ جگ ویداں نائے +
ہے ایشور پنڈت اور رشی لوگ آپ کو یگ یگ میں وید کے ساتھ گائن کرتے ہیں +
(۴) جت پہارا دھیرج سنیار آہرن مت وید ہتھیار
جتی ہونا (برھم چیرج کورکھنا) تو پہارا ہے۔ دھیرج کرنا تو سنیار ہے۔ بدھی کو اہرن جانو اور وید تمہارے ہتھیار ہیں جن سے تمہاری حفاظت ہو سکتی ہے +
(۵) درلا بوجھے پاوے بھید ساکھاتیں کسے نت بید
اس بھید کو کوئی شاذ و نادر ہی معلوم کر سکتا ہے۔ اور اس کی شاکھا جس کا ورنن کرتے ہیں۔ تینوں بید ورنن کرتے ہیں +
(۶) تیجے چاسے بید جن سلجے چار سے کھانی چار جگاں۔
چاروں بیدوں اور چار کھانی (انڈج۔ جیرج۔ سوئی تج۔ بھتیج

چاروں یگ (ست یگ - ترتیا - دواپر - کلجگ) اس پرماتما نے پرگٹ کیے ہیں +

(۷) وسماو ناد وسماو بید   وسماو جیا وسماو بھید

پرماتما کا ناد اور بید اسچرج ہے۔ اور جیوا سچرج ہیں۔ اِس سے یہ مطلب ہے کہ میں ان چیزوں کو دیکھ کر تعجب میں ہوں +

(۸) سام کہے سیتبر سوامی سچ میں اچھے ساچ رہے +
سب کو سچ سماوے رگ کہے رہا بھر پور۔ رام نام دیوا میں سور۔
ناں لے لیہاں پراجت جائے   نانک تو تو مکھتر پائے
جج میں جور چلی چندراول کان کرشن یادو بھیا
پارجات گوپی لے آیا بندرابن میں رنگ کیا
کل میں بید اتھربن ہوا نام خدائی الہ بھیا
نیل بستر لے کپڑے پہنے ترک پٹھانی عمل کیا
چارے وید ہوئے سچیار   پڑے گنی تن چار وچار +
بھو بھگت کر نیچ سد اوے   نانک تو موکھتر پاوے

سام وید کہتا ہے کہ ایشور سفید ہے۔ اور وہ ست کی رچھیا کرتا ہے۔ اور سچ پھیلاتا ہے۔ سب کو سچ میں پرورت کرتا ہے۔ رگ وید کہتا ہے کہ ایشور بھرپور ہے۔ رام کا نام دیوتاؤں میں بہت اوتم ہے۔ ایشور کا نام لینے سے پراسچت دور ہوتا ہے۔ اے نانک اِس سے لوگوں کی مکتی ہوتی ہے۔ یجر وید میں لکھا ہے کہ کرشن دیو نے چندراول سے فریب کیا اور پارجات لینے چک برکھ گوپی کے لئے لے آیا۔ بندرابن میں راس وغیرہ کرتا رہا۔ کلجگ میں اتھرون ویدوں کا پرکاش ہوا۔ یعنے اس سے قرآن نکالا گیا۔ ایشور کا نام اللہ رکھا گیا۔ لوگوں نے نیلے کپڑے پہنے۔ اس لئے ترکوں اور پٹھانوں کا راج ہوا۔ مگر یہ لوگوں کے خیالات ہیں۔ حقیقت میں چاروں وید ست ہیں۔ جو اُن کو پڑھتا ہے۔ اور وچار کر کے ان کے مطابق عمل کرتا ہے۔ بھگتی کرتا ہے جس سے اس کی مکتی ہوجاتی ہے +

(۹) ادھ مول جس ساختلا ہا چار بید جت لاگے
سہج بھائے جائے تے نانک پاربرہم مولاگے

اوپر جس کا مول ہے یعنی جس کی جڑ اوپر کی طرف ہے۔ اور چار وید جس کو پتے لگے یعنی جس کو چاروں بید منش شریر میں پراپت ہوئے وہ منش سہج بھاؤ ہے۔ پاربراہم میں لگ جاتا ہے۔ یعنے اسے اس کی برتی لگ جاتی ہے۔ منش کا شریر بھی ایک برکھ کے سمان ہے۔ اگر الٹا کھڑا کریں تو ورخت کے سمان معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰) بید پران سمرن کے مت سن نمکھ نہ منے بساوے
پردھن پر دارا سوا رچھو برتھا جنم گنواوے

بید سمرت آدمی کے مت سن کر ذرا بھی من میں ہری دھیان نہیں کرتا تو ہمیشہ پرائے دھن اور پرائی استری کی طرف خیال کرتا ہے۔ تو نے برتھا جنم گنوایا ہے۔

(۱۱) کھتریاں تاں دھرم چھوڑ دیا ملیچھ بھاشا گہی
سرشٹ سب اک ورن ہوئے دھرم دھرم کی گت رہی
شاستر بید نہ مانے کوئی سب آپو آپے پوجائے

(اس رماتے میں) کھتری لوگوں نے اپنا دھرم چھوڑ دیا۔ یعنی سنسکرت دیو بانی نہیں پڑھتے۔ فارسی عربی ملیچھ بھاشا پڑھتے ہیں۔ شاستر اور بید کو کوئی مانتا نہیں۔ لوگ اپنی پوجا آپ کرتے ہیں۔ اور من بھانی پوجا چلادی ہے۔

(۱۲) دیپک بلے اندھیرا جائے وید پاٹھ مت پاپا کھائے

جیسے دیپک جلانے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وید پاٹھ کرنے اور اس پر عمل ہونے سے پاپ دور ہو جاتے ہیں۔

(۱۳) سب نا وبید گور بانی ؛ من راتا سارنگ پانی
سب بید گرو (ایشور) کی بانی ہیں جس میں میرا من لگا ہوا ہے۔

(۱۴) واپچے وادنہ بید بچارے آپ ڈبے پتراں کیوں تارے

وید پڑھتے ہیں پر بچارتے نہیں۔ پاکھنڈ کی باتیں سیکھتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خود ہی ڈوب رہے ہیں وہ پتروں کو کیونکر تار سکتے ہیں ✦

(۱۵) اونکار برھما اوت پت　　اونکار کیا جن چت ✦
اونکار ربیل جگ بھئے　　اونکار بید نرمے

اونکار پرماتما نے برھما کو پیدا کیا۔ اونکار نے ہی چت وغیرہ بنایا اونکار ایشور نے پربت آدی اور جگ وغیرہ بنائے۔ اسی اونکار نے بید پرگٹ کئے ہیں ✦

(۱۶) سدھ سادھک دیومن جن بید کریں اوچار
سمر سوامی سکھ سہج بھنجر نہیں انت پار اور ار

جس پرماتما کو سدھ دیوا اور وید اچارتے ہیں۔ اس کو سمرو اور جلدی سکھ کو پراپت ہو جاؤ ✦

(۱۷) ساچی کیرت ساچی بانی　　ہور نہ ویسے بید پرانی
سچی کیرت اور سچی بانی ہے۔ وہی بید اور پران میں دکھائی دیتا ہے اور کچھ نہیں ✦

(۱۸) سام وید رگ یجر اتھون برہمے مایا ہے ترے گن۔ تا کی قیمت کہے نہ سکے کو تینوں بولے جیون بلائی دا ✦ اس ایشور نے سام۔ رگ۔ یجر اور اتھرون وید پرگٹ کئے پہلے برہما کو پرکرتی سے رچا جو پرکرتی تین گن والی ہے۔ اس کی قیمت کوئی کہہ نہیں سکتا۔ جتنا جتنا کسی کی سمجھ میں آتا ہے۔ بیان کرتا ہے ✦

(۱۹) بید وکھیان کہے اک کہئے　　اوہ بے انت انت کن لئیے
وید واکھیان کرتا ہے۔ اور ایک ہی ایشور کے بارے میں کہتا ہے جو بے انت ہے۔ ہم اُس کا انت کیسے لے سکتے ہیں ✦

البتہ باوا صاحب نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو وید کو پڑھتے ہیں۔ پر اس کو سمجھتے نہیں۔ اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ چنانچہ اِس امر کے لئے وید کی تعریف کے شبدوں میں سے ۱۴ شبد قابل ملاحظہ ہے ✦

تیرتھ یاترا سے یہ غرض تھی کہ وہاں جاکر رشی منی لوگوں کے فیض صحبت سے مستفیض ہوں۔ اور ان مقدس مقاموں میں دنیا ومافیہا سے الگ ہو کر سچے دل سے ایشور کی پوجا اور اس کی بھگتی میں مستغرق ہوں۔ لیکن عام لوگوں نے صرف ایسے مقامات میں جانے اور وہاں کی یاترا یا وہاں کے جل پانی سے اشنان کرنے کو ہی اصلی کام مان لیا۔ باباصاحب لوگوں کی اس غلطی کو جتاتے۔ اور اس کی نندیا کرتے ہیں۔ اور اصلی تیرتھ یاترا کو خدا کی یادگار میں قرار دیتے ہیں جو خواہ کسی جگہ ہی کیوں نہ کی جائے +

اس بارے میں باباصاحب کے شبد ذیل قابل ملاحظہ ہیں:—

(۱) بھرئیے ہتھ پیر تن دہ — پانی دھوتیاں اترس کھیہ
موت پلیتی کپڑ ہوء — دہ صابون لئیے اوہ دھو
بھرئیے مت پاپاں کے سنگ — اوہ دھوپے ناویں کے رنگ
پن پاپی آکھن ناہیں — کر کر کرنا لکھ لے جائیں
آپے بیج آپے ہی کھائے — نانک حکمی آویں جائے

انسان ہاتھ پاؤں کو غلاظت سے خراب کرلیتا ہے۔ وہ پانی سے صاف ہوجاتے ہیں۔ کپڑا وغیرہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہوتا ہے وہ صابون سے صاف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو بدھی پاپوں سے ملین ہو جاتی ہے۔ وہ ایشور کے نام سے شدھ ہوتی ہے۔ پن یا پاپ وغیرہ جیسا آدمی کرتا ہے وہ سب ایشور کے دھیان میں ہے۔ انسان جیسا کرم آپ کرتا ہے۔ ایشور بوبھا سے آپ ہی پھل بھوگتا ہے۔ اے نانک ایشور کے حکم سے ہی جنمتے اور مرتے ہیں +

(۲) تیرتھ دیا دت دان — جے کو پاوے تل کا مان
سنیاں منیاں من کیتا بھاؤ — انترگت تیرتھ مل ناؤ

تیرتھ کیا ہے تپ کرنا۔ دیا کرنا۔ دت۔ من وس کرنا۔ دان دینا اگر ان کو کوئی تھوڑا کرے تو اچھا ہے۔ ایشور کا نام سننا اسے ماننا

اور اُس کی تعظیم کرنا۔ انتر جو تمہارے من میں برہم ودیا پُپ ہے اس تیرتھ میں مل مل کے نہاؤ ✦

(۳) جے کارن تٹ تیرتھ جاہے رتن پدارتھ گھٹ ہی ماہے

جس لئے لوگ تیرتھ وغیرہ کو جاتے ہیں وہ رتن پدارتھ تمہارے ہردے میں ہے اُسے وہاں سے تلاش کرو ✦

(۴) گنگ بنارس صفت تمہاری نہاوے آتم رام سچ نہاون تاں تھئے جاں اہنیس لاگے بھاؤ

تمہاری اوصاف ہی ہمارے لئے گنگا بنارس ہیں جس میں آتما اشنان کرتا ہے۔ سچا اشنان تب ہے جب دن رات پرمیشور میں پریم ہو ✦

(۵) سچ تاں پر جانیئے جے روے سچا ہووے
کوڑ کی مل اترے تن کرے ہچھا دھووے
سچ تاں پر جانیئے جاں آتم تیرتھ کرے نواس

سچ تب ہی جانا جاتا ہے جب دل میں سچ ہو اور اُس ست سے جھوٹ کی میل کو جو دل میں اتاری ہے صاف کر دے۔ سچ تب جانا جاتا ہے جب منش آتما کے تیرتھ میں نواس کرے ✦

(۶) پوجے سِلا تیرتھ بن واسا بھرمت ڈولت بسے اداسا
من میلے سوچا کیوں ہوئی ساچ ملے پاوے پت سوئی

سِلا کو پوجتے رہے۔ تیرتھوں اور بنوں میں واس بھی کیا۔ جب من ہی خراب ہے تو صفائی کس طرح سے ہوگی۔ پرمیشور ست کو ملو تب سچ پاؤگے سِلا اور تیرتھ تمہیں پوتر نہیں کر سکتے ✦

(۷) تیرتھ بناؤں جاؤ تیرتھ نام ہے تیرتھ شبد بچار انتر گیان ہے
گرو گیان سچا تھان تیرتھ دس پورب سدا دسہرا ہوں نام ہر کا سدا جاچوں دیہو پربھو دھرنی دھرا
سنسار روگی نام دارو میل لاگے سچ بناں گرو واک نرمل سدا چانن نت ساچے تیرتھ مجناں

اے لوگو تیرتھ اشنان کو جاؤ پر اصلی تیرتھ پرماتما کا نام ہے۔ یا تیرتھ شبد کا وچار (اونکار کے انحد شبد کا وچار) ہے جو انتر گیان ہے۔ پرمیشور جو گرو ہے اس کا گیان تیرتھ ہے۔ جو دس اندریوں کو دکاروں سے روکے یہی پرب ہے

ہے پرمیشور میں ہر وقت تیرا نام ہی مانگتا ہوں پرتھوی کے دھارن کرنے والے وہ نام دیجئے۔ سارا جگت بیمار ہے۔ایشور کا نام دوائی ہے اور سچ کے بغیر میل لگ رہی ہے یعنی ست کے بغیر لوگ پاپی ہو رہے ہیں گرو واک (ایشور کا نام) روشن ہے وہ واک کیا ہے یہ کہ ست میں اشنان کرو یہی تیرتھ ہے +

(۸) ناہون چلے تیرتھیں من کھوٹے تن چور
کی بھاؤ اتھے نا تیاں دوے بھا چڑھے اس ہو
باہر دھوتی تومڑی اندر دسن کور۔
ساد بھلے اتنا تھیاں چور سہ چورا چور

لوگ تیرتھوں پر نہانے جاتے ہیں۔ من ان کے خراب اور اندر سے چوروں کے یار ہیں۔ فرض کرو کہ اگر اشنان سے ان کو کچھ ہوتا ہے بھی تو وہ پاپ ہی لگ جاتا ہے۔کیونکہ تونبی کو جو اندر سے کڑوی ہے باہر سے کتنا ہی دھویا جائے پھر بھی کڑوی ہی رہتی ہے اسی طرح مہاتما سنت لوگ تو بغیر اشنان تیرتھ کے بھی اچھے ہیں اور جو چور (پاپی) ہیں وہ سدا ہی پاپی ہیں خواہ کتنی تیرتھ یاترا کریں +

(۹) من مندر تن دیس قلندر گھٹ ہی تیرتھ بنا وال
ایک شبد میرے پران بست ہے بڑ جنم نہیں آوال

میں اپنے شریر روپ مندر میں بھیس دھارن کر کے من میں اشنان کرتا ہوں۔ ایک شبد (اونکار) میرے پرانوں کے ساتھ واس کرتا ہے۔ اس ہیر جنم میں نہ آؤنگا +

(۱۰) ایک تیرتھ نہاویں ان نہ کھاویں اک اگن جلاون دیہ کھپاویں
رام نام بن مکت نہ ہوئی کت بدھ پار لنگھائی

• کئی لوگ تو تیرتھوں پر نہاتے ہیں اور اناج نہیں کھاتے۔ کئی لوگ اگنی میں اپنا آپ جلاتے ہیں مگر بغیر ایشور کی بھگتی کے کوئی بھی پار نہیں ہو سکتا +

بابا صاحب کے گنگا جانے اور اپنے کرتار پور کے کھیت کو پانی پہنچانے اور اس پر اعتراض ہونے کا واقعہ بیان ہو چکا ہے جس کے جواب میں اُنہوں نے فرمایا تھا کہ اگر میرا پانی یہاں سے کرتار پور جا نہیں سکتا تو تمہارا دیا ہُوا پانی پتروں کو کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بابا صاحب نے شرادھ کھنڈن کیا۔ اس کے سوا اُن کے کلام سے بھی بامر لایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ چنانچہ گرو صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) آپے بیجے آپے ہی کھائے نانک حکمی آون جائے

انسان خود اچھے یا برے کرم کرتا ہے۔ اور ان کا پھل کھاتا ہے۔ اے نانک پرماتما کی آگیا انوسار لوگ سرشٹی پاتے ہیں +

(۲) دیو میرا ایک نام دکھ وچ پایا تیل ان چانن اوہ سکھیا چوکا جنم کا میل
لوکا مت کو پکڑ پائے لکھ مڑیا اکیھٹے ایک رتی لے بھاٹ رہاؤ
پنڈ پتل میری لے سوکر یا سچ نام کرتار ایتھے اوتھے آگے پیچھے اہو میرا آدھار
گنگ بنارس صفت تمہاری نہاوے آتم راؤ سچا نہاون تاں تھیئے جاں اوہ تس لاگے بھاؤ
اک سو کی چھچھری برہمن وٹ پنڈ کھائے نانک پنڈ بخشش کا کب ہوں کھوٹش ہائیں

پرمیشور کا ایک نام ہی میرے لئے دیا (چراغ) ہے۔ دکھ روپی تیل اس میں ڈالتا ہوں وہ دکھ روپی اس میں سوکھیگا اور ہردے میں پرکاش ہوگا اور بار بار جنم مرن سے چھوٹیگا۔ اے لوگو پاکھنڈن مت کرو۔ جیسے لاکھوں ہی مردے لکڑیوں میں ڈال کر تھوڑی سی آگ لگا دینے سے جلتے ہیں۔ اسی طرح کروڑوں پاپی پرماتما کے نام روپی اگنی سے شدھ ہوتے ہیں۔ میری پنڈا اور پتل پرمیشور کا نام ہے اور کرتار کا نام ہی میری کریا ہے۔ اس جگہ سنسار میں اور اس جگہ پرلوک میں آگے اور پیچھے میرا آدھار ہے۔ اے پرمیشور تمہاری استتی کرنا ہی میرے لئے گنگا اور بنارس ہے اور اس میں میرا آتما اشنان کرتا ہے۔ ہے پرماتما سچا اشنان تب ہی ہوتا ہے جب دن رات تجھ سے پریتی لگ جاوے۔ ایک تو بالکل تھوڑی اور معمولی اناج کی وستو ہوتی ہے۔ جس کے برہمن پنڈ بنا کر کھاتے ہیں۔ اے نانک تیرے لئے بخشش سے ایسا پنڈ چاہئے جو کبھی ختم ہونے میں نہ آئے +

ذریعے سے روپیہ کماتے اور پرانوں کی پوجا میں لگاتے ہیں مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا بکرا کھاتے ہیں مگر انہیں اپنے چوطے میں نہیں آنے دیتے۔ چوکا لگا کر اس کے گرد لکیریں کھینچ لیتے ہیں اور اس کے اندر آپ جھوٹ سے بھرے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اوروں کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ دیکھو ہمارے چوکے کو نہ چھونا ایسا نہ ہو کہ وہ خراب ہو جائے۔ یہ مغرور لوگ خواہ مخواہ جھوٹا فساد کرتے ہیں۔ ان کا دل ناپاک ہے اور منہ سے کلی کر کے صاف ہوا چاہتے ہیں۔ مگر اس سے کیا بنتا ہے جو آدمی سچے خدا کی یاد کرتا ہے۔ باطن میں صداقت اور سچائی کو لیتا ہے وہی پاک ہوتا ہے۔ چوکے تلک دھونی وغیرہ سے تو پاک نہیں ہو سکتا۔

نصیحت نامہ

اب ہم گرو صاحب کے نصیحت نامہ کو ذیل میں درج کر کے اس پر اس کتاب کو ختم کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ناظرین کتاب بابا صاحب کے کلام فیض التیام سے حق شناسی و حق پژوہی بے تعصبی اور صلح کل کی ہدایت پا کر دنیا اور اہل دنیا کے لئے اپنے آپ کو مفید بنانے کی کوشش کرینگے:۔

لیجے نیک نامی جو دیوے خدا	جو دیسی نہیں یہ وہ ہوسی فنا
دائم دولت کے بے شمار	نہ رہینگے کروڑوں نہ رہینگے ہزار
دمڑا اس کا جو خرچے اور کھلا	دیوے دلاوے رجاوے خدا
ہوتا نہ راکھے اکیلا نہ کھائے	تحقیق دل دانی وہی بہشت جائے
کیجئے تو یہ نہ کیجئے گمان	ہمیشہ نہ رہیگی تو ایسی نہ جان
ہاتھی و گھوڑے لشکر ہزار	کبھو غرق ہو توں کو لاگے نہ بار
دنیا کا دیوانہ کہے ملک میرا	آئی موت سر پر نہ تیرا نہ میرا
کہتے گئے دیکھ باجے بجا	رہیگا وہی ایک ساچا خدا
آیا اکیلا اکیلا چلا یا	چلتے وقت کچھ کام نہ آیا
لیکھا مانگے پھر کیا دیجے جواب	تو یہ پکارے تو پاوے عذاب
کیا ظلم دنیا پھر دمڑا کمایا	نہ کھایا کھلایا اجائیں گنوایا

وہ ہونگے پشیماں کریں ہائے ہائے — جا کے جو درگاہ تو پائے سزائے
لعنت ہے ان کو دان کی کمائی — دغا بازی کر دنیا لوٹ کھائی
پیئے پیالے وہ کھائے کباب — دیکھو رے لوگو جو ہونگے خراب
جس کا تو بندہ وہی نہ چتارا — دنیا کے لالچ میں صاحب بسارا
نہ کینی عبادت نہ رکھیو ایمان — کرے نت ظلمی پکارے جہان
وستی اجاڑے پھر نہ بساوے — لوکے پکارے کی داد نہ پاوے
حاکم کہاویں حکومت نہ ہو — دنیا کا دیوانہ پھرے مست ہو
لوٹے ملک عیش و عشرت کمائے — دوزخ کی آتش آخر جلائے
قہر سے نہ دیکھے دنیا کے دیوانے — ہمیشہ نہ رہیگی تو ایسی نہ جانے
غفلت کرو گے تو کھاؤ گے مار — بیٹا اور بیٹی کی لی ہے نہ سار
توبہ کرو بہت کیجیو نہ زور — دوزخ کی آگ جلائیگی گور
مشائخ پیغمبر کیتے شاہ خان — نہ دیسی زمیں پر نہ اُن کے نشاں
چلتے کبوتر جناور کی چھاؤں — کینے خاک ہوئے کو پوچھے نہ ناؤں
جہل گنج جوڑے نہ راکھو ایمان — وہ قارون بھی آخر ہوا پشیمان
نہ ہر وقت بندہ عبادت وسار — سستی و غفلت سے بازی نہ ہار
توبہ کرو ہر وقت کرنے گناہ — نانک اس عالم سے تیری پناہ

بولو جی واہگرو